

خطبات

سید سبطین شاہ نقوی



جمع و ترتیب

حافظ محمد ربانی

مکتبہ ربانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات
سبطین شاہ نقوی

جلد دوم

حضرت مولانا سبطین شاہ نقوی

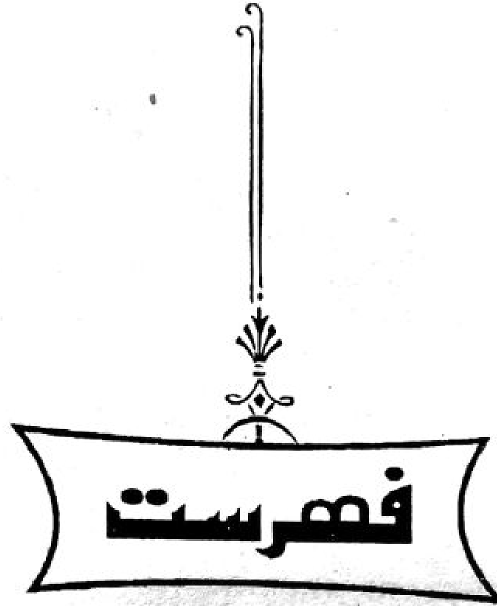
جمع و ترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا، ضلع قصور 0300-6595304



فہرست

اصلاح معاشرہ

سیرت النبی ﷺ

عالم الغیب کون؟

نافرمان لوگوں کا انجام

بشریت مصطفی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مغالطے اور ان کا رد

علم غیب

محبت رسول ﷺ کے تقاضے

درود و سلام



اصلاح معاشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء : ٦٩)

ذی وقار علمائے کرام، بزرگو اور دوستو!

اسٹیج کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ بلاتاخیر سبب گفتگو ہونے لگی ہے۔ ان شاء اللہ میں بغیر کسی تاخیر کے، ان شاء اللہ اگر جنریٹر چلتا رہا، ایک بجے تک میں بھی ان شاء اللہ گفتگو جاری رکھوں گا۔

توجہ میری طرف کریں!

میں نے جو آیت مبارکہ پڑھی ہے، اس کی روشنی میں چند ارشادات عرض کرتا ہوں، توجہ ہے نا؟ ماشاء اللہ۔ تمہاری توجہ ہے؟ ہاتھ کھڑے کریں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بشارت کی خبر دی ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع، فرمانبرداری، اطاعت کرے گا، قیامت والے دن اللہ ایسے شخص کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ نصیب کرے گا۔

توجہ میری طرف کریں!

غور کیجیے! بات کو سمجھئے! صحیح بخاری میں حدیث ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ))

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں۔ میں بہت میٹھے انداز میں چند گزارشات عرض کروں

گا، ان شاء اللہ۔ میٹھی میٹھی چند گزارشات سننا، محبت سے، پیار سے، میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا، گفتگو میٹھی ہو ان شاء اللہ۔ اصل میں گفتگو میٹھی ہوتی ہے، قرآن کی ہر آیت میٹھی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث میٹھی ہے۔

بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ مریض کے منہ کا ذائقہ خراب ہوتا ہے، اسے جب کوئی چیز کھلائیں، دوائی کھلائیں تو وہ کہتا ہے کہ چیز کڑوی ہے، حالانکہ اس کا اپنا منہ کا ذائقہ خراب ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ، صحت مند ہو گے تو، ہر آیت میٹھی لگے گی، ہر حدیث میٹھی لگے گی۔ اگر بیمار ہو گے تو تمہیں ہر چیز کڑوی لگے گی لیکن کڑوی ہو، دوائی تو لینی پڑتی ہے، پلانی پڑتی ہے۔ مریض کے چیخنے چلانے پر توجہ نہیں کرتے، بلکہ اس کے ساتھ خیر خواہی ہوتی ہے۔

اللہ کرے یہ ٹھیک ہو جائے، اس کا گندہ مواد اندر سے نکل جائے۔ کہیں نہ کہیں یہ مواد نکالنے کے لیے آپریشن بھی کرنا پڑتا ہے۔ میں ان شاء اللہ کروں گا ضرور لیکن ساتھ ساتھ آپریشن کر کے ان شاء اللہ پٹی باندھ دوں گا، پرہیز بتا دوں گا، ٹانکے لگا دوں گا اور کھولوں گا اگلے سال خود آ کر۔ پورے پیار و محبت کے ساتھ کسی کی دل آہ زاری، دل شکنی نہیں ہو گی۔

بڑے پیار سے، محبت سے چند گزارشات سنیے، توجہ فرمائیں!

ارکانِ اسلام:

سرور کائنات جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کے بنیادی ارکان کتنے ہیں؟ پانچ۔ کلمہ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ یہ پانچ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں اور یاد رکھیۓ، پانچوں ارکان اللہ کی طرف سے ہمارے پاس امانت ہیں۔ ان پانچ ارکان کو ادا کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے۔ جس نے یہ پانچ ارکان عمل میں ادا کر لیے، گویا اس نے اپنے اسلام کو کامل و مکمل کر لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان پانچ ارکان کو پوری طرح ادا فرماتے تھے۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا نہیں تھا، جس کو طاقت ملی ہو اور وقت میسر ہو اور اس پہ حج فرض ہو، اس نے حج نہ کیا ہو۔ کوئی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں، جس نے رمضان کا مہینہ

پایا ہو، صحت مند بھی ہو اور روزہ نہ رکھا ہو، کوئی ایک صحابی رسول ﷺ بھی ایسا نہیں جس کا مال نصاب کو پہنچ گیا ہو اور اس نے زکوٰۃ نہ دی ہو۔ کوئی صحابی رسول ﷺ ایسا نہیں، جس نے نماز نہ پڑھی ہو، کوئی باعمل اہل حدیث ایسا نہیں، جس نے پانچ وقت پوری نہ پڑھی ہو۔

کیونکہ تمہارا مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ہے، اس لیے تم بڑے خوش ہوئے ہو کہ آپریشن کرنے لگا ہے، پتہ نہیں کن کا؟ میں آج اپنوں کا کروں گا ان شاء اللہ۔ تمہارا ہی کروں گا، اپنوں کا، اہل حدیثوں کا۔ تمہارا کرنے پہ تو کوئی پابندی نہیں دوسروں نے بھی مجھے کچھ نہیں کہنا۔ تمہارا میں نے ان شاء اللہ کچھ چھوڑنا بھی نہیں، اس لیے غور فرمائیں، توجہ فرمایئے، بات کو سنیے اور سمجھیے۔

جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اہل حدیث ہوتا ہے؟ جانتے ہو ماشاء اللہ۔ اگر تمہارے گاؤں میں کوئی بے نماز اہل حدیث ہیں؟ ہیں اور ساتھ اہل حدیث بھی ہیں۔ میں نے کہا، بے نماز اہل حدیث ہوتا ہے؟ کہتے، نہیں۔ میں نے کہا، تمہارے گاؤں میں کوئی اہل حدیث بے نماز ہیں؟ جی ہیں، اہل حدیث جو ہے، وہ بے نماز نہیں ہوسکتا اور ہمارے گاؤں میں بے نماز اہل حدیث ہیں۔ اس کا مطلب تم نے بات صحیح نہیں کی۔ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اہل حدیث ہونا تو دور کی بات ہے، وہ مسلمان بھی نہیں ہے۔ اسلام تو ہے ہی نماز کے ساتھ۔

توجہ فرمایئے، غور کیجیے!

بڑے پیار اور محبت کے ساتھ میں جو پیغام دینا چاہتا ہوں، سنیے، بہت میٹھے انداز سے۔

سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانچوں ارکان پوری امانت اور دیانت کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور ہمیں بھی ادا کرنے چاہئیں لیکن عجیب اتفاق ہے کہ ہمیں اس عبادت کی لذت محسوس نہیں ہوتی، جب نماز کی باری آئے تو دماغ پہ وزن پڑ جاتا ہے؟ دماغ پہ بوجھ پڑ جاتا ہے، دماغ پہ وزن پڑ جاتا ہے۔ اگر تلاوت شروع کریں تو نیند آ جاتی ہے اور اگر ڈرامہ پہ بیٹھ جاؤ تو ساری رات گزر جائے، حقہ کی مجلس لگ جائے تو ساری رات گزر جائے، جوئے کی مجلس لگ جائے، تاش کی مجلس لگ جائے۔ اگر اور کچھ نہ کرو تو لڈو کھیلتے

کھیلتے ساری رات گزر جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

تو پتہ ہے کیا لگتا ہے، لگتا ہے، جیسے ابھی بیٹھے تھے، ابھی اٹھ گئے ہیں۔ ساری رات گزر جاتی ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نماز پڑھیں تو وجود بھاری ہو جاتا ہے، جسم وزنی ہو جاتا ہے، وزن پڑ جاتا ہے۔ تلاوت کریں تو اونگھ آنے لگتی ہے، نیند شروع ہو جاتی ہے۔ آخر یہ کیا وجہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز سے لذت، اطمینان اور سکون نصیب ہوتا تھا۔ اس لیے میرے اور تمہارے راہبر و راہنما پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو، اذان کہو تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سکون پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکون ملتا تھا۔ تم اذان سن لو تو پریشان ہوتے ہو۔

ظہر پڑھ کر جاؤ تو عصر کی اذان ہو جائے تو کہتے ہو، پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے مولوی صاحب کو، ابھی تو ظہر پڑھ کے آئے ہیں۔ یہ جو دماغ پہ وزن پڑتا ہے، اذان کی آواز آتی ہے تو بوجھ سا محسوس ہوتا ہے، یہ بندے کو ایک بیماری ہوتی ہے، جب یہ بیماری لگ جائے تو اذان سنے تو دماغ پہ وزن پڑ جاتا ہے، پھر جب نماز کا وقت آئے تو بندے کی طبیعت پہ بوجھ پڑ جاتا ہے۔ تلاوت کرے تو نیند آ جاتی ہے۔ یہ ایک بیماری ہوتی ہے، جب یہ لگ جائے تو حالت، کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔

یہ کون سی بیماری ہے؟ اس بیماری کی تشخیص کر کے علاج بتا کر پرہیز بھی ان شاء اللہ میں تمہیں بتا کر پھر اجازت طلب کروں گا کہ وہ کون سی بیماری ہے، بوجھ کیوں پڑ جاتا ہے، بندہ پریشان کیوں ہوتا ہے، تلاوت کرے تو بندے کو نیند کیوں آتی ہے؟ جوا کھیلے تو نیند بندے کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ وہ کون سی مجلس میں بیٹھے ہیں، کچھ بھی نہیں ہوتا اور اگر تلاوت کرنے لگے، کوئی دینی محفل مجلس لگے، قرآن و حدیث بیان ہو، پھر تم کہتے ہو کہ کب جان چھوٹے، ہم جناب واپس جائیں۔ دماغ پہ بوجھ ہوتا ہے۔

اس لیے سرور کائنات پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت عام معروف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو منافق ہے، وہ مسجد میں آئے تو ایسے پھنس جاتا ہے،

جیسے پرندہ پنجرے میں پھنس جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے، کب پنجرے کا منہ کھلے، کب سلام پھرے تو میں مسجد سے بھاگ جاؤں اور اسی طرح جو مومن ہے، وہ مسجد میں آ کر ایسے سکون محسوس کرتا ہے جیسے مچھلی پانی میں جا کر سکون محسوس کرتی ہے، لیکن منافق مسجد میں آ کر پریشان ہوتا ہے۔

آخر کیا وجہ ہے اور ہمیں پریشانی کیوں ہوتی ہے؟ میرے اور تمہارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب میں معراج پہ گیا تو میں نے دیکھا، جہنم میں کچھ لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہیں؟ فرمایا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو ان کے سر وزنی ہو جاتے تھے، ان کے سروں کو ہلکا کیا جا رہا ہے، ان کے سروں کا وزن اتارا جا رہا ہے، علاج ہو رہا ہے۔ ان کا جہنم میں، ان کا سر جو وزنی ہوتا تھا۔

آخر کیا وجہ ہے؟ کہ جب نماز کا وقت آئے، ہمارا دماغ بھاری ہو جاتا ہے، وزنی ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وقتِ نماز آئے تو راحت، اطمینان اور سکون ملتا تھا۔

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک:

اس لیے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوۃُ قُرَّۃُ عَیْنِیْ))

کہ نماز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو، نماز کے ساتھ لذت، سکون، راحت نصیب ہوتی تھی۔ اس لیے تو سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھا رہے تھے، تختہ سامنے لگا ہوا تھا، کافروں نے پوچھا، اے خبیب رضی اللہ عنہ! بتا دو، اگر تمہاری کوئی آخری خواہش تمنا ہو، سولی کا تختہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ بتاؤ تمہاری کوئی خواہش یا تمنا ہو۔ روایت صحیح البخاری میں ہے، فرمایا، مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نماز میں کون سی لذت ہے کہ سامنے سولی کا تختہ نظر آ رہا ہے، پھر بھی نماز ہے۔

نماز سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لذت سکون محسوس ہوتا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ

نماز پڑھ رہے تھے، کافروں کی طرف سے تیر آیا، پیچھے سے لگا ہے، چبھ گیا ہے، جناب خون بھی بہہ رہا ہے، جاری ہے تو ساتھ ساتھ صحابی رضی اللہ عنہ کی نماز بھی جاری ہے یعنی کہ تیر بھی لگ گیا، پھر بھی نماز کو نہیں چھوڑا۔ توجہ پھر بھی نماز کی طرف ہے، خشوع وخضوع اسی طرح ہے، خون بھی جاری ہے، اور اپنی نماز تم نے کبھی دیکھی؟

اللہ کی رحمت سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو، ایسے ہاتھ باندھے ہیں، کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں، ایسے جوان بھی ہیں، جن کا یہ ہاتھ کبھی بھی یہاں نہیں آیا، یہ ہاتھ یہاں رکھا ہے اور یہ ہاتھ یا ناک میں ڈالا ہے یا بالوں کو سیٹ کر رہا ہے۔ کبھی اس طرف پھیرتا ہے، کبھی اس طرف پھیرتا ہے۔ کبھی داڑھی پہ پھیرتا ہے، کبھی کپڑے سیدھے کرتا ہے کہ کہیں استری خراب نہ ہو جائے، رکوع جانے لگتا ہے، تب سیدھے کرتا ہے، جب سجدے جانے لگتا ہے، بیٹھ جاتا ہے، گھٹنے ٹیک کر بھی زمین پہ بیٹھا ہے، کپڑے صحیح کر رہا ہے کہ استری خراب نہ ہو اور سجدہ بھی ہو جائے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ ہمیں نماز میں کبھی خارش شروع ہو جاتی ہے، کبھی ادھر ہاتھ مارتا ہے، کبھی ادھر ہاتھ مارتا ہے، کبھی بال سیدھے کرتا ہے، کبھی اس طرح کرتا ہے، آخر وجہ کیا ہے؟ اصل میں ایک بیماری ہے، جب یہ بیماری لگ جائے تو پھر بندے کا ہاتھ سکون سے نہیں ٹھہر سکتا۔ پھر جناب کبھی اِدھر ہاتھ مارتا ہے، کبھی ادھر ہاتھ مارتا ہے۔ پھر دیکھتے ہو، کبھی اہل حدیث کو،

سنو! بڑے درد دل سے سنو۔ میرا پیغام، ایک درس، ایک وعظ، ایک سبق، ایک نصیحت! سرور کائنات پیارے محمد ﷺ کی آپ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ توجہ فرمائیں!

میرا پیغام سنیے اور اصلاح کا ایک پیغام لے کے جانا، ایک درس اور سبق لے کر جائیں اور اپنی اصلاح کیجیے۔ اللہ کے بندو، اصلاح نہیں کرو گے تو کب کرو گے؟ اگر پچاس پچاس سال، ساٹھ ساٹھ سال ہو گئے، نماز پڑھتے ہوئے، ابھی بھی نماز کی درستگی نہیں تو بتاؤ کب کرو

گے؟ اگر ابھی بھی نماز کا معنی ترجمہ مفہوم نہیں آ سکا تو کب یاد کرو گے؟ اب بھی نماز کا طریقہ صحیح طرح نہیں سمجھ سکے تو کب سیکھو گے؟ میرا پیغام سنیے! جو میں دینا چاہتا ہوں، ایک درد دل تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، دل کی تڑپ، خواہش، تمنا، چاہت جو میری ہے، میں تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، کہ تمہاری اصلاح ہو جائے تا کہ تمہارے لیے نجات کا، بخشش کا، سبب ذریعہ بن جائے۔

نماز کی تکمیل:

سنیے! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھا رہے تھے، نماز فجر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کا ایک دشمن کافر چھپ کے کھڑا تھا۔ ابولولؤ فیروز اس کا نام تھا، یہ خنجر لے کے آگے بڑھا۔ دو روایات ہیں، ایک پہلی روایت یہ ہے، پہلی صف میں چھپ کے کھڑا، سردی کا موسم تھا، اوپر کپڑا لے کے کھڑا تھا، کسی نے پہچانا نہیں کہ آنے والا یہ کون ہے۔ یہ چونکہ ایران کا تھا، ایران کے شروع سے بندے دہشت گرد ہوتے ہیں اور مسجدوں پہ حملے کرتے ہیں۔

یہ قرآن ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے، ابولولؤ فیروز نامی شخص آگے بڑھا ہے، مجوسی تھا اور ایرانی نسل ہے۔ یہ آگے بڑھ کے جناب چھپ کے کھڑا تھا۔ دوسری روایت ہے کہ منبر کے پیچھے چھپا ہوا تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قرأت قرآن شروع کی، نماز پڑھا رہے تھے، مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، محراب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ کافر آگے بڑھا، اس نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہ حملہ کیا، آپ رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا۔ آپ رضی اللہ عنہ زخموں کی وجہ سے گر پڑے۔ پیچھے سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سہارا دیا، وہ آگے مصلے پہ تشریف لائے، انہوں نے جماعت شروع کروا دی۔

یاد رکھیئے! سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی و شخصیت خون سے لت پت ہے، گری ہوئی ہے لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز فجر پھر بھی جاری ہے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے نماز نہیں توڑی۔ سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے آ گئے اور نماز شروع کرا دی۔ مسئلہ تو تمہارے علم میں ہے نا؟ کہ امام کے عین پیچھے کون کھڑے ہیں؟ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

گرے، وہ آگے ہو گئے، نماز شروع کی ہے۔

اس حدیث سے روایت سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ پتہ ہے، سمجھے ہو کہ امام کے عین پیچھے عین مقتدی کون سا کھڑا ہونا چاہیے، جس کی داڑھی نہ ہو، مسئلہ کا پتہ نہیں یاد کرلو، کوئی دو چار تمہیں مسئلے بھی سمجھاتا ہوں، بمعہ عین امام کے پیچھے وہ بندہ پہلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے جس کی داڑھی نہ ہو جس کو قرآن کی کوئی سورۃ نہ آتی ہو تاکہ مولوی صاحب کو کوئی مسئلہ بن جائے تو وہ اعلان کرے کہ بتاؤ، اب میں کیا کروں؟ مولوی صاحب گر گئے، اب بتاؤ، ہم کس طرف جائیں، کیا کریں؟

یاد رکھیئے! امام کے عین پیچھے وہ مقتدی کھڑا ہو کہ جب امام کے ساتھ کوئی مسئلہ بن جائے تو وہ جماعت کو سنبھال سکے۔ نماز کو سنبھال سکے، نمازیوں کو سہارا دے سکے۔ آگے بڑھے، نماز پوری مکمل کروا سکے۔ نماز کے مسائل واحکام سے واقف ہو۔ خشوع وخضوع، شرعی مسائل وضوابط سے واقف ہو۔ جماعت کروا سکے۔ ایسا امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

ہماری مسجد میں تو اللہ کی رحمت سے مسجد کا چوہدری کھڑا ہوتا ہے۔ چاہے جیسا بھی ہو، اس لیے پہلے ہی وہ پگڑی رکھ جاتا ہے کہ یہ جگہ میری ہے، باقی کوئی جہاں مرضی کھڑا تھا، وہ جناب پہلے ہی میں کوئی بات نہیں کروں گا، یہ پگڑی میری یہ پڑی ہے۔ یہ میری جگہ ہے۔ یاد رکھیئے! چوہدریو مسئلہ سنیئے! مسئلہ سن لیجیے کہ پوری مسجد میں کسی شخص کی جگہ متعین نہیں ہو سکتی۔

پوری مسجد میں ایک ہستی وشخصیت ہے، جس کی جگہ متعین ہے، طے شدہ ہے، وہ مسجد کا امام ہوتا ہے۔ باقی ساری مسجد میں سب کا برابر کا حق ہے، جو پہلے آئے، وہ پہلی صف میں بیٹھے اور کھڑا ہونے کا اس کو حق ہے جو بعد میں آئے وہ بعد میں کسی کو کسی کی جگہ متعین کرنے کا شرعی طور پر حق نہیں۔ جب وضو کرے پھر آئے جو جگہ مل جائے، بیٹھ جائے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، حملہ ہوا، گر گئے، نماز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے توڑی؟ نہیں۔ نماز کا مطلب صحابہ رضی اللہ عنہم کو لذت، اطمینان، سکون ملتا ہے لیکن ہمیں اطمینان، سکون نہیں، ہم نماز میں خارش کرتے ہیں یا نماز میں خیالات دوکان کے ہیں، گھر میں ہیں،

باہر ہیں، کبھی کہتے ہیں، پتہ نہیں مولوی صاحب کیا ہے، بھول جاتا ہوں جو سودا نہیں یاد، وہ نماز میں یاد آ جاتا ہے۔ جو بات یاد نہیں آتی، وہ نماز میں یاد آتی ہے۔ کیوں ہوتا ہے؟ یہی بیماری ہے، جب یہ بیماری لگ جائے پھر حالت کیفیت ایسے ہی ہوتی ہے۔

عبادات میں لذت:

اب غور کیجیے! بیماری کون سی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز میں زکوٰۃ میں، روزہ میں، حج میں اتنی لذت، سکون ملتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا، کون ہے، جو جہاد کے لیے مال پیش کرے؟ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے گھر میں سامان لینے کے لیے گئے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بھی چلا گیا، سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے، میں نے سوچا، آج سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ میں سامان لے کر جاؤں گا۔

یہ لذت کی زکوٰۃ نہیں ہے، یہ نفلی ہے، نفلی صدقہ و خیرات، گھر گئے، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لے آئے۔ یہ نہیں سوچا کہ ٹھیک ہے، میری بیوی بھی ہے، بچے بھی ہیں۔ یہ شام کو کھانا کہاں سے کھائیں گے۔ سب کچھ سوچا ہوگا لیکن گھر کا سارا سامان لے کے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر رکھ دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے، آدھا گھر کا سامان لے کر آئے، فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کیا لے کر آئے ہو؟ فرمایا: گھر کا آدھا سامان۔ صدیق رضی اللہ عنہ کیا لے کر آئے ہو؟ فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہی گھر میں چھوڑ رکھا ہے، باقی سب کچھ لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اب میں سوال کرتا ہوں، یہ لذت ایمان ہی تھی۔ اسی لیے گھر کا سارا سامان لے کر آ رہے۔ اس کا مطلب ہے، سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی، سب کچھ لے کر کے آ گئے۔ یہ کون سی لذت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زکوٰۃ دینے، صدقہ دینے، خیرات دینے میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ ہماری حالت اور کیفیت کیا ہے؟ اگر رمضان المبارک کا مہینہ ہو یا کوئی اور موقع ہو اور اگر کوئی مولوی صاحب آ جائے یا سفیر آ جائے، مسجد کا معتبر آ جائے، مدرسہ کا مدیر آ جائے، آیئے جناب، ہمیں پتہ ہے، دوکان پہ چوہدری صاحب بیٹھے

ہیں، کرسی جناب اس نے گھومنے والی رکھی ہے، مولوی صاحب بھی آ گئے۔

اب پتہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے، پتہ ہے کہ مہینہ عشر، زکوٰۃ، صدقہ کا ہے۔ مولوی صاحب زکوٰۃ لینے آئے ہوں گے۔ اب جناب یہ بیٹھا ہے، دوکان میں جو گاہک بیٹھے ہیں، ان کی طرف متوجہ ہے، گفتگو کر رہا ہے، مولوی صاحب آئے، سلام کیا، بڑی مشکل وعلیکم السلام کہا۔ مولوی صاحب بیٹھ گئے۔ یہ دوسروں کی طرف متوجہ ہے، مولوی صاحب سے نہیں پوچھا، آپ کون ہو، کہاں سے آئے؟ جانتا بھی ہے، پہچانتا بھی ہے، ویسے ہی بیٹھا ہے۔ یہ سارے گاہک ڈیل کر کے ختم ہو گئے، سب گاہک سامان لے کر چلے گئے۔ یہ پھر دو چار بار ایسے کرسی گھما کر دیکھتا ہے۔

مولوی صاحب آپ کیسے آئے ہو؟ پتہ ہے یہ کیوں آئے ہیں، مولوی صاحب کیسے آئے ہو؟ اچھا مدرسہ کے لیے، کس کس مدرسہ کو دیں؟ ہمارے اور بھی بہت سے کام ہیں، اب یہ پریشان ہوتا ہے، تنگ کرتا ہے، تشریح کرتا ہے، مذاق کرتا ہے، طنز کرتا ہے، باتیں کرتا ہے، گفتگو کرتا ہے، ماتھے پہ بل ڈالتا ہے، دولت کے لیے جرح کرتا ہے۔ ہر بات پہ جرح کرتا ہے، پھر جناب بہت مشکل سے پانچ سو روپیہ نکالتا ہے۔ مولوی صاحب پچھلے سال آپ کو ہزار دیا تھا اور بھی کام ہیں، اور بھی بہت غریب، مسکین، فقیر، یتیم ہیں۔

آپ لے جائیں، چپ کر کے آپ نے کون سا ہل چلا کر لینے ہیں، لے جاؤ۔ یہ مزاج کیوں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں زکوٰۃ کا صدقہ کا خیرات کا نماز کا عبادت کی باری آتی ہے تو ہمارے دماغ پہ بوجھ پڑ جاتا ہے۔ ہمیں ایک بیماری لگی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بیماری سے محفوظ تھے۔ وہ بیماری کون سی ہے، آئیے سنیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حدیث ہے۔

صحیح البخاری میں، میرے تمہارے پیغمبر پاک محمد ﷺ، رمضان کا مہینہ ہے، آخری عشرہ ہے، طاق رات ہے، اور رات بھی تیئسویں۔ نبی پاک ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے، دیکھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے موقع غنیمت جانا، فرمایا: میرے

صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھو! آج میں تمہیں قیام رمضان کرواؤں، نماز تراویح پڑھاؤں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے تراویح پڑھتے تھے لیکن فرداً فرداً جماعت نہیں کرواتے تھے۔

جو بندہ کہتا ہے نا، تین رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کروائی ہے اور نماز نہیں کروانی چاہیے، غلط بیانی کرتا ہے، یا پورا مہینہ تراویح نہیں پڑھنی چاہیے، غلط بیانی کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات جماعت کروائی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پورا رمضان پڑھی ہے۔فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا))

جو پورا مہینہ تراویح پڑھے، اللہ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا۔لہٰذا تراویح پورا مہینہ پڑھنی جائز ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات جماعت کروا کے بتایا ہے کہ جماعت کروانا بھی سنت ہے، جائز ہے، مشروع ہے، مسنون ہے۔

اب سنیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھی اور دوسرے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات پھیل گئی کہ پرسوں رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھائی ہے، کل رات کو، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اب طاق رات پچیسویں آ رہی ہے، ہوسکتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائیں، صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھو، تمہیں نماز پڑھاؤں، پڑھائی، تیسرے دن پھر سنت کی بات پھیل گئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طاق رات کو بھی جماعت کروائی ہے۔

اور جب ستائیسویں رات آئی تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کھچا کھچ بھر گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار کر رہے ہیں، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح پڑھائی، اور اتنی لمبی پڑھائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوگیا کہ آج ہمیں سحری کا وقت نہیں ملے گا۔ اتنی لمبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی۔ رکعتیں زیادہ نہیں کیں، قرأت زیادہ کی ہے، لمبی تراویح پڑھائی، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے، لمبے لمبے قیام اور رکوع سجدے فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی لذت وسکون سے کھڑے ہیں، ہماری حالت کیا ہوتی ہے؟ ہم نے آٹھ تراویح پڑھنی ہوتی ہیں اور پتہ کیا کرتے ہیں، ایک صف امام کے پیچھے اور باقی پیچھے بیٹھے ہیں، وہ جناب گپیں مار رہے ہیں۔ کچھ ادھر بیٹھے ہیں، کچھ ادھر بیٹھے ہیں، کوئی پیچھے ٹیک لگا کے ٹانگیں لمبی کر کے بیٹھے ہیں۔ بھئی تم نہیں پڑھتے، میں تو پڑھوں گا ان شاء اللہ۔ جب مولوی صاحب عین رکوع جانے لگے تو میں بھی بھاگ کے شامل ہو جاؤں گا۔ قرآن پڑھا جا رہا ہے، مسجد میں لیکن لذت، سکون، اطمینان نہیں کہ بندہ کوشش کرتا ہے، پیچھے ہٹ کے بیٹھ جائے، کوشش کرتا ہے کہ دیوار کے ساتھ بیٹھ جائے۔

جب وتر پڑھنے لگے، وتر بھی اللہ کی رحمت سے ایسے مہربان ہیں کہ تین وتر پڑھے جا رہے ہیں، جب ایک رہ جائے گا تو میں بھی اٹھ کے شامل ہو جاؤں گا۔ یعنی کہ ایسے ایسے بھی مہربان ہیں تمہارے اندر بھی ماشاء اللہ۔

غور کیجیے! یہ حالت کیفیت کیوں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی رات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی تو تعداد کم تھی۔ دوسری رات تعداد، اور تیسری رات اس سے بھی؟ زیادہ اور تمہاری مسجد میں پہلی رات تعداد زیادہ اور دوسری رات کم ہو جاتے ہو۔ کیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج میں ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو دن آگے آتا ہے، زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ ہماری جیسے جیسے رمضان آگے کو جاتا ہے، تعداد کم ہوتی ہے، آخر وجہ کیا ہے کہ ہمیں عبادت میں لذت کیوں نہیں آتی؟

تہجد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کائنات جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گزاری کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کس طرح قیام فرماتے تھے، میں نے رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گزاری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت اٹھے تو میں بھی اٹھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ البقرۃ شروع کی تو میں نے سوچا کہ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ البقرہ پڑھ رہے ہیں، کم از کم سو آیات

پڑھیں گے۔

لیکن اس طرح سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع ہوئی حتیٰ کہ سورۃ البقرہ ختم ہونے پہ آئی۔ ایک رکعت میں، میں نے سوچا، شاید آپ آخر پرآ کر رکوع فرمائیں گے، لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا، آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت شروع فرمائی۔ میں نے سوچا، چند آیات پڑھیں گے، جب سورۃ آل عمران ختم ہونے پہ آئی، میں نے سوچا اب رکوع جائیں گے۔ پھر نبی پاک ﷺ نے سورۃ الاحزاب شروع کر دی، حتیٰ کہ نبی پاک ﷺ نے ایک رکعت ہی پانچ پارے پڑھے۔ ایک رکعت میں پانچ پارے نبی پاک ﷺ نے پڑھے۔

آپ نے کبھی گناہ نہیں کیا، جو گناہوں سے پاک اور محفوظ ہیں۔ ایک رکعت میں پانچ پارے پڑھے اور اگر تمہارا مولوی زیادہ سے زیادہ پارہ یا سوا پارہ پڑھتا ہے؟ اگر کبھی زیادہ منزل رہتی ہو تو ڈیڑھ پارہ کر دے، تو لڑائی کرتے ہو کہ مولوی صاحب آپ کو ہو کیا گیا ہے، پیچھے والوں کا بھی خیال رکھو۔

نبی پاک ﷺ پانچ پانچ پارے ایک رکعت میں پڑھتے، تو سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟ پانچ پارے پڑھ کے رکوع گئے اور رکوع بھی اتنا ہی لمبا تھا، جتنا قیام لمبا تھا اور پھر سجدے گئے اور سجدہ بھی اتنا ہی لمبا تھا، جتنا قیام لمبا تھا، اس لیے تو پاؤں سوجھ جاتے تھے۔ اس لیے تو آسمان سے سیّد الملائکۃ جبرائیل علیہ السلام آ کر پڑھتا تھا:

﴿يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا o نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا o اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ (المزمل:١-٤)

نبی پاک ﷺ تہجد پڑھتے تھے، سکون آتا تھا تراویح پڑھتے تھے، سکون آتا تھا، نماز تراویح تہجد ایک ہی نماز ہے، سکون آتا تھا، پیغمبر ﷺ کو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز میں لذت سکون اور اطمینان نصیب ہوتا تھا، تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن نماز میں برداشت کرتے تھے، خشوع وخضوع میں فرق نہیں آتا۔ ایسے بعض دفعہ پتہ چلتا کہ پاس سے بندہ گزر جاتا لیکن محسوس نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں متوجہ ہوتے۔

اب اگلی بات پہ غور کیجیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عبادت میں نماز میں، زکوۃ میں، روزہ اور حج میں، لذت، سکون و اطمینان نصیب ہوتا تھا۔ ہم تو اللہ کی رحمت سے جو بھی عبادت کرتے ہیں، اسے ضائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں، تو جناب اعتکاف میں اللہ کی پناہ، ہماری مسجد میں بندہ اعتکاف بیٹھے، اس سال بھی، پچھلے سال بھی، مجھ سے مسئلہ کچھ ساتھیوں نے پوچھا، کہنے لگے، مولوی صاحب مسئلہ بتاؤ، میں نے کہا، پوچھو، کہتے، اعتکاف میں بندہ سگریٹ پی سکتا ہے؟

معتکف بندہ ہے، اعتکاف میں سگریٹ پی سکتا ہے؟ میں نے کہا، کیا حرج ہے، پی لو، کوئی حرج نہیں، پی لو۔ میں نے کہا، کوئی ڈر نہیں، سگریٹ ہی پینی ہے، لیکن پیو گے کہاں؟ مسجد میں، خیمے میں؟ کہنے لگے، توبہ توبہ جی اتنی گندی چیز ہم خیمے میں پی سکتے ہیں؟ میں نے کہا، کہاں پیو گے، مسجد کے صحن میں؟ کہتے نہیں۔ میں نے کہا، کہاں پیو گے؟ کہتے آپ کو تو پتہ ہی ہے، کہ کہاں پی جا سکتی ہے، وہاں بیٹھ کے پئیں گے۔

میں نے کہا، اتنی گندی چیز ہے، میں تمہیں ایک آم دیتا ہوں، آلو بخارے کا ایک دانہ دیتا ہوں، تم لیٹرین میں بیٹھ کے مجھے کھا کے دکھا دو؟ کہنے لگے، بندہ نہیں کھا سکتا۔ میں نے کہا، سگریٹ؟ کہتے، سگریٹ بندہ پورے سکون سے پی سکتا ہے۔ اتنی گندی شے، باتھ میں بھی پی جا سکتی ہے، اتنی گندی چیز کوئی کائنات میں ہو سکتی ہے؟ تم تو خیر زمیندار ہو، جٹ ہو، تمہیں تو پتہ ہو گا کہ ہمارا ایک دوست تھا، تو میں اس کے پاس گیا، تو اس نے اپنے ڈیرے کے سامنے جو کھیت تھے، اس کھیت میں ایک زمین بنائی، جس میں کنال ڈیڑھ کنال دو کنال میں اس نے جناب تمباکو لگایا، میں نے اسے کہا، جو ڈیرے کے سامنے تمباکو لگایا ہے اور بدبو آ رہی ہے، کہیں دور لگاتے اسے۔ کہتا شاہ جی! آپ کو پتہ ہے، کیوں قریب لگایا ہے؟

میں نے کہا بتاؤ، کہتا، یہاں اگر پیاز لگائیں، دھنیا لگائیں، ٹماٹر لگائیں، کوئی بھی چیز لگائیں، اگر ڈیرے سے کوئی بکری کھلے تو وہ کھا جائے، تو نقصان ہوتا ہے اور اگر کوئی اور جانور بھی کھل جائے تو نقصان ہوتا ہے اور یہ ایسی نعمت ہے، جسے گدھا بھی نہیں کھاتا۔ اگر کھل

جائے، گدھا بھی اس میں چلا جائے، بکری چلی جائے، کوئی جانور چلا جائے، اسے منہ نہیں مارتا۔ یہ ایسی پاکیزہ خوراک ہے جسے گدھا بھی نہیں کھاتا، اسے چوہدری، جٹ پورے سکون سے پیتا ہے۔ اندازہ کیجیے، اتنی گندی چیز ہے اللہ کی قسم ہے، کائنات میں کوئی نہیں جتنا جناب یہ تمباکو، نشہ اور سگریٹ ہے۔

یاد رکھیے! میں آگے بات بڑھاتا ہوں، ان شاء اللہ۔ جدھر میں لے جانا چاہتا ہو، تمہیں لانا چاہتا ہوں، اس بیماری کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں عبادت میں لذت، اطمینان اور سکون نصیب کیوں نہیں ہوتا؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لذت، سکون، اطمینان نصیب کیوں ہوتا تھا؟ غور فرمایئے!

عبادات میں لذت کیوں نہیں؟

محدثین، مفسرین نے بیان فرمایا ہے کہ بیس ایسے گناہ ہیں، بیس ایسے گناہ ہیں، جب وہ زندگی میں آ جائیں تو اللہ عبادت سے لذت چھین لیتا ہے؟ اور پھر جب بھی نماز پڑھو گے، تو بے سکونی دماغ پہ زور بوجھ ڈال کے پڑھو گے، وگرنہ دل نہیں کرے گا۔

جب زندگی میں بیس گناہ ہوں، بیس گناہوں میں سے جو پہلا گناہ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جب مسجد سے باہر تعلقات اور دوستی شریعت کے مطابق نہ ہو تو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوتی، جب اٹھنا بیٹھنا بے دین لوگوں کے ساتھ ہو، کھانا پینا بے نمازوں کے ساتھ ہو، گندے دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا ہو اور جگری دوستی ان کے ساتھ ہو، پھر عبادت سے لذت اللہ چھین لیتا ہے۔

ایک ہوتا ہے ویسے جناب فرضی تعلق، کوئی بندہ آ رہا ہے، کوئی جا رہا ہے، اس کے ساتھ وہ جناب گھر آ گیا ہے، اسے کھلا دیا ہے، پلا دیا ہے، یہ کھانا اس کے لیے جائز ہے لیکن ایک ہوتا ہے، جگری تعلق، جگری دوستی، ہر وقت چلنا، پھرنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، جس طرح جناب یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع ہونا ضروری ہے، ایسے بندے سے جگری دوستی حرام ہے، جو بندہ خود بے نماز ہے، ایسے بندے سے جگری یاری دوستی تعلق حرام ہے۔

جو تمبا کو نوشی کرتا ہے، نشئی ہے، وہ جناب جوا کھیلتا ہے، سود کھاتا ہے، تاش کھیلتا ہے، ہر وقت جناب دین سے شریعت سے دور رہتا ہے، اس طرح کی گندی دوستی بنانا جائز نہیں ہے۔

یاد رکھیے! اگر ایسے سمجھ نہیں آئی یہ بات تو بیان کرتے ہو کہ رفع الیدین کرنا نبی پاک ﷺ کی سنت ہے۔ کبھی کہتے ہو، ہاتھ سینے پہ باندھنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ کبھی کہتے ہو اونچی آمین کہنا پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔ پھر میں سوال کرتا ہوں، رفع الیدین نبی ﷺ کی سنت ہے؟ میں بھی کہتا ہوں، یقیناً سنت ہے، ہاتھ سینے پہ باندھنا پیغمبر ﷺ کی سنت ہے، اونچی آمین کہنا یقیناً پیغمبر ﷺ کی سنت ہے تو کبھی اس طرف غور کیا ہے کہ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ جیسے دوست بنانا بھی پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔

نبی پاک ﷺ نے کبھی اپنے نبوت کے اعلان کے بعد ایک دوست ایسا بنایا جس کے ساتھ آپ ﷺ نے سفر کیا ہو، کبھی آپ ﷺ نے اس سے جگری تعلق رکھا ہو، جو تعلق پیغمبر ﷺ نے کسی سے رکھا ہو، جو بندہ بے نماز ہو یا بے دین ہو، یا شریعت کا پابند نہ ہو، نہیں۔ نبی پاک ﷺ کی دوستی دیکھیے! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھئے اور اس طرح نیک دوست بنانا پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔ جانتے ہو گندی دوستی انسان کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔

جایئے جیلوں میں جا کر دیکھئے، جیلیں بھری ہوئی ہیں، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ نشئی بن جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ نشے پہ لگ جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ اپنے والدین کی توہین کرواتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔ اپنی ماں اور باپ کو گالیاں دلواتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، اپنے باپ کو گالیاں دلواتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، اپنے باپ کی پگڑی کو اچھالتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔ بندہ غافل بن جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ ڈاکو اور چور بن جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔

اپنے نام تبدیل کروالیتا ہے، ڈاکو اور قاتل اور چور اور بدمعاش کہلواتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ مسجد سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ نماز سے دین سے

شریعت سے، والد سے، والدہ سے، بھائی سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ مسجد سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، بندہ علماء سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے، نمازی لوگوں سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔

حتیٰ کہ جناب اللہ تعالیٰ موت کے وقت سکون و اطمینان چھین لیتا ہے، گندی دوستی اور ماحول کی وجہ سے، قبر تنگ ہو جاتی ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔ بندہ درود پاک، نماز سے دور ہو جاتا ہے، گندی دوستی کی وجہ سے۔ یقین جانیے! بندہ جنت سے ہٹ کے جہنم کے قریب ہو جاتا ہے گندی دوستی کی وجہ سے۔ انسان کو گندی دوستی ذلیل کر کے رکھ دیتی ہے۔

اس لیے تو میرے اور تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے دوست کے مذہب پہ ہوتا ہے، دوست بنانے سے پہلے سوچو کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح مثال بیان فرمائی، گندی بری اور اچھی دوستی کی مثال پیغمبر ﷺ نے اس طرح بیان فرمائی، صحیح البخاری میں ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم گندی دوستی کی مثال ایسے ہی ہے، جیسے جناب بندہ بھٹی میں لوہار جھونک کر بیٹھ جائے، اب تمہیں بھٹی لوہار کی سمجھ نہ آئے تو ویلڈنگ والا تو سمجھ آ جائے گی۔

ویلڈنگ کرنے والے کے پاس جناب بیٹھ جاؤ، اس کی چنگاریاں اڑیں گیں، فرمایا، ہو سکتا ہے، وہ تمہارے کپڑوں پہ گریں اور سوراخ ہو جائیں اور اگر سوراخ نہیں ہوا تو جب تک اس کے پاس بیٹھو گے تو گرمی اور حرارت اور بدبو تو محسوس ہو گی، فرمایا: یہ ہے گندی دوستی کی مثال، اور اچھی دوستی کی مثال کیا ہے، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا: اچھا دوست اس طرح ہے، جیسے بندہ خوشبو بیچنے والے کے پاس بیٹھ جائے، یہ وہ خوشبو جناب اس سے خرید لے گا، اگر خرید نہ سکے تو ہو سکتا ہے، اگر اچھا ہو تو شیشی عطیہ کے طور پہ تحفہ کے طور پر دے دے۔

اگر تحفہ میں بھی نہ دے اور پیسوں سے بھی نہ خرید سکے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جب تک خوشبو بیچنے والے کے پاس بیٹھے گا، خوشبو تو آئے گی، جب تک نیک آدمی کے پاس بیٹھو گے، کم از کم گناہ تو نہیں کرو گے۔ جب تک عالم کے پاس بیٹھو گے، گناہ تو نہیں کرو گے، جب

تک مسجد میں رہو گے، گناہ تو نہیں کرو گے۔ جب تک تلاوت میں رہو گے، گناہ تو نہیں کرو گے۔

جب تلاوت، مسجد، دین، شریعت کو چھوڑ کر اہل دین، اہل علم کو چھوڑ کے کالے بیٹھک کی دوستی میں جاؤ گے، چوک و چوراہوں میں کھڑے ہو جاؤ گے، چوک و چوراہوں میں کھڑے ہو کر کسی کی ماں، بہن، بیٹی کی طرف دیکھو گے۔

یاد رکھیے! بستی کے نوجوانو، تم چوک وچوراہوں پہ کھڑے ہو کے چوہدری، سردار کہلواتے ہو کہ ہم بڑے چوہدری ہیں، ہم بدمعاش ہیں، ہم چوک و چوراہوں پہ کھڑے ہیں، فلاں کی عزت کو برباد کیا ہے، فلاں کی عزت کو برباد کیا ہے۔

یاد رکھیے! جس چوک میں تم کسی کی عزت خراب کر رہے ہو، اگلے چوک میں کوئی تمہاری عزت کو بھی خراب کرنے کے لیے ضرور کھڑا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم کسی کی عزت برباد کرو اور تمہاری کوئی عزت برباد نہ کرے۔

((مَنْ ضَحَكَ ضُحِكَ وَمَنْ زَنَا زُنِىَ مَنْ فَعَلَ فُعِلَ))

''جو زنا کرتا ہے، وقت آتا ہے زنا اس کے گھر میں ہو کر رہتا ہے۔''

یہ ہو نہیں سکتا کہ زانی بندے کے گھر میں زنا نہ ہو۔ یہ خود زانی ہے، وقت آئے گا، اس کی ماں بدکاری کرے گی، یا اس کی بیٹی بدکاری کرے گی یا پوتی یا دوہتی کسی نہ کسی کو یہ راستہ ضرور دیکھنا پڑے گا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری عزت و غیرت محفوظ رہے یا اگر چاہتے ہو کہ تمہاری عزت کا رب محافظ بن جائے تو اپنی دوستی نیک لوگوں سے بنایئے، تمہاری عزت کی حفاظت اللہ خود فرمائے گا۔ تمہارا گناہ بھی معاف فرمائے گا۔

جتنے درنگے اور جتنے لفنگے دوستوں میں بیٹھو گے، دنیا بھی برباد کر بیٹھو گے، آخرت بھی برباد کر بیٹھو گے۔ اپنی عزت بھی برباد کر بیٹھو گے، اپنی غیرت بھی برباد کر بیٹھو گے۔ کتنے گندی دوستی تلے جنہوں نے اپنی عزتوں کو پامال کیا ہے، گھر میں دوست بنایا ہے، دوست بنا کر پھر گھر میں لے آیا ہے، گھر میں بیٹھک میں بٹھایا ہے، پھر بیٹھک میں بٹھا کر اندر جا کر امی کو

بتاتا ہے، اماں جی میرا دوست آیا ہے، پھر امی آئی ہے، ہاتھ پھیرنے کے لیے، میرے بیٹے کا دوست جو ہو۔

سنئیے سنئیے! جوانو، غیرت مندو، میرا پیغام سنیے!

تمہاری ماں آئی ہے، تمہارے دوست کے سر پہ ہاتھ پھیرنے کے لیے، تمہاری غیرت کہاں ہے؟ تمہیں ڈوب مرنا چاہیے، دوست تمہارا ہے، تمہاری ماں نے کیوں دیکھا ہے؟ دوست تمہارا ہی ہے، تمہاری دوستی ماں تک کیوں پہنچی ہے؟ تمہاری ماں جناب بیٹھک میں کیوں آئی ہے؟ آج ماں آئی ہے، کل ہمشیرہ بھی آ کے، اوپر دوپٹہ لے کے، وہ بھی آواز دے گی یا اپنے دوست کے ساتھ تصویر بنا کر اپنی بیٹھک میں لٹکاؤ گے۔ تمہارا دوست تو چلا گیا، تصویر تمہارے گھر میں، بیٹھک میں لٹک رہی ہے۔

تمہاری بہن جناب تصویر کو صاف کرے، جناب بیٹھک کو صاف کرے، اپنے دوپٹہ سے تمہارے دوست کی تصویر صاف کرے، میں کیسے سمجھوں کہ تم غیرت مند ہو، غیرت مند وہ ہوتا ہے، جو اپنی دوستی کا تذکرہ گھر میں نہ کرے کہ میرا دوست کون ہے، کیسا ہے، جو شخص بیٹھک میں دوست لایا ہے، پردے کو پامال کیا ہے، تمہاری ماں آ رہی ہے، تمہاری بیوی آ رہی ہے کہ میرے شوہر کا دوست آیا ہے، میں بلاؤں۔

یاد رکھیئے! جو شریعت کی حدود کو کراس کر جائے، دنیا بھی برباد ہو جائے اور آخرت بھی، اگر عزت چاہتے ہو تو دین میں ہے، عزت چاہتے ہو تو اہل دین کے پاس جایئے۔ عزت چاہتے ہو تو نیک سنگت، نیک صحبت، نیک مجلس اختیار کیجیے اور سنگت اور صحبت کیسی ہو؟ قرآن پاک نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء: ٦٩)

فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء : ٦٩)

دوستی ہو تو اچھی، صحبت ہو تو اچھی، نیک لوگوں کے ساتھ۔

نیک دوست سے اجر کا حصول:

میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک سننا، حدیث صحیح البخاری میں ہے، میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، ایک بندہ اپنے گاؤں بستی سے نکلا، دوسرے گاؤں بستی میں اس کا ایک دوست رہتا، اس کو ملنے کے لیے اپنے گاؤں سے نکلا۔ جب یہ گھر سے نکلا تو اللہ نے آسمان سے فرشتہ اتارا انسانی صورت اختیار کر کے، راستہ میں کھڑا ہو گیا، یہ بندہ پاس سے گزرا، فرشتہ نے سلام کیا، پوچھا کہ تم کون ہو؟ فلاں فلاں کا بیٹا، کدھر جا رہے ہیں؟ فلاں گاؤں میں، کیوں؟ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے، اس دوست سے تمہیں کوئی کام ہے، ضرورت ہے، کوئی فائدہ ہے، کوئی چیز لینے جا رہے ہو؟ کہتا نہیں ویسے وہ میرا دینی دوست ہے، میں اس سے ملنے کے لیے جا رہا ہوں۔ مجھے اس سے کوئی کام نہیں۔

فرشتہ کہتا، اچھا اس نے تم پہ کوئی احسان، نیکی کی ہے؟ کہنے لگا، اس نے کوئی احسان بھی نہیں کیا، نیکی بھی کوئی نہیں کی۔ مجھے اس سے کوئی خاص کام ضرورت اور حاجت بھی نہیں، ویسے دین دار آدمی ہے، نیک آدمی ہے، متقی ہے، پرہیز گار ہے، نیک بندہ ہے، میں اس سے ملاقات دیدار کے لیے جا رہا ہوں۔ میرا کوئی اور مقصد نہیں جانے کا۔ تو فرشتہ کہنے لگا، پھر پریشان نہ ہو، مبارک ہو، خوشخبری سنو۔

میں اللہ کا فرشتہ ہوں، مجھے اللہ پاک نے آسمان سے اتارا ہے۔ میں تمہیں مبارک خوشخبری دے دوں، تم صرف توحید کی بنیاد پہ نیک بندے کو ملنے جا رہے ہو، جب تم اس کے پاس جاؤ گے، اس کے پاس بیٹھو گے، تمہارے اٹھنے سے پہلے اللہ تم دونوں دوستوں کے

سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ نیک بندے کی طرف چل کر جانا، نیک بندے کی طرف جانا پیغمبر ﷺ کی سنت بھی ہے، اطاعت بھی ہے، اجر بھی ہے۔

نیک ہو، شریعت کا پابند، قرآن وسنت کا پابند ہو، کسی قبر کا مجاور نہ ہو، نیک ہو، شریعت کا پابند ہو، متقی ہو، پرہیز گار ہو، باشرع ہو، مذہب قطعی اسلامی ہو، حدود اسلامی میں رہتا ہو، غیر محرم عورتوں کو سامنے بٹھا کے تعویذ فروش نہ ہو، غیر محرم عورتوں کو سامنے بٹھا کے دبواتا نہ ہو، غیرت مند ہو، شریعت کا پابند ہو، دین کا پابند ہو، شکل وصورت اسلامی ہو، دین کے مطابق ہو، نمازی ہو، متقی ہو، پرہیز گار ہو۔ رب اکبر کی قسم ہے، ایسے انسان کو دیکھنا بھی ثواب ہے، ایسے بندے کے پاس چل کر جانا بھی ثواب ہے۔

کون تمہیں کہتا ہے کہ اللہ کے ولیوں کے پاس نہ جاؤ، اللہ کا ولی ہو جاؤ، پیار کرو، محبت کرو، عقیدت رکھو، محبت کرو، جاؤ، خدمت کرو، تعاون کرو، زیارت کرو، دیدار کرو، اس کی محمدی اطاعت میں نماز پڑھو، دین سیکھو، روشنی لو۔ لیکن یاد رکھیے! جب توحید ہو تو اس سے دعا کرواؤ، فوت ہو جائے، اس کے جنازے میں شرکت کر کے اس کے لیے دعا کرو کہ اللہ اس کی غلطیاں، گناہ معاف فرما کیونکہ ہر انسان گناہ گار ہے۔ گناہ سے پاک صرف میرے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ کی ذات سے گناہ ہو سکتا؟ نہیں۔ باقی ہر انسان سے خطاء کا امکان ہے۔

سنیے! قرآن نے کیا اعلان فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء:٦٩)

عبادت میں لذت نہیں آتی، نماز میں سکون نہیں آتا، جب تک دوستی، تعلقات شریعت کے مطابق نہ ہو۔ بیٹھنا تو بے نمازوں کے ساتھ ہے، کھاتے بے نمازوں سے ہو، روٹی پکانے والی بے نماز ہے، آٹا گوندھنے والی بے نماز ہے، کھلانے والی بے نماز ہے، بستر بچھانے والی

بے نماز ہے، گھر کے برتن دھونے والی بے نماز ہے، باہر دوستی بے نمازوں کے ساتھ ہے، بیٹھنا بے نمازوں کے ساتھ ہے، چلنا بے نمازوں کے ساتھ ہے، شاپنگ بے نمازوں کے ساتھ ہے، بازار میں جانا بے نماز کے ساتھ ہے، ہوٹل میں جانا بے نماز اور بے دین لوگوں کے ساتھ، تو پھر کہتے ہو مجھے عبادت، نماز میں لذت، سکون، چین نہیں آتا، نبی پاک ﷺ کی نماز میں، صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز میں، سکون کیوں ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم مصطفیٰ ﷺ کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دین سکھاتے ہیں۔

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء : ٦٩)

دوستی شریعت کے تابع تعلقات شریعت کے تابع، سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء بنت ابی بکر، کہو رضی اللہ عنہا، جناب دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ دروزے پہ آئی ہیں، سامنے دیکھا تو ماں آئی ہے، ماں کہاں سے چل کے آئی، مکہ سے، اور ماں مسلمان نہیں لیکن بیٹی سے ملنے آئی، جانتے ہو ماں کا بیٹی کے ساتھ کیسا خاص تعلق ہوتا ہے؟ اس تعلق کی بنیاد پر ماں چل کے اس دور میں جب اونٹوں اور گھوڑوں کا سفر ہے، کیسے وہ خاتون پہلے مکہ سے سفر کیا اور پھر مدینہ میں پہنچی۔ ریگستان، کالے پہاڑوں کا سفر کر کے پہنچی۔ کئی دن لگے، راستے، پھر وہ پہنچی، اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے۔

دروازہ کھٹکھٹایا، سامنے اسماء رضی اللہ عنہا نے دیکھا، میری ماں آئی ہے، فرمایا: اماں جی، آپ؟ جی ہاں بیٹی مجھ سے آپ کے بغیر نہیں رہا گیا۔ میں آپ سے ملنے آئی ہوں، فرمایا: اماں جی! میرے دروازے میں اندر داخل نہ ہونا، یہاں ہی رک جاؤ، اندر نہ آنا۔ فرمایا، بیٹا کیوں؟ فرمایا، اماں جی! یہاں دروازے پہ، گلی میں کھڑی رہیں۔ تھوڑی دیر انتظار کریں، میں ابھی آئی۔

سیّدہ اسماء بنت ابن بکر رضی اللہ عنہا دوڑی دوڑی گئیں، سیدھا میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس

پہنچی، دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ تشریف لائے، فرمایا: اسماء رضی اللہ عنہا! کیسے آنا ہوا؟ فرمایا، محبوب ﷺ جی! میری ماں مکہ سے چل کر ملنے کے لیے آئی ہیں۔ میں نے اندر داخل نہیں ہونے دیا، دروازے میں کھڑا کر دیا۔ مجھے بتائیں کہ دین میں ماں کو اندر آنے دوں تو ٹھیک ہے، اگر آپ ﷺ کے دین میں اجازت نہیں تو میں ماں کو اپنے دروازے سے واپس بھیج دوں، کیوں؟ ہمارے تعلق محمد ﷺ پہ قربان ہیں، اس لیے قرآن فرماتا ہے:

﴿قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ﴾

(التوبه : ٢٤)

کہ سارے تعلقات، شریعت کے سامنے، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے، دروازہ کھٹکھٹایا، کھولا، تو آگے والد محترم آئے ہیں، سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں۔ اپنی بیٹی اُمّ المومنین حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ملنے آئے ہیں۔ بیٹی نے مسئلہ سنا، ابا جی اندر آ جاؤ، آ گئے، داخل ہو گئے۔ گھر میں نبی پاک ﷺ کی چارپائی بچھی ہوئی ہے۔ اوپر میرے مصطفیٰ ﷺ کا بستر بھی لگا ہوا ہے۔ جب وہاں بیٹھنے لگا تو سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو جلدی سے خیال آیا، فرمایا، ابا جی نہ بیٹھنا، ایک منٹ اوپر ہی کھڑے رہنا، ابا کھڑا ہو گیا۔

سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے میرے مصطفیٰ ﷺ کا بستر لپیٹا ہے، لپیٹ کر اوپر اونچی جگہ پہ رکھ دیا۔ سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ شاید میری بیٹی ہے نا، یہ بستر عام گھر میں استعمال کے لیے ہے، میرے لیے کوئی قیمتی چادر، کوئی نئی چادر، کوئی نیا بستر نکال کر بچھائے گی۔ فرمایا، بیٹا خیر ہے، کوئی نیا بستر لانا ہے؟ فرمایا، نہیں، ابا جی، باپ آپ اپنی جگہ پہ لیکن عقیدہ سن لو، آپ مشرک ہیں، اور بستر میرے محمد ﷺ کا پاک ہے۔ یہ بستر میرے مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ ہم نے اپنے سارے تعلقات پیغمبر ﷺ کی ذات پہ قربان کیے ہوئے ہیں۔ آپ، پیغمبر ﷺ کے

وفادار نہیں، ہمارا اور آپ کا کوئی تعلق نہیں۔

جو بندہ نماز نہیں پڑھتا، تمہارا جگری دوست کیوں ہے؟ جو بندہ بے دین، جوا باز، سود خور ہے، جس نے کار سود پہ لی ہے، جس نے ٹریکٹر سود پہ لیا ہے، جس نے بیج سود پر لیا ہے، جس نے کماد کھاد سود پہ لی ہے، جس نے فریش اپ سود پہ لی ہے، جس نے کھاد سود پہ لی ہے، جس نے قرض بینک سے کٹوایا ہے، اپنی زمین ختم کروائی ہے، تم دوستی ان سود خوروں کے ساتھ رکھتے ہو، پھر سمجھتے ہو کہ عبادت میں لذت آئے، اطمینان آئے، سکون آئے۔

جو حرام خور ہے، ایک لقمہ حرام کا کھائے، نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ۔ اس بندے کے ساتھ تم پھرتے ہو، کار پہ پھر خوش ہوتے ہو کہ تمہارا جگری دوست ہے۔ یہ پتہ ہے کہ کار کہاں سے آئی ہے، کار حرام کے پیسوں سے، سود سے، قسطوں سے، جناب بینک سے لی؟ پھر کس طرح بینک کا منیجر تمہارا دوست، تم نے کس طرح اسے اپنا دوست بنایا ہے، جو سودی محکمہ میں کاروبار کرتا ہے، سودی محکمہ میں ملازمت اختیار کرتا ہے، جب تک شریعت کے مطابق تعلقات مسجد سے باہر معاملات تمہارے شریعت کے تابع نہیں ہوں گے، اس وقت تک عبادت میں لذت سکون محسوس نہیں ہوگا۔

چچا کو تلقین کلمہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز میں لذت کیوں آتی تھی؟ ان کے سارے تعلقات شریعت کے تابع ہیں، شریعت سے ہٹ کے کوئی تعلق نہیں ہے، اگر ایسے سمجھ نہیں آئی تو بخاری کھولیے، پوری توجہ کے ساتھ کھولیے اور میرے علم میں ہے۔ یہ سچائی سن کے تھوڑی تلخی ہوگی، پریشان بھی کرے گی لیکن سنیے! میری مجبوری ہے کہ میں حدیث پاک بیان کروں، حوالہ نہ ہو تو میں ذمہ دار۔ اگر ہو تو اپنی اصلاح کیجیے، آخرت کو سنواریئے، میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا، ابو طالب۔ روایت صحیح البخاری میں ہے۔ کتاب تفسیر میں بھی ہے۔ اگر جناب مترجم بخاری کھولیے تو پانچویں جلد کھولیے اور پڑھیئے۔

توجہ فرمایئے! سچائی نہ ہو تو میں ذمہ دار، سند نہ ہو تو میں ذمہ دار۔ اگر سند بھی صحیح ہو،

بخاری میں ہو، مستند ترین روایت ہو، دنیا کا کوئی ذی عقل پڑھا لکھا شخص انکار نہ کر سکے تو پہلے میری بات لکھیے، نوٹ کیجیے، توجہ کیجیے، میں بڑے پیار اور محبت کے انداز میں ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔ سنیے! ابو طالب زندگی اور موت کی کشمکش کی حالت و کیفیت میں ہے۔ میرے پیارے پیغمبر ﷺ کے دل میں ہے، ابو طالب میرا وہ چچا ہے، جس نے دکھ سکھ میں میرے ساتھ تعاون کیا ہے، اگرچہ ایمان، اسلام قبول نہیں کیا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے چچا! ساری برادری قریش کی بیٹھی ہے، لیکن خواہش، چاہت یہ ہے کہ اے میرے چچا تم جنت میں جاؤ اور کلمہ پڑھ لو، کیونکہ آپ ﷺ کی حالت، کیفیت قرآن نے کیا بیان فرمائی ہے؟ فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

اگر کوئی بات سخت کہہ دوں تو برداشت کر لو گے؟ نہیں کر سکتے، اچھا ناراض تو نہ ہو گے؟ اگر ہو جاؤ تو کیا کر لو گے؟ اگلی بار بلاؤ گے نہیں اور تو کچھ نہیں کر سکتے نا، میرے پیارے محمد ﷺ تشریف لے گئے، فرمایا: چچا کلمہ پڑھ لو۔ چچا نے کہا، نہیں پڑھنا۔ نبی پاک ﷺ نے منت فرمائی، محبت فرمائی، فرمایا: چچا اونچی نہیں پڑھنا چاہتے، میں اپنے کان تمہارے ہونٹوں پر رکھ دیتا ہوں، آہستہ سے پڑھ لو۔ میں محمد ﷺ سن لوں اور کوئی نہ سنے اور قیامت والے دن تمہارے کلمہ کی، میری طرف سے گواہی ہو گی، اللہ جنت عطا فرمائے گا، میں کہوں گا، یا اللہ! میں کہوں گا، اپنے چچا کے کلمہ کا، اور میری حیثیت کیا ہے؟

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

چچا کہنے لگا، اے محمد ﷺ! آپ بھی سچے اور آپ ﷺ کا دین بھی سچا، لیکن میں نے کلمہ نہیں پڑھنا، میں اپنے باپ دادا کے مذہب پر دنیا سے جانا چاہتا ہوں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پاس کھڑے ہیں کہ چچا جہنم میں نہ جائے، آسمان سے سید

الملائکہ جبرائیل علیہ السلام آ گئے،

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ﴾ (القصص: ٥٦)

قرآن، قرآن، قرآن کے الفاظ نہ ہوں تو میں ذمہ دار، اگر ہوں تو پھر تم ذمہ دار ہو۔

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾

(القصص: ٥٦)

میرے محبوب ﷺ! ہدایت آپ کے اختیار میں نہیں، میرے اختیار میں ہے۔ آپ ﷺ کا چچا ایسے ہی جائے گا، آپ ﷺ کے فرمان پہ آپ ﷺ کے کہنے پہ کلمہ نہیں پڑھے گا، جنت میں نہیں جائے گا، واپس چلے جائیں، میرے مصطفیٰ ﷺ واپس چلے گئے، آنکھوں میں آنسو جاری ہیں، جا رہے ہیں، گھر میں پہنچے، تھوڑی دیر گزری ہے تو چچا ابو طالب فوت ہو گیا اور جب ابو طالب فوت ہوا ہے تو ابو طالب کے تین بیٹے سامنے کھڑے ہیں، سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ ابو طالب کا بیٹا ہے، بھائی ہے، علی کا، (رضی اللہ عنہ)، دوسرا بیٹا عقیل رضی اللہ عنہ پاس کھڑا ہے، اور تیسرا بیٹا خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابو طالب کے تینوں بیٹے یعنی تینوں یہ بھائی کھڑے ہیں، اپنے باپ کے پاس۔

ابو طالب فوت ہو گئے، جب فوت ہوئے، اتفاق ایسا ہے کہ دو بیٹے ابھی مسلمان نہیں، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی ابھی کلمہ نہیں پڑھا، سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے بھی کلمہ نہیں پڑھا، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، بیٹا مسلمان شیر خدا قریب کھڑے ہیں، دو بیٹے سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں، وہ بھی پاس کھڑے ہیں، باپ فوت ہو گیا، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اپنے محبوب ﷺ کو اطلاع کرنے کے لیے کہ چچا فوت ہو گیا۔

اب ذرا سوچو، ذرا اپنی برادری کے ماحول میں جا کر سوچو، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بتانے کے لیے، اطلاع کرنے کے لیے، نبی پاک ﷺ کے پاس کہ آپ کا چچا فوت ہو گیا ہے، کیا کہنا چاہیے تھا؟ یہی الفاظ کہے جا سکتے تھے، ہمارے ماحول کے مطابق کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ

کا چچا فوت ہو گیا ہے یا یہ فرما دیتے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ابا جی فوت ہو گئے ہیں، نہیں، فرمایا، کیا فرمایا ہے، اگر بخاری میں الفاظ نہ ہوں تو میں ذمہ دار، اگر ہوں تو سمجھئے، میرے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، نبی پاک ﷺ کے پاس اور فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے، گمراہ؟

ابا جی کی میت پڑی ہو تو گمراہ کہنا، اللہ کی قسم بہت مشکل ہے اور وہی کہہ سکتا ہے، جس میں ایمان کی قوت موجود ہو۔ شیر خدا ہیں، فرمایا، آپ ﷺ کا گمراہ چچا فوت ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ! جانے دو، میرے زخموں کو تازہ نہ کرو، چچا کا ذکر نہ چھیڑو، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہیں۔ اگر ایسے سمجھ نہیں آئی تو اگلی بات پہ غور کیجیے۔

ابھی ابو طالب کی میت پڑی ہے اپنے گھر میں، کفن کی باری آ گئی، دفن کی باری آ گئی، قبر میں اتارنے کی باری آ گئی۔ اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے، کلمہ نہیں پڑھا، ابو طالب کے دو بیٹے بھی ابھی مسلمان نہیں، بعد میں مسلمان ہوئے، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ۔ اگلی بات سنیے اور توجہ سے سنیے اور غور سے سنیے! سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ابو طالب کے کفن کی، دفن کی، قبر میں اتارنے کی باری آئی، اگر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باپ کی قبر پہ کھڑا ہے اور باپ کے کفن دفن میں اگر میرا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شریک ہے، تو حوالہ لائیے، اگر نہیں ہیں تو کیوں نہیں گئے۔ میرا سوال ہے کیوں نہیں گئے؟

اسی لیے نہیں گئے کہ دو بیٹے جو مسلمان نہیں، وہ کفن میں بھی ہیں، دفن میں بھی ہیں، قبر پہ بھی ہیں، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہیں گئے، اگر گئے ہیں تو حوالہ لائیے۔ اگر نہیں گئے، تو بتلائیے کیوں نہیں گئے؟ سوال ہے، پوچھیئے علمائے کرام سے کہ کیوں نہیں گئے؟ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بتلا گئے کہ ہمارے تعلقات محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پہ قربان ہیں، فرمایا:

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ ﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ﴾

(النساء : ٦٩)

اب نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ میرا خیال ہے کہ اگر یہ نبی پاک ﷺ بیان نہ کرتے کوئی ضروری نہیں، اگر کل بیان نہ کرتے، کوئی ضروری نہیں تھا، دو دن، دس دن، بیس دن گزر جاتے پھر مسئلہ بیان کرتے، یا ر مسئلہ سال لیٹ ہو جاتا، کوئی مسئلہ نہیں، کسی اور طریقے سے بھی پہنچایا جا سکتا ہے، ابھی تو ابھی ابھی چچا فوت ہوا، میت اس کے گھر میں پڑی ہے چچا کی، نبی پاک ﷺ نے سن کر کیا فرمایا، رو کر آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں، کیا فرمایا۔

روایت بخاری کی ہے، کھولیے اور پڑھیئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے اور عقیدہ کی حلاوت مٹھاس کو محسوس کیجیے۔ جرأت اور ہمت کیجیے، عقیدۂ توحید کی سیرت اور اہمیت کو پیدا کیجیے۔ تعلقات کو شریعت کے تابع کیجیے۔ اپنے معاملات کو شریعت کے تابع کیجیے، تاکہ عبادت میں لذت، سکون آئے۔ جب اہل بدعت، اہل شرک کی مذہبی رسومات میں تم جا کر اہل حدیث، اہل حق، اہل توحید ہو کر شریک ہوتے ہو، پھر کہتے ہو، عبادت میں لذت سکون آئے، نہیں آئے گا، جب مذہبی رسومات میں جا کر قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے، جا کر تم بیٹھ جاتے ہو، نیچے منہ کر کے پھر کہتے ہو، مسلک تو ہے، مجبوری ہے۔ عقیدہ تو ہے لیکن مجبوری ہے، تعلقات جو ہوئے، دوستی جو ہوئی، برادری جو ہوئی۔

مولوی صاحب آپ کی بات مانیں تو بندہ کسی کام کا نہیں رہتا، نہ دکھ جیسا نہ سکھ جیسا۔

ہاں سنیے! چچا کی میت پڑی ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحیح البخاری سنیے! میرے مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے اور کیا فرمایا؟ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! سنو، کیا فرمایا، اگر آج یہ مسئلہ بیان نہ کرتے یا چچا کی میت کا کچھ خیال کر لیتے، آج نہ سہی تو کل سہی، دس دن، پندرہ دن، بیس دن، سال بعد مسئلہ بیان ہو جاتا۔ آج بیٹوں کے زخم تازہ تو نہ ہوتے، آج مشرکین پریشان تو نہ ہوتے، لیکن محبوب ﷺ نے کیا فرمایا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! سن لو، یارسول اللہ ﷺ! کیا؟ فرمایا: میرا چچا

جہنم میں جائے گا۔ اس کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی، میرے چچا کا دماغ کھول جائے گا۔ کیوں بیان فرمایا؟ اس لیے کہ ہمارے تعلقات شریعت کے تابع رہیں۔ جب تم بناوٹی مذہبی رسومات کا انکار نہیں کرو گے، عبادت میں لذت نہیں آئے گی۔ تمہارے معاملات، دوستی شریعت کے تابع کیسے ہوں؟ فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ﴾ (الاحزاب : ۳۵)

مردوں کے دوست کیسے، عورتوں کی سہیلیاں کیسی ہوں؟ ہم پتہ ہے کیا کہتے ہیں؟ ہماری جناب بیٹی کی سہیلیاں نہیں آئیں کمرے میں داخل ہوں تو آگے سے بیوی کہتی ہے، اس کمرے میں نہ جانا، جی اس کمرے میں کیا ہے؟ اس کمرے میں جناب بچی کی سہیلیاں آئی بیٹھی ہیں۔ اب ہم تو باہر پردے میں ہو گئے، اندر بچیاں بیٹھی ہیں، سہیلیاں بیٹھی ہیں، جناب پردے میں بیس عورتیں ہیں، باہر سے مہمان آئی ہیں۔ ہمسائے سے، گلی سے، برادری سے، عورتیں بچیاں گھر آئی بیٹھی ہیں۔

اندر ساری بچیاں بیٹھی ہیں ہم بے فکر ہو گئے کہ بچیاں بچیوں کے پاس بیٹھی ہیں۔ کبھی سوچا ہے کہ بچیاں بچیوں کے پاس تو بیٹھی ہیں لیکن ذکر کس کا جاری ہے۔ سورۂ یوسف پڑھی ہے؟ سورۂ یوسف پڑھیئے، زلیخا اور زلیخا کی سہیلیاں بیٹھی تھیں، ذکر کس کا تھا؟ ذکر یوسف علیہ السلام کا تھا، بیٹھی سہیلیاں ہیں، ذکر غیر کا ہے، غیر مرد کا ہے، بیٹھی سہیلیاں ہیں، اندر ذکر کس کا ہے، یہ عورتوں کی پاکیزگی، طہارت اپنی بچیوں کو کون سکھلائے؟

اللہ کے بندو، موبائل دے کر سمجھتے ہو، عزتیں محفوظ رہیں گی، بتلاؤ، پورے ملک میں، پوری برادری میں، پورے علاقے، بستی، کتنے گھر ہیں، جن کی عزتیں اجڑی ہیں۔ اس موبائل کی وجہ سے، اگر اب بھی تم یہ سمجھو کہ تم نے بچی کو موبائل دیا، ساری رات وہ کسی غیر سے گفتگو کرے اور تم کہو کہ میری غیرت، میری عزت بلند ہے۔ تو تم نے اپنی بچی کو موبائل دیا تو کیوں دیا؟ کہتے ہو مجبوری ہے، مجبوری کس بات کی ہے؟

موبائل تمہارے پاس ہے، فون تمہارے پاس ہے، جس نے بات کرنی ہے، تمہارے ساتھ بات کرے، تمہاری بچی کے پاس کیوں ہے؟ ضرورت سے زیادہ چیز دے کر کے آج خود عزتیں برباد کیں ہیں۔ کئی بیویوں کی عزتیں لوٹی گئیں، برباد ہوئے، قتل و غارت ہوئے، فسادات پھیلے ہیں، اس موبائل کی وجہ سے۔ جب تک عزت، غیرت نہیں سیکھو گے، شریعت کے تابع نہ ہو گے، جو عورت خود پردہ نہ کرے، اسے باپردہ اپنی بچی کے پاس بیٹھنے دینا بھی جائز نہیں۔

جو عورت خود باپردہ نہیں، پورے بازار میں پھرے، ہر گلی میں پھرے، ہر برادری کے گھر میں پھرے، ہر جوان کو جانے، ہر محلّہ کے بندے کو جانے، وہ تمہاری بچی کے پاس بیٹھ کے عزت سکھائے گی؟ وہ تمہاری بچی کے پاس بیٹھ کے حیاء کا درس دے گی؟ نہیں۔ جانتے ہو شریعت کی غیرت کو؟ نبی پاک ﷺ مدینہ کی گلی میں سے گزرے، کسی چوک میں ہیجڑا کھڑا ہے اور ہیجڑا کھڑا ہو کر کیا کہہ رہا ہے، فلاں بندے کے گھر فلاں عورت ایسی ایسی اس کی شکل و صورت، خدوخال، وجود کے بیان کر رہا ہے۔

نبی پاک ﷺ کے کانوں میں آواز پڑ گئی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! آج سے ان سے بھی پردہ کرواؤ، محمد ﷺ کی غیرت گوارا نہیں کرتی، ان کو گھر میں مت داخل ہونے دو۔ ہیجڑے کو، یا رسول اللہ ﷺ! کیوں؟ فرمایا: تمہاری عورتوں کے نقش و نگار دیکھ کر باہر مردوں میں بیان کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا اور جس بچے کو ابھی بلوغت کے معاملات کا علم نہیں، فرمایا: اس کو اس حد تک اجازت دو، وگرنہ کوئی غیر تمہارے گھر میں نہ آئے۔

اب تو اللہ کی رحمت سے بلوغت تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہے، چھ سال کا، چھ سال کا اگر بالغ نہیں تو بلوغت کے سارے معاملات اس کے علم میں ہیں۔ میڈیا نے عام کیے ہیں، اپنی حیاء کا درس، غیرت کو سیکھئے، سمجھئے، شریعت کے تابع کیجیے۔ جو میں پیغام دینا چاہتا ہوں، سنیے! میرے محبوب سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نہیں گئے۔ کیوں؟

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء : ٦٩)

بخشش الٰہی:

اس لیے تو حدیث پاک ہے، صحیح البخاری میں، میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک بندے نے ننانوے قتل کیئے، ننانوے قتل حدیث سنی ہوئی ہے نا؟ کتنے قتل کیے تھے؟ ننانوے اور پھر مسئلہ پوچھا، ایک مولوی سے، اور مولوی تھا، صرف پکی روٹی پڑھا ہوا، جانتا نہیں تھا، علم کی گہرائی، اوقات نہیں جانتا تھا۔ اس نے کہا، کوئی معافی کی صورت؟ کہتا، نہیں۔ مولوی بھی عجیب عجیب ہوتے ہیں۔

ایک مولوی نے لکھا ہے نا، کہ انڈہ کھالو تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر انڈہ کھالیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن شرط ہے، ثابت انڈہ ہو۔ ثابت اگر انڈہ کھالیں تو، کھا سکتے ہو؟ ثابت انڈہ اگر کھا لو، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، بس شرط یہ ہے، کہ اندر جا کر انڈہ نہ ٹوٹے۔ اگر انڈہ اندر جا کر ٹوٹ گیا تو روزہ بھی ٹوٹ جائے گا۔ اب دیکھیں گے، اس کا الٹراساؤنڈ تو کروانا پڑے گا نا، بس اندر انڈہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا، کہ حضرت کیوں نہ روزہ ٹوٹا؟ کہنے لگا، جس طرح سالم انڈہ اندر گیا ہے، سالم نکلنے کا امکان ہے، انتظار کیجیے، اگر سالم آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹا، اگر خروش، خروش، سالم کھالو، روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیوں؟ وہ سخت ہے، معدے کا حصہ خوراک تو نہیں بن سکتا، نا، ہوسکتا ہے، وہ باہر آ جائے، لہٰذا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ایسے کسی بزرگ سے پوچھ لیا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں، اس نے کہا، معافی کی کوئی صورت نہیں۔ اس نے کہا، چلو سو تو پورے کرو، اس نے قتل کیا، پھر ایک اور عالم کے پاس گیا، اس نے کہا، اللہ کے بندے، وہ بڑا مہربان ہے، وہ معاف فرما دے گا۔ کہنے لگا، پھر کوئی صورت طریقہ؟ کہنے لگا، فلاں بستی میں چلے جاؤ، اس بستی میں بہت نیک لوگ رہتے ہیں، اس بستی میں نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھو۔ اللہ تمہارا گناہ معاف فرما دے گا۔

یہ بندہ گھر سے چل کر اس بستی کی طرف چل پڑا، جب گھر سے چل پڑا، تھوڑا سفر کیا اس کو موت آ گئی۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، جب موت آئی، تو فرشتوں کے دو گروہ بن گئے، کچھ کہنے لگے، جنت میں جائے گا، کیونکہ توبہ کے ارادے سے گھر سے نکلا ہے۔ کچھ کہتے، ابھی پہنچا نہیں، جنت میں نہیں جائے گا، جہنم میں جائے گا۔ اللہ پاک نے آواز دی، میرے فرشتو! ٹھہر جاؤ۔ جھگڑتے کیوں ہو؟ یا اللہ! یہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ فرمایا: اختلاف نہ کرو، زمین ناپ لو، اگر اس نے ابھی تھوڑا فاصلہ طے کیا ہے، تو جہنم میں اور اگر زیادہ طے کیا ہے تو جنت میں۔

جب فرشتے زمین کو ناپنے لگے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فاصلہ اس نے تھوڑا طے کیا تھا، اللہ پاک نے فرمایا، زمین سے کہا سمٹ جا، جو نیک لوگوں کی طرف گھر سے چل پڑے، میں اس کے بھی گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ کون کہتا ہے کہ نیک لوگوں سے محبت نہ کرو، اللہ کے بندو، جاؤ نیک لوگوں سے محبت کرو، گندی محفل و مجلس نے تو اس وقت بندے کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ معاشرے کے سارے معاملات کا ستیاناس کیا ہے۔ تمہارے معاشرے کا امن سکون تباہ و برباد کیا ہے، گندی دوستی نے، آپ دوستی لگائیے کیسی؟

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۵)

دوستی نیک لوگوں کے ساتھ اور اپنے معاملات، تعلقات، شریعت کے تابع ہوں، پھر عبادت میں لذت آتی ہے۔

سیّدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

صحیح البخاری میں حدیث پاک ہے، میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ

نے ابھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ سے باہر پھر رہے تھے، ایک بندہ سوار جا رہا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا، شاید اہل مکہ سے ہے، اہل قریش سے ہے، پکڑ لیتے ہیں، تفتیش کی، پتہ چلا کہ سردار ہے، علاقہ کا حاکم ہے، گورنر ہے، پکڑ کے لے آئے، مدینہ میں نبی پاک ﷺ کے پاس، یا رسول اللہ ﷺ! اچھی سامی ہاتھ میں آئی ہے، گورنر پھنس گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دو، باندھ دیا گیا اور نبی پاک ﷺ کو پتہ چلا، ثمامہ کو حکم دیا، باندھ دو، باندھ دیا گیا، آپ ﷺ تشریف لائے، فرمایا: ثمامہ سناؤ، کیا توقع رکھتے ہو مجھ سے؟ کہتا، اگر چھوڑ دو گے تو احسان کا بدلہ دوں گا، اگر قتل کر دو گے، برادری پیچھے موجود ہے، بدلہ لے لیں گے۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ، نقل کفر، کفر نا باشد۔ پتہ کیا کہنے لگا؟ کہنے لگا، اے محمد ﷺ! آپ ﷺ جیسا بدصورت چہرہ میں نے نہیں دیکھا، نعوذ باللہ اور آپ ﷺ کے مدینہ جیسا برا شہر میں نے نہیں دیکھا۔

نبی پاک ﷺ یہ بات نعوذ باللہ سن کے بھی اس کی گستاخی، توہین آمیز جملے سن کے بھی آپ ﷺ نے ماتھے پہ تیور نہیں چڑھائے، مسکرا پڑے، آگے گزر گئے۔ دوسرے دن پھر پوچھا، اس نے یہی الفاظ دہرائے۔ تیسرے دن پھر پوچھا، الفاظ دہرائے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اسے چھوڑ دو اور چھوڑنے کی وجہ مفسرین نے بیان فرمائی ہے کہ میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو کھانا دو، اس کو سات روٹیاں دیں، ایک دودھ کا کٹورا دیا۔ وہ ساری روٹیاں بھی کھا گیا اور سارا دودھ بھی پی گیا تو نبی پاک ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم فرمانے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں خود کے کھانے کے لیے اتنا میسر نہیں تو سات وہ صبح کھاتا ہے اور سات شام کو کھاتا ہے۔ کہیں یاد ہے، مولانا شریف الہٰ آبادی، اللہ اس کی قبر پہ رحمتیں فرمائے، اللہ، ابراہیم خادم قصوری کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ جنت میں ان کے درجات بلند فرما دے، مولانا شریف الہٰ آبادی فرماتے تھے، ابھی تو مشرک باندھا تھا تو

سات صبح کو کھاتا تھا، سات شام کو کھاتا تھا۔ اگر کھلا ہوتا تو پتہ نہیں، کتنا اجاڑہ کرتا، جو مرضی دیتے جاؤ، کبھی جناب باز نہ آتا۔ ثمامہ بن اثال بندھے ہوئے ہیں، سات روٹیاں صبح اور سات شام۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ سے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ حالت ہے، فرمایا: اسے چھوڑ دو، جب چھوڑ دیا تو مسجد نبوی ﷺ سے تیزی سے بھاگ کر باہر نکلا، باہر رہائی ملی، جب باہر نکلا، باغ میں گیا، ٹھنڈی چھاؤں کے نیچے بیٹھا، اوپر جسم پر کنویں کے چشمہ کا ٹھنڈا پانی ڈالا، پانی ڈال کر سوچا ہے تو کہنے لگا، ثمامہ اپنے آپ سے کہنے لگا، ثمامہ اگر یہ نبی (ﷺ) جھوٹا ہوتا تو اپنی توہین سن کر کبھی مسکراتا، نہ، جھوٹے سن کے کب برداشت کرتے ہیں، لگتا ہے، نبی (ﷺ) سچا ہے، واپس آئے، نبی پاک ﷺ نے دیکھا، تو فرمایا: ثمامہ کیسے آئے ہو، فرمایا: محبوب ﷺ جی! کلمہ پڑھا لو اور مسلمان کرلو۔

مسلمان ہوا ثمامہ رضی اللہ عنہ، تو کہنے لگا، محبوب ﷺ جی! میں عمرہ کرنے جا رہا تھا، زمانہ جاہلیت کے مطابق، اب میں مسلمان ہو گیا، اب مجھے بتائیں، اسلام میں عمرہ ہے یا نہیں؟ اگر عمرہ ہے تو میں آگے جاؤں اور اگر عمرہ نہیں تو میں واپس پلٹ جاؤں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نہیں، میرے دین میں عمرہ ہے، جاؤ، عمرہ کرو، عمرہ کرنے کے لیے مکہ پہنچا ہے۔ اہل مکہ کو جب قحط پڑتا ہے، گندم کی قلت ہوتی تو سیّدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ کے ملک میں جا کر گندم لیتے تھے، سیّدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو سارے قریش کہنے لگے، یار دیکھو! ثمامہ آ گیا ہے، فرمایا:

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِیْقًا﴾ (النساء: ٦٩)

سیّدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ نے دیکھا، کہتے دیکھو دیکھو، ثمامہ رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے، لگتا ہے، مسلمان ہو گیا ہے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ کے قریب آئے، ثمامہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے ہو؟ جی مسلمان ہو گیا ہوں۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ عمرہ سے فارغ ہوئے، کوہ صفا پر چڑھے، صفا پہاڑی پہ

چڑھے، فرمایا، قریش مکہ آؤ، تمہیں ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ گورنر بلا رہا ہے۔ سارے آئے، دوڑے ہوئے آئے۔ وقت کا گورنر حاکم بلا رہا ہے۔ جب گندم ختم ہو جاتی ہے، قحط پڑ جاتا ہے، ملک میں، یہ ہمیں گندم سستی دیتا ہے۔ اہل مکہ سے تعاون کرتا ہے، ادب و احترام کرتا ہے، ہم مکہ والے ہی بیت اللہ کے مجاور ہیں۔ آئے، سارے کھڑے ہوئے، سیّدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

مکہ والو! سن لو، میں مسلمان ہو گیا ہوں، جانتے ہو، جی جانتے ہیں، مسلمان ہو گئے ہو، فرمایا: سنو! آج کے بعد اگر مکہ میں قحط پڑ جائے اور گندم کی ضرورت پڑ جائے تو میرے ملک میں نہ آنا، تمہیں گندم نہیں ملے گی، جب تک میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہیں دیں گے۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں، اب میرے تعلقات ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ (النساء: ٦٩) ، میرے کاروبار معاملات، اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع ہیں، اجازت دیں گے تو ٹھیک ورنہ دوستی ختم، تعلقات ختم، تجارت ختم، لین دین ختم۔

اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں گے تو ٹھیک، اگر نہیں تو دوستی ختم ہو گئی۔ آنا جانا، دکھ سکھ، تمہارا ختم ہو گیا ہے، کیوں؟

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء: ٦٩)

گندے دوست کے ساتھ بیٹھو گے، اب مجلس لگی ہے، مجلس لگی ہے، جناب جوئے کی مجلس لگی ہے، تاش کی مجلس لگی ہے، لڈو کھیلی جا رہی ہے، کوئی گیم لگی ہے، میچ ہو رہا ہے۔ ادھر سے اذان کی آواز آتی ہے، اگر پورے میچ سے مجلس سے ایک بندہ مسجد میں آ بھی جائے تو وہ تڑپتا رہتا ہے کہ کب نماز ختم ہو، میں جاؤں، کہیں میچ ختم نہ ہو جائے، کہیں گیم ختم نہ ہو جائے، یہ کون سی گندی دوستی ہے، مجلس ہے، جس نے مسجد میں سکون نہیں لینے دیا، میں بتانا چاہتا ہوں، گندی دوستی مسجد سے سکون چھین لیتی ہے۔ گندی دوستی نماز سے عبادت سے لذت چھین

لیتی ہے۔

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾

دوستی تعلقات محبت لوگو، اذان سے نماز سے محبت پیدا کیجیے، دین دار لوگوں سے محبت پیدا کیجیے۔ ایسے محبت پیار اور تعلق ہو تو کیسا؟ سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے، سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی خدمت کیا کرتے، پیار، محبت اس انداز سے کہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتے۔ نبی پاک ﷺ چلتے پھرتے جا رہے ہیں، نبی پاک ﷺ کو کوئی کام ہے تو خدمت بجا لاتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ گھر چلے جائیں تو سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ دروازے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ نبی پاک ﷺ باہر نکلتے تو پوچھتے، ربیعہ میرے ساتھ آتے ہو، میں اندر چلا جاتا ہوں، تم دروازے میں کیوں بیٹھ جاتے ہو؟

فرمایا: محبوب ﷺ جی! ارادہ نیت کیا ہوتی ہے کہ میں دروازے میں بیٹھا رہوں۔ نبی پاک ﷺ گھر جائیں گے، تشریف لے جائیں گے، کوئی کام پڑے گا تو باہر آئیں گے اور میں خدمت کے لیے حاضر ہوں گا، کسی اور کو کام نہیں کہنا پڑے گا، میں خدمت کے لیے۔ سنیے! میں خدمت کے لیے باہر حاضر ہوں گا۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے ربیعہ رضی اللہ عنہ! ٹھیک ہے، ایسے ہی معاملات گزرتے گئے۔

ایک دن محبوب ﷺ اندر تشریف لے گئے، باہر آئے تو سیّدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ دروازے کے باہر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا: ربیعہ رضی اللہ عنہ پھر آج جو کچھ چاہو مانگ لو، میں دعا کر دوں، تم میری خدمت کے لیے، محبت کے لیے بیٹھے رہتے ہو، آج تم جو چاہو، دعا کروا لو، میں دعا کر دوں، سفارش کر دوں، اللہ عطا کر دے گا۔ سیّدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، روایت بخاری میں ہے، اس سے اگلا حصہ مسند احمد میں ہے، سیّدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! کیا مانگوں؟ فرمایا: جو مانگو گے، میں دعا کروں گا، اللہ عطا فرمائے گا۔

سیّدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے کل تک سوچنے کا موقع دے دیں، کل تک سوچنے کا موقع دے دیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

کوئی بات نہیں، سوچ لو، اگلے دن آیا، رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ربیعہ رضی اللہ عنہ سوچ لیا ہے، جی محبوب ﷺ جی، سوچ لیا ہے، بتاؤ کیا مانگنا چاہتے ہو؟ فرمایا: محبوب ﷺ جی، دعا کر دو، اللہ جنت میں مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ نصیب کر دے، دنیا میں اچھی سنگت بناؤ گے تو آخرت میں اللہ نیک سنگت عطا فرمائے گا۔ محبوب ﷺ جی! آپ کا پڑوس مل جائے، سنگت مل جائے، آپ ﷺ کا پڑوس نصیب ہو جائے۔

نبی پاک ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ربیعہ رضی اللہ عنہ تمہیں کس نے مشورہ دیا ہے، وہ کون سا بندہ ہے، خوش نصیب، عقل مند، جس نے تمہیں یہ مشورہ دیا ہے، محبوب ﷺ جی! کسی نے نہیں مشورہ دیا، میں نے رات کو سوچا، ربیعہ رضی اللہ عنہ دنیا کی جو چیز مانگو گے، وہ ختم ہو جائے گی، مانگ لو وہ نعمت جو کبھی ختم ہونے پہ نہ آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں آپ ﷺ کا پڑوس نصیب ہو جائے۔ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا اچھا، ابھی سوچ رہے ہیں، اوپر سے جبرائیل علیہ السلام آ گئے، فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ﴾

کہ جس کو دنیا میں بھی مصطفیٰ ﷺ مل جائیں اور آخرت میں بھی آپ ﷺ کا پڑوس مل جائے، اسی لیے تو کئی بار لوگ کہتے ہیں کہ اہل حدیثو! کوئی تمہارا پیر و مرشد نہیں۔ میں نے کہا، ہاں ہمارے پیر و مرشد دنیا میں بھی مصطفیٰ ﷺ ہیں اور قیامت کو بھی مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ہماری کل کائنات مصطفیٰ ﷺ کی امت ہے یعنی کسی اور پیر کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کی۔ میں نے کہا، کرنے کے لیے تیار ہیں، کس کے ہاتھ پہ بیعت کریں؟

کبھی سوچا، بیعت کا معنی کیا ہوتا ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا، بیعت کا معنی ہوتا ہے، بیچنا فروخت کرنا، بیعت فروخت کر دینا، اپنے آپ کو کسی کے ہاتھوں بیچ دینا، کسی کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے کہا، کہ میں نے اپنے وجود کو آپ کے ہاتھ پہ بیچ دیا ہے۔ آپ کا حکم اب میرے وجود پہ چلے گا۔ اس کو بیعت کہا جاتا ہے۔ میں نے کہا، تم بیعت کرتے ہو، کہتے جی ہاں۔ میں نے کہا، بکے ہو؟ کہتے، جی ہاں۔ میں نے کہا، کہاں، تم کس جگہ پہ بکے ہو؟

سنو اہل حدیث کے بارے میں سنو! میری جماعت کا عقیدہ سنیے! جمعیت اہل حدیث کا معنی تربیت اور پیغام سنیے، توجہ سے سنیے، میرا پیغام نوٹ کیجیے۔ اپنے بھی، پرائے بھی، سارے دوست احباب جو تشریف فرما ہیں، میرے دوست احباب محبت و پیار سے سمجھنا۔ میرا پیغام سنیے، اہل حدیث بک چکے ہیں، بیعت کر چکے ہیں، جس وقت ہم دنیا میں آئے تھے، ہمارے کان میں کہہ دیا گیا تھا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

کہ تمہارا اللہ ایک ہے، تمہارا مرشد بھی ایک ہے، محمد ﷺ۔ اللہ رب ہے اور تمہارا مرشد مدینہ والے میرے محمد ﷺ کی ذات ہے۔ کلمہ پڑھ کے جناب کان میں اذان کا جملہ کہلوا کے ہم نے بیعت کروا لیا تھا، ہم محمد ﷺ پاک کے ہاتھوں بک چکے، جب بندہ ایک بار بک جائے، پھر دوسری جگہ نہیں بک سکتا۔ سودے پہ سودا نہیں ہو سکتا۔ ایک جگہ سودا ہو جائے، دوسری جگہ نہیں بک سکتا۔ یہ تمہارا حوصلہ ہے کہ تم ہر زمانہ میں بکتے ہو، ہر شہر میں بکتے ہو، ہر محلّہ میں بکتے ہو، ہر گلی میں بکتے ہو۔ پہلے تم جناب محمد ﷺ کے ہاتھوں کہتے ہو کہ ہم بکے ہیں۔

میں سوال کرتا ہوں، جب محمد ﷺ کے ہاتھوں بک گئے تھے، پھر دوسری جگہ سودا کیوں کیا؟ پھر وہاں بکے، پھر تم بکنے پہ آئے تو مدینہ کے بعد پیغمبر ﷺ کے نام کے بعد تم بکنے پہ آئے تو جا کے کوفہ میں بکے۔ کوفہ میں بکنے کے بعد کبھی حنفی کے ہاتھوں بکے، کبھی شافعی کے ہاتھوں بکے، کبھی مالکی کے ہاتھوں بکے، کبھی حنبلی کے ہاتھوں بکے، کبھی جعفری کے ہاتھوں بکے، کبھی سوہروردی کے ہاتھوں بکے، کبھی کسی کے ہاتھوں میں بکے۔

کبھی عیسائی کے ہاتھوں بکے، کبھی غزنی و چشتی کے ہاتھوں بکے، کبھی اجمیری کے ہاتھوں بکے، کبھی مولویوں کے ہاتھوں بکے، کبھی ملنگوں کے ہاتھوں بکے، کبھی درباروں پہ بکے، جانوروں کے ہاتھوں بکے، عیسائیوں پہ بکے، قلندروں کے ہاتھوں بکے، ملنگوں کے ہاتھوں بکے۔ تم بکنے پہ آئے، جس کے جسم پر کپڑے نہ تھے، ان کے ہاتھوں بکے، تم بکنے پہ

آئے تو جس نے ضرورت سے زائد کپڑے پہنے تھے، تم ان کے ہاتھوں بکے۔ تم یہ بکنے پہ آئے تو جس نے ضرورت سے کپڑے اتارے، تم ان کے ہاتھوں بکے۔

تم بکنے پہ آئے تو مجذوب اور پاگلوں کے ہاتھوں بکے، تم بکنے پہ آئے تو قبروں پہ بکے، تم بکنے پہ آئے، ہر شہر میں بکے، ہر جگہ بکے، ہر زمانہ بکے، ہر صدی بکے، ہر سال بکے، ہر سرکار کے ہاتھوں بکے، بڑے بڑے مجاوروں کے ہاتھوں، گدی نشینوں کے ہاتھوں بک چکے۔ تم بکتے جا رہے ہو، بکتے جاؤ، قیامت تک تم بکتے رہو گے۔ ہمارا کوئی سودا مت کریں، مشتری ہوشیار باش ہو جائیں، خریدنے والا ہوشیار ہو جائے، ہم بک چکے ہیں، ہمارا سودا نہیں ہو سکتا۔

ہمارے ہاتھ بک چکے، وجود بک چکا، آنکھیں بک چکیں، زبان بک چکی، کان بک چکے، پاؤں بک چکے، پورا وجود ہم نے بیچ دیا ہے۔ ہم بک چکے ہیں، ہمارے خریدار محمد ﷺ ہیں، ہمارے مرشد پیغمبر ﷺ ہیں، ہمارے مقصود اور مدعا پیغمبر ﷺ ہیں، ہم اپنے آپ میں نہیں ہیں، ہم بک چکے ہیں، محمد ﷺ کے ہاتھوں۔ ہمیں کوئی بیچے، ہمارا سودے پہ سودا نہیں ہو سکتا۔ تم جہاں چاہے بکتے رہو، جب تک چاہو بکتے رہو، ہم محمد ﷺ کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔ ہمارا کوئی مرشد نہیں ہے، کوئی مدعا نہیں ہے، کوئی مقتداء نہیں ہے۔ ہمارا پوجا کے لائق ایک رب کی ذات ہے، اطاعت کے لائق میرے محمد ﷺ کی ذات ہے۔

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء:٦٩)

دوستی نیک لوگوں کے ساتھ، پیارے لوگوں کے ساتھ، دین دار، اہل علم اہل دین کے ساتھ، دوستی علماء کے ساتھ، دوستی اولیائے کرام کے ساتھ دوستی رکھیئے۔ گندے دوستوں سے دور ہو جایئے، اگر عزت چاہتے ہو، دنیا میں اور آخرت میں، عورتیں، سہیلیاں، نیک، نمازی عورتیں، پردہ دار خواتین اپنی سہیلیاں بنائیں، گھر میں بٹھائیں اور مردوں کے لیے لازم ہے

کہ دین دار اپنے دوست بنائیں۔

دُعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جناب پیار ہو، تعلق ہو کیسا؟ میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ حنین کی طرف، فتح مکہ کے بعد، حنین کی طرف تشریف لے جا کے واپس آ رہے ہیں، تو مکہ شہر سے باہر مشرکین کے دو چار بچے چھوٹے چھوٹے کھیل رہے ہیں اور میرے نبی پاک ﷺ پاس سے گزرے اور میرے بلال رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزرے تو مشرکین کے بچے کہنے لگے، یہ مسلمانوں کا نبی ﷺ جا رہا ہے اور ساتھ ان کا بلال رضی اللہ عنہ جا رہا ہے اور پتہ ہے بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل اتار رہے ہیں، مشرکین کے چھوٹے بچے، مشرکوں کے بچے اذان کی نقل اتار رہے ہیں اور مسلمانوں کے بچے؟ مسلمانوں کے بچے کس کی نقل اتارتے ہیں، گلوکاروں کی، اداکاروں کی، اور مشرکین کے بچے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل اتار رہے ہیں۔ مشرکین کے چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے ہیں اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرنے لگے تو کہنے لگے، بلال رضی اللہ عنہ ایسے اذان دیتا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

ابھی بچے مسلمان نہیں، کافر ہیں، مشرک ہیں، مسلمان نہیں ہوئے اور نبی پاک ﷺ کے خادم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل اتار رہے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے سنا،

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾

سنیے! سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرے ہیں، نبی پاک ﷺ کے ساتھ اور مشرکین کے بچے کیا کہہ رہے ہیں، یہ مسلمانوں کا نبی ﷺ جا رہا ہے اور یہ بلال رضی اللہ عنہ جا رہا ہے اور بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ نبی پاک ﷺ نے مشرکین کے بچوں کی زبان سے جب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل سنی، آواز سنی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! ذرا تیزی سے دوڑ کر جاؤ اور ان بچوں کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوڑے، بچوں کو پکڑ لیا اور نبی پاک ﷺ کے پاس لے آئے۔

نبی رحمت ﷺ کی بچوں سے محبت، پیار، شفقت دیکھو، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بچو، سناؤ، میرا بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے؟ ذرا مجھے تو سناؤ، میرا بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے۔ ایک بچہ کہتا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر دوسرے بچے سے آپ ﷺ نے اذان سنی ہے۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ، صحابی رسول ﷺ بڑے ہیں، ابھی مشرکین قریش کے بچے ہیں، ابھی جناب مسلمان نہیں ہوئے، چھوٹے سے بچے ہیں۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب میری باری آئی، نبی پاک ﷺ نے میری گالوں پہ، رخساروں پہ ہاتھ رکھا ہے تو آپ ﷺ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سناؤ، میرا بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے؟ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، میری آواز بہت پیاری تھی اور بہت خوبصورت تھی، بڑی سریلی آواز، پیاری میں نے اذان سنائی۔ میں نے کہا، محبوب ﷺ جی! آپ کا بلال رضی اللہ عنہ ایسے اذان دیتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

رسول اللہ ﷺ اذان سنتے جا رہے ہیں، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان سناتے جا رہے ہیں، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان پڑھتے جا رہے ہیں، نبی پاک ﷺ سنتے جا رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں، تو نبی پاک ﷺ آسمان کی طرف چہرہ اٹھا لیتے ہیں، فرماتے ہیں، میرے اللہ اس بچے کو، اس کی اذان کے الفاظ قبول فرما لو، جو نیک لوگوں کی نقل اتارے، اللہ اس پہ بھی رحمت فرما دیتے ہیں۔ اللہ اس بچے کی اذان کے الفاظ قبول کر کے اللہ اس بچے کو مسلمان بنا دے۔

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے دل ہی دل میں دعا فرمائی تو آپ ﷺ کی دعا اثر کر گئی۔ ادھر سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان ختم ہوئی، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے دل میں مصطفیٰ ﷺ کی محبت بھی اتر گئی۔ اسلام کی محبت، دین کی محبت، اتر گئی۔ میں نے عرض کیا، محبوب ﷺ جی! کلمہ پڑھا لیں، مسلمان کر لیں، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، مسلمان ہو گئے۔ جب مسلمان ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے اپنی تھیلی مبارک نکالی اور

فرمایا: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ یہ چند درہم و دینار ہیں، میں محمد ﷺ کی طرف سے تحفہ، انعام قبول کرلو۔

اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹا بچہ پیاری اذان کہے، قرأت کرے، تلاوت کرے پیاری یا پیاری اذان پڑھے، اس کو انعام دینا بھی سنت ہے، سنت ہے، انعام دینا بھی پیغمبر ﷺ کی سنت، آپ ﷺ نے انعام عطا فرمایا تو سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! آپ نے انعام دیا ہے، میں نے قبول کرلیا ہے، اگر ایک اور رحمت کریں، انعام کردیں، فرمایا: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کیا چاہتے ہو؟ فرمایا: محبوب ﷺ جی! آپ نے تو واپس مدینہ چلے جانا ہے، آپ ﷺ کا بلال رضی اللہ عنہ بھی مدینہ چلے جائے گا تو مجھے جاتے جاتے بیت اللہ کا مؤذن بناتے جائیں۔

مکہ میں اعلان فرما دیں کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ، آج کے بعد بیت اللہ کا مؤذن ہوگا۔ نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا، سنو، اس بستی کے رہنے والو! جناب جس مکتبہ فکر ہائے سے تعلق ہے، پوری محبت سے، احترام سے، ادب سے، عقیدت سے، میرا پیغام سنیے، نوٹ کیجیے، تحقیق کیجیے، پڑتال کیجیے۔ بات غلط ہو تو دنیا وآخرت میں میرا گریبان پکڑیں، اگر بات صحیح ہو تو پھر تحقیق کیجیے، ریسرچ کیجیے، پڑھیئے، مطالعہ کیجیے، نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! میں اور میرا بلال رضی اللہ عنہ واپس مدینہ چلے جائیں گے، آج کے بعد بیت اللہ کا مؤذن ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ہوگا۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان دے گا، بیت اللہ میں۔ اگلی بات سنیے! فیصلہ کن بات سنیے، نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا مؤذن ہوگا اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ہی نہیں، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی قیامت تک بیت اللہ کی مؤذن رہے گی۔ میں محمد ﷺ بیت اللہ کا مؤذن ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو بنا کر جارہا ہوں اور اس کے بعد اس کی اولاد قیامت تک بیت اللہ کی مؤذن رہے گی۔

مسجد اہل حدیث کی ہو، اس میں مؤذن اہل حدیث کی جماعت مختص کرتی ہے اور وہ

رکھتی ہے جو ان کے ہاں صحیح عقیدہ رکھتا ہو، مسجد دوسرے فرقوں کی ہو، وہ اپنی مسجد میں مؤذن وہ رکھتے ہیں جو عقیدہ ان کے نزدیک صحیح ہو، اور میرے مصطفیٰ ﷺ نے سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کا مؤذن بنا کر اور قیامت تک اس کی اولاد کو بیت اللہ کا مؤذن، اذان کی ذمہ داری دے کر گارنٹی دے گئے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی صحیح ہے، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کا عقیدہ بھی قیامت تک صحیح ہے، یہ بیت اللہ کے مؤذن رہیں گے۔

پھر لڑائی تو ختم ہو گئی، جھگڑا تو ختم ہو گیا، بات ختم ہو گئی۔ سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے، حق پہ کون ہے، باطل پہ کون ہے؟ پھر لڑائی ختم ہو گئی، پھر مل کے آؤ، مکہ چلیں، آؤ مکہ چلیں، پھر آؤ، مدینہ چلیں، لڑائی ختم ہو گئی، جھگڑا ختم ہو گیا، آؤ مکہ چلیں، آؤ مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں، لڑائی ختم ہو گئی، جھگڑا ختم ہو گیا، سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے، حق پہ کون ہے، باطل پہ کون ہے، بات ختم ہو گئی، جھگڑا ختم ہو گیا، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا مؤذن ہے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس کی اولاد قیامت تک بیت اللہ کی مؤذن رہے گی، یعنی نبی پاک ﷺ کے ہاں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی صحیح ہے اور اس کی اولاد کا عقیدہ بھی حق ہے۔ پھر آؤ، مکہ چلیں، سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے وہ چشم و چراغ جو آج بیت اللہ کے مؤذن ہیں، یقین جانیئے! آج تک بیت اللہ کی اذان کی تولیت، نگرانی، ذمہ داری سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی ہی ہے۔ یہ پانچ اذانوں میں اور چھٹی تہجد کی اذان بھی بیت اللہ میں ہوتی ہے؟ چھ اذانوں میں سے ایک اذان لازمی ذمہ داری سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس ہے۔

ساری اذانوں کی تولیت، ذمہ داری، نگرانی سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے چشم و چراغ کے پاس ہے۔ پھر لڑائی ختم ہو گئی، جھگڑا ختم ہو گیا۔ آؤ مکہ چلیں۔ آپ میں سے جس آدمی کا دل چاہے، میں اسے اپنے ساتھ مکہ لے چلتا ہوں، اس آدمی سے ملانے کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں، جو آج بھی سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ میں سے ہے، اس کی نسل پاک سے ہے اور وہ بیت اللہ کا مؤذن بھی ہے۔ میں آج اس سے ملانے کے لیے تیار ہوں۔

اس سے پہلے سوال ہم مل کے کریں گے کہ کیا آپ پیغمبر ﷺ کے صحابی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ

کی اولاد میں سے ہیں؟ اگر وہ کہہ دے کہ ہاں ہاں میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں، پھر اہل مکہ سے پوچھیں کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہی ہیں یہ خاندان؟ اگر وہ سارے اہل مکہ کہیں کہ ہاں ہاں، یہ سارے کے سارے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد، یہ خاندان ان کی اولاد کا ہی خاندان ہے۔ پھر ہم پوچھیں کہ یہ بیت اللہ کا مؤذن ہے یا نہیں؟ اگر وہ بیت اللہ کے مؤذن ہوں، پھر ان کا عقیدہ پوچھیں گے، اگر وہ کہیں گے کہ عقیدہ تمہارا حق ہے، تو ہم تیرے عقیدے کو قبول کریں گے۔

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم اہل حدیث ہیں تو پھر آپ ہمارے عقیدے کو قبول کریں گے۔ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اس وقت بھی حق تھا، ان کی اولاد کا عقیدہ آج بھی حق ہے۔ ان کا باپ اس وقت بھی بیت اللہ کا مؤذن تھا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، ان کی اولاد آج بھی بیت اللہ کی مؤذن ہے اور وہ ساری کی ساری اہل حدیث ہے۔

ہم اس لیے اہل حدیث ہیں کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہلِ حدیث ہے۔ ہم اس لیے اہل حدیث ہیں کہ بیت اللہ کی چابی کے وارث کی اولاد عثمان سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل حدیث ہے۔ ہم اس لیے اہل حدیث ہیں، امام کعبہ، امام مکہ، امام مدینہ، مسجد نمبرہ کے امام عرفات کے امام حتیٰ کہ بیت اللہ کے مؤذن، بیت اللہ کے امام، بیت اللہ کی چابی کا نگران و ذمہ دار، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا نگران و ذمہ دار، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دینے والے لوگ، بیت اللہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام، مسجد قباء کے امام۔

وہ ساری بشارتیں وہ ساری خبریں صفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حق کے گروہ کی بیان فرمائی ہیں، وہ ساری کی ساری آج مسلک اہل حدیث کے اوپر پوری اترتی ہیں۔ اس لیے ہم اہل حدیث ہیں۔ آؤ مکہ چلیں، جا کر دیکھتے ہیں، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد، اہل حدیث ہے یا نہیں؟ جو ان کا مسلک ہوگا، وہ قبول کرلیں گے۔ اگر وہ اہل حدیث نہ ہوں تو آپ کا خرچہ بھی میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر وہ اہل حدیث بھی ہوں، بیت اللہ کے مؤذن بھی ہوں اور سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بھی ہوں تو آپ پھر مسلک اہل حدیث قبول کر

لیں، میں اپنے خرچ کا بھی مطالبہ نہیں کرتا۔

یہ بات اس لیے کی کہ تمہارے عقیدے کی اصلاح ہو جائے تا کہ قیامت کے دن جب مجھ سے پوچھا جائے تم اس چک میں گئے تھے، حق بات پہنچائی تھی یا نہیں؟ تو میں اپنی برأت کر کے بتا چکا، میں اپنی ذمہ داری پوری کر کے جا چکا۔ میں اپنی ذمہ داری پوری کر کے جا رہا ہوں۔ پوری امانت کے ساتھ دیانت کے ساتھ جرأت کے ساتھ، ہمت کے ساتھ، دلائل کے ساتھ، میں اپنی ذمہ داری پوری کر کے جا رہا ہوں، اگر چہ تم قبول کرو تو تب بھی، نہ کرو، تو تب بھی۔

اگر میں نے اس منبر پہ جتنی دیر گفتگو کی ہے، اگر میں نے جان بوجھ کر غلط بات کی ہو، قرآن و سنت سے ہٹ کر کسی کی کی اطاعت کی ہو تو قیامت والے دن ہاتھ آپ کا اور گریبان میرا ہو گا۔

اور اگر بات میں نے قرآن و سنت کے مطابق کی ہو، پھر اگر آپ مسلک اہل حدیث کو قبول نہ کریں تو قیامت والے دن ہاتھ میرا، گریبان آپ کا ہو گا۔

فیصلہ رب کرے گا، قرآن میرے سامنے ہے، قرآن پہ ہاتھ رکھ کے ہی یہ کہہ کر جا رہا ہوں، فیصلہ تیرا میرا رب کی عدالت میں قیامت والے دن ہو گا۔ اگر میں نے جان بوجھ کر کوئی غلط بات کی ہو تو ہاتھ تمہارا گریبان میرا۔

اور اگر تم میری روایات، دلائل کی روشنی میں مسلک کو پرکھو نہ، پڑتال نہ کرو، تحقیق نہ کرو، نہ سوچو سمجھو تو پھر لڑائی جھگڑا انتشار، اختلاف بنانے کی کوشش کرو، میری بات پہ غور نہ کرو، توجہ نہ کرو، پوری امانت یا دیانت کے ساتھ اس پہ غور کر کے تحقیق نہ کرو، مکہ نہ چلو، تحقیق نہ کرو، تو پھر ہاتھ میرا، گریبان آپ کا ہو گا۔

قرآن گواہ ٹھہرا، رب گواہ ٹھہرا، فیصلہ قیامت والے دن ہو گا۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



سیرت النبی ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

ذی وقار علمائے کرام!

توجہ فرمائیں!

جو آیت مبارکہ خطبہ شریف میں پڑھی، اس کا ترجمہ اور معنی اور مفہوم سمجھا کے اِن کر کے بات کو ختم کروں گا، وہ تمہاری قسمت ہے کہ جتنی جلدی میں تہیں سمجھا سکتا ہوں، تم لوگ سمجھ جاؤ۔ توجہ فرماؤ گے تو شاید چند منٹوں میں ہدایت سمجھ نصیب ہو۔ اگر توجہ نہ کی تو ایک سو بیس منٹ بھی ہو جائیں گے۔ یہ تمہاری توجہ سے ہے، ماشاء اللہ۔

توجہ فرمائیے، ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے نبی ﷺ! ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے خبریں دینے والے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾، اے غائب کی خبریں دینے والے۔ یہ تین ترجمے، تمہارے سامنے میں نے رکھے ہیں اور اگر میں اپنا ہی ترجمہ جو اہل الحدیث کا ہے، وہ بھی بیان کر دوں تو یہ انصاف نہیں۔ جو دوسرے احباب نے اس آیت کا وہ ترجمہ بھی بیان کر دوں، اہل الحدیث کا بھی بیان کر دوں، فیصلہ تم لوگوں نے کرنا ہے۔ صحیح کون سا ہے؟

اور قرآن وسنت کے دلائل کے مطابق کسی کا ترجمہ درست نہیں، اصل میں بات سمجھ میں اس وقت آتی ہے، جب انسان کا ذہن متعصب نہ ہو۔ ہم گھر سے ایک ذہن، ایک عقیدہ، ایک نظریہ، ایک فرقہ سے وابستگی لے کر آتے ہیں۔ اگر بات اس کے مطابق ہو تو کہتے ہیں، آج بات صحیح ہوئی ہے اور اگر اپنے مطالعہ مزاج کے خلاف بات ہو تو کہتے ہیں، بات

درست نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھر سے خالی ذہن لے کر آتے تھے، جو قرآن اور حدیث فرماتا تھا، وہ اس کے مطابق اپنا عقیدہ بنا لیتے تھے۔ ہمارے ذہن میں ایک عقیدہ پہلے ہی سے بھرا ہوا ہے، جو ہم گھر سے لے کر آتے ہیں۔ اپنے عقیدے کو مولوی کے بیان پر فٹ کرتے ہیں، اگر سمجھ آ جائے تو ٹھیک، نہ آئے تو مولوی نے ایسے ہی گھنٹہ دو گھنٹے ضائع کیے ہیں۔ اس لیے توجہ فرمانا، اور لوگوں نے قرآن و حدیث کی تعریف کی قسم اٹھائی، لیکن نزدیک نہیں آئیں گے، غور ہی نہیں کرنا، توجہ ہی نہیں کرنی۔

تلاشِ حق:

جس طرح سید کعب بن مانع، کعبی ہے اور یہودیوں کا بہت بڑا عالم تھا۔ زمانہ کفر میں اور اس کا مانع، وہ بھی یہودیوں کا بہت بڑا عالم تھا۔ باپ بیٹا یہودیوں کے پادری تھے، عالم تھے۔ کعب بن مانع نے نبی رحمت ﷺ کا زمانہ پایا، جس کو اسلام کی دولت ملی ہے، آپ ﷺ کے جانے کے بعد صحابی نہیں بن سکا، بھئی قسمت کی بات ہے، پیغمبر ﷺ کو دیکھا بھی ہے، پھر بھی صحابی نہیں۔ زیارت بھی کی ہے، دیدار بھی کیا ہے، آپ ﷺ کا زمانہ بھی پایا ہے، آپ ﷺ کو بار بار کئی مرتبہ دیکھا ہے، لیکن صحابی نہیں بن سکے، کیونکہ مصطفیٰ ﷺ کو حالت ایمان سے نہیں دیکھا۔

جب دیکھتا رہا ہے، تب اس کے گمان میں بھی نہیں تھا، جب چلے گئے تو مسلمان ہو گیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا ہیں، انہوں نے ایک بار پوچھا ہے، کعب خاص کوئی بات بتاؤ، وہ بڑا خوش نصیب ہو گا جو پیغمبر ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہو کر صحابی ہو جائے اس پر جہنم کی آگ یقینی طور پر حرام ہے۔ تمہیں پیغمبر ﷺ کے زمانے میں سمجھ نہ آئی، بعد میں آئی، تب مسلمان نہیں ہوا، بعد میں ہوا ہے، کیا وجہ ہے؟

کعب بن مانع رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اے عباس رضی اللہ عنہ! اصل میں بات اس طرح ہے کہ میرا باپ میرا ابو بہت بڑا عالم تھا یہودیوں کا، جب میرا باپ فوت ہونے لگا تو میں ان کے قریب

بیٹھا تھا، توجہ ہے؟ ماشاء اللہ۔ کعب کہتا ہے، میرا ابو فوت ہونے لگا، میں پاس بیٹھا تھا تو میرے ابو نے کہا، اے کعب، تم جانتے ہو، میں بہت بڑا عالم ہوں، مطالعہ بہت وسیع ہے، زبان بہت وسیع ہے، میرا ایک خاص مقام ہے یہودیوں میں۔ میرا فتویٰ چلتا ہے، حکم چلتا ہے۔ میری اتنی حیثیت ہے، یہودیوں میں، تو میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا، ابو جی! بتاؤ، کہنے لگا، بیٹا یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے، یہ میں نے لکھی ہے، اور اپنے پاس سے نہیں لکھی۔ یہ جو ہماری آسمانی کتاب تورات ہے، اس میں سے نچوڑ نکال کر لکھی ہے، یہ آسمانی کتاب کا نچوڑ ہے۔ میری وصیت یہ ہے کہ آسمانی کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں، ویسے پڑھنے کے لیے پڑھ لینا، جب کوئی مسئلہ پیش آئے، کوئی فتویٰ دینا پڑے تو میری کتاب کھولنا تو اس میں سے تمہیں فتویٰ مل جائے گا۔

توجہ ہے؟ غور کرنا، میری طرف، ان شاء اللہ۔ میں زیادہ دیر تمہیں بٹھاتا نہیں۔ بس تمہاری طبیعت کو سمجھانے کے لیے میں چند باتیں بیان کروں گا۔ بس انہیں سمجھ لینا تا کہ آگے پریشان نہ ہونا پڑے، پھر ان شاء اللہ میں بس کر دوں گا، کیوں بھئی ملنا تو وہی ہے جو اللہ نے لکھا ہے۔

حضرت کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابا جی نے کہا کہ اے کعب رحمہ اللہ! میں نے جو یہ کتاب لکھی ہے، یہ آسمانی اصل کتاب کا نچوڑ ہے، جب فتویٰ کی ضرورت پڑے، تو اس میں دیکھ لینا اور زیادہ ادھر ادھر کی مارنے کی ضرورت نہیں۔ کتابیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہی نچوڑ ہے۔ کہنے لگے، اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا پوچھتے ہو، میں ساری زندگی ابا جی کے نچوڑ پہ رہا، میں نے آسمانی کتاب کھولی نہیں، جب مسئلے کی ضرورت پڑتی تھی، میں ابا جی کی کتاب سے دیکھ کر بتا دیتا تھا، بس۔

نبی پاک ﷺ دنیا سے چلے گئے، سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا۔ میں ایک رات چارپائی پہ لیٹا سوچ رہا تھا کہ کعب یہودیوں کا فلاں عالم، فلاں عالم، فلاں عالم، مسلمان ہو گیا ہے، آخر انہوں نے بھی پیغمبر ﷺ کی کوئی حیثیت دیکھی ہے؟

کوئی اسلام کی خوبی دیکھی ہے تو مسلمان ہوئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو، تورات میں وہ مسئلہ ہو اور میرے ابا جی کی اس کتاب کے نچوڑ میں نہ ہو۔ میرے ابا جی کو غلطی نہ لگ گئی ہو۔ بھلا اصل کتاب کھولوں تو سہی، دیکھوں تو سہی۔

کہنے لگا، میں نے فیصلہ کر کے ابا جی کی کتاب کو تکیہ کے نیچے رکھا اور اصل کتاب کھول لی، جب اصل تورات کھولی، پڑھی اور مطالعہ کیا تو میں نے پیغمبر ﷺ کا نام بھی تورات میں پا لیا، پیغمبر ﷺ کی صفات بھی قرآن میں پا لی اور اللہ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی، کب؟ جب ابا جی کی کتاب کو چھوڑ دیا، تکیہ کے نیچے رکھا ہے۔ اصل کتاب کو کھولا ہے کہ ہو سکتا ہے، نچوڑ نکالنے والے سے غلطی ہو گئی ہو، بس اتنی سی گزارش ہے کہ ابا جی کے نچوڑ کو چھوڑ کے اصل کی طرف دیکھو، اگر اصل میں نہ ہو تو ہم مجرم ہیں۔ اگر ابا جی کے نچوڑ میں نہ ہو تو ہمارا کوئی قصور نہیں۔

سمجھ گئے ہو، اگر اصل میں نہ ہو تو ہم مجرم ہیں، اگر تمہارے ابا جی کے نچوڑ میں نہیں تو ہمارا کوئی قصور نہیں ہے اور اگر کوئی شک نہیں تو فیضان سنت مولانا الیاس قادری نے نچوڑ نکالا ہے، بہشتی زیور میں مولانا حاجی صاحب، نے نچوڑ نکالا ہے، پانچ سو مولویوں نے مل کے فتاویٰ عالمگیری میں نچوڑ نکالا ہے۔ مولوی نعمانی صاحب نے الہدایہ میں نچوڑ نکالا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے، نچوڑ نکالنے والوں سے غلطی ہو گئی ہو کہ وہ اصل کتاب اللہ غلطی سے پاک ہے۔

اصل کی طرف دیکھئے، جو ہم کرتے ہیں، اگر اصل میں نہیں ہے تو ہم تمہارے مجرم ہیں۔ ہم رفع الیدین کرتے ہیں، اگر اصل میں نہ ہو تو ہم مجرم ہیں، ہم اہل حدیث جو عمل کرتے ہیں، اگر اصل میں نہیں تو مجرم ہیں اور اگر تمہارے ابا جی کے نچوڑ میں نہیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں، توجہ ہے؟ غور فرمائیں۔

ایک ہوتا ہے، ابا جی کا نچوڑ، ایک ہوتا ہے، اصل خالص دین، اصل اور نچوڑ ان دونوں کو میں مکس کرتا جاؤں گا، ان شاء اللہ۔ تمہاری توجہ میری طرف رہے۔ اگر نچوڑ میں مسئلہ نہیں تو ہمارا قصور؟ ہمارا قصور تب ہے، اگر اصل میں نہ ہو، نچوڑ کیا ہے، اور اصل کیا ہے؟

علم غیب کون جانتا ہے؟

قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے؟ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵،۴۶)

آیئے! اصل کیا ہے، اور نچوڑ کیا ہے؟ قرآن کیا فرماتا ہے؟ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾

اے نبی ﷺ! یا ترجمہ کریں، اردو میں،

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾

اے خبریں دینے والے، ﴿یٰٓاَیُّهَا﴾ کا معنی، اے ﴿النَّبِیُّ﴾ کا معنی خبریں دینے والے، اور دوسرا معنی کون سا ہے؟ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ اے غائب کی خبریں دینے والے۔ غائب لفظ عربی کا ہے، یا پنجابی کا؟ عربی کا ہے نا، ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ میں لفظ غائب آیا ہے؟ نہیں آیا۔ اس لفظ میں اس آیت کے اس جملے میں یہ لفظ موجود نہیں، یہ غائب لفظ عربی کا ہے اور قرآن میں کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے؟ فرمایا:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ﴾ (النمل: ۶۵)

فرمایا، غائب کون جانتا ہے؟ لفظ غائب، قرآن میں استعمال ہوا ہے، لیکن ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ میں، اے نبی ﷺ! اس میں لفظ غائب موجود نہیں، پھر ترجمہ میں کیوں آیا ہے؟ جب قرآن میں نہیں، اصل میں نہیں، نچوڑ میں کیوں آیا ہے؟ اگر اصل میں نہیں تو نچوڑ میں کیوں ہے؟ میں ثابت کرتا ہوں، یہ نچوڑ میں ہے، اصل میں نہیں، کیوں؟ کہ جس نے ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ کا معنی، اے غائب کی خبریں دینے والے کیا ہے، اس نے غائب کا لفظ

بریکٹ میں ڈالا ہے، اور بریکٹ میں نچوڑ ہی ہوتا ہے۔

بریکٹ میں، اس میں بریکٹ ڈالنے کی ضرورت کیوں پڑی کہ اصل میں، اصل میں نہیں تھا، نچوڑ میں، اپنا نچوڑ جو نکالا ہے، وہ بریکٹ میں ڈالا ہے، بریکٹ اس کی مجبوری تھی، کیونکہ اصل میں نہیں، اصل میں کیا ہے؟ فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

اے خبریں دینے والے، ﴿النَّبِيُّ﴾ کا معنی خبریں دینے والے اور ﴿يَاأَيُّهَا﴾ کا معنی اے، اے خبریں دینے والے، کون سی خبر؟ جو آسمان سے پیغمبر ﷺ پر نازل ہوتی تھی۔

میرا دعویٰ ہے، نبی رحمت ﷺ نے ساری زندگی ایک خبر بھی اپنی طرف سے نہیں دی، جب تک آسمان سے وحی نہیں آئی، آسمان سے سیّد الملائکہ جرائیل علیہ السلام نہیں آئے، آسمان کی طرف سے پیغام نہیں آیا۔ عالم الغیب کی طرف سے پیغام نہیں آیا، بلکہ ایک دفعہ مشرکین مکہ سوالات لے کر آئے، نبی رحمت ﷺ کے پاس کہ خضر علیہ السلام کون ہیں؟ یا جوج ماجوج کی قوم کی حقیقت کیا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے؟ اور بنی اسرائیل مصر میں کیسے آئے؟

یہ چند سوالات لے کر آئے اور نبی پاک ﷺ نے سنا تو فرمایا: تمہارے سوال عام علمی سوال ہیں، تاریخی سوال ہیں، علمی سوال ہیں، اس کا جواب آج نہیں، کل دوں گا، آج نہیں، کل دوں گا، کل، مسئلہ قرآن میں بھی ہے، مسئلہ صحیح البخاری میں بھی ہے۔ اصل قرآن بھی ہے اور اصل بخاری بھی ہے۔ اب دونوں اصل ہیں، مسئلہ پر ذرا غور کرنا، فرمایا: آج نہیں، کل، انہوں نے کہا، ٹھیک ہے، کوئی مسئلہ نہیں۔

یہ سوال ہم نے بہت دور سے لکھوا کے منگوائے تھے، کیونکہ مشرکین مکہ اتنے پڑھے لکھے نہیں تھے، انہوں نے بڑے بڑے یہودی و نصاریٰ کے علماء کو خط لکھے کہ ہمارے پاس ایک پیغمبر ﷺ آئے ہیں، جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور عجیب عجیب خبریں بیان کرتے ہیں، لہٰذا کوئی ایسے سوالات بھیجو، جو ہم سوالات کریں اور وہ جواب نہ دے سکیں۔ اگر سچے ہوں تو جواب دیں، اگر خود ساختہ کوئی فیصلہ کیا ہو یا خود اپنے آپ نبی بنے ہوں تو پھر جواب

نہیں دے سکیں گے۔

انہوں نے چند سوالات بھیجے اور مشرکین مکہ لے کر آئے۔ نبی پاک ﷺ کے سامنے پیش کیے، فرمایا، کوئی بات نہیں، سوال بڑے عام ہیں، تاریخی ہیں، جواب کل دوں گا۔ انہوں نے کہا، کوئی مسئلہ نہیں، ایک دن کی کیا بات ہے، کل آ جائیں گے، اگلے دن آئے، نبی پاک ﷺ کے پاس اور کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا آج کا وعدہ تھا، ہم آ گئے ہیں، جواب دیں، فرمایا: میں جواب نہیں دے سکتا، کیونکہ، وحی نازل ہونے کے بعد میں جواب دیتا تھا، وہ وحی آئی نہیں، جس کی خبر پہ میں بیان کرتا تھا، وہ خبر آسمان سے نہیں آئی۔

لہٰذا، انہوں نے کہا، پھر بتائیں، فرمایا: کل آ جانا، انہوں نے کہا، ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں، ایک دن اور سہی، اگلے دن پھر آئے، نبی پاک ﷺ نے دیکھ کر فرمایا، ابھی بھی وحی نہیں آئی، کہنے لگے، پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا: کل آ جانا، روزانہ کل، کل کی بات ہوتی رہی، جب اٹھارہ دن گزرے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ابھی بھی نہیں آئی، کہنے لگے، پھر، فرمایا: اگلے دن آ جانا۔ پیچھے پلٹے تو کہنے لگے، لگتا ہے، اب رب بھی چھوڑ گیا ہے۔ اس پیغمبر ﷺ کو۔

اس رب نے اس پیغمبر ﷺ کو چھوڑ دیا ہے، بھلا دیا ہے، نعوذ باللہ۔ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، بات ختم ہو گئی ہے، سوال بہت عام تھے، کون جواب دے، پیغمبر ﷺ پریشان ہیں، جبرائیل علیہ السلام آ گئے، فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اٹھارہ دن کہاں رہے ہو؟ تم آئے نہیں؟ فرمایا: جب تک رب نہ کہے، میں جاتا ہی نہیں، فرمایا: پھر؟ آج تو وہ طعنہ دیتے تھے، کہ رب چھوڑ گیا ہے، رب نے بھلا دیا ہے، نعوذ باللہ پیغمبر ﷺ کو۔

جبرائیل علیہ السلام آیا؟ فرمایا، یہ وہی حساب تھا کہ پتہ چلے نچوڑ کیا ہوتا ہے؟ اور اصل کیا ہوتا ہے؟ فرمایا، آپ ﷺ نے خود کہا تھا، میں کل بتاؤں گا، جی، فرمایا، پھر بتا دیں۔ فرمایا، وحی نہیں آئی، اس کا مطلب ہے، غائب نہیں جانتے تھے، غائب کی خبر جبرائیل علیہ السلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب سے لے کر زمین پر مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئے تھے، آپ ﷺ نہیں جانتے تھے، قرآن نے کیا فرمایا؟

﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ﴾

اے خبریں دینے والے، سیّد الملائکہ جبرائیل علیہ السلام آئے، فرمایا: جبرائیل علیہ السلام اتنے دن کیوں نہیں آئے؟ فرمایا: مجھے تو مشرکین کہتے تھے، رب چھوڑ گیا ہے، فرمایا، محبوب ﷺ جی! رب نے اعلان کیا فرمایا، فرمایا:

﴿وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی o وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی o وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾

(الضحیٰ:۱۔۵)

ہر آنے والی گھڑی آپ ﷺ کے حق میں بہتر ہوگی۔

﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾

اتنا کچھ عطا کر دوں گا، کہ آپ ﷺ راضی ہو جاؤ گے۔ محبوب ﷺ جی! اگر ہم نے آپ ﷺ کو چھوڑنا ہوتا تو تب چھوڑ گئے ہوتے۔

﴿اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا﴾ (الضحیٰ:٦)

چھوڑنا ہوتا، اس وقت چھوڑ گئے ہوتے، جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کا والد پہلے ہی جا چکا تھا، تب نہیں چھوڑا تو اب کیسے چھوڑ سکتے ہیں، نہیں چھوڑا، آپ ﷺ کو بھلایا بھی نہیں۔ آپ ﷺ کو چھوڑا بھی نہیں، لیکن محبوب ﷺ جی! پندرہویں صدی کا مولوی قابو نہیں آنا، جب تک اللہ اٹھارہ دن وحی نہ بند کر دے، کیوں بند کی ہے؟ آپ ﷺ نے ہمارا نام نہیں لیا، ان شاء اللہ نہیں کہا۔ ہم نے وحی روک لی تاکہ بتائیں غائب جاننے والا یا غائب کی خبریں پیغمبر ﷺ پر صرف اللہ نازل فرماتا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ﴾

اے خبریں دینے والے، کون سی خبر؟ جو آسمان سے جبرائیل امین علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ میرا اور میری جماعت کا دعویٰ ہے کہ پیغمبر ﷺ نے جو بات بیان فرمائی ہے، وحی کے بغیر بیان نہیں کی۔ پیغمبر ﷺ مستقبل کی خبریں بیان کرتے تھے، لیکن وحی کے ذریعے سیّدنا

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول پیغمبر ﷺ نے بتایا ہے لیکن وحی کے بعد بتایا ہے۔ مہدی کا آنا بتایا ہے، لیکن وحی کے بعد بتایا ہے۔ دجال کا ظہور بتایا ہے، لیکن وحی کے بعد بتایا ہے۔ اس دن دنیا میں جنت کی بشارت فرمائی ہے، لیکن وحی کے بعد بتائی ہے۔

اُمّ حرم کی شہادت کی بشارت دی ہے، لیکن وحی کے بعد بتائی ہے۔ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر بتائی ہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی ہے تو وحی کے بعد دی ہے۔ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی ہے، وحی کے بعد دی ہے۔ میرے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی ہے، وحی کے بعد دی ہے۔ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی ہے تو وحی کے بعد دی ہے۔ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر وحی کے بعد دی ہے۔ قیامت کے نزدیک کچھ حالات ہوں گے، خبریں بیان فرمائیں، وحی کے بعد بیان کی ہیں۔

یہ بتایا، ہر گھر میں گانا عام ہوگا، وحی آئی تو تب فرمایا عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہوں گی، وحی آئی ہے تو تب بیان فرمایا۔ میرے پیغمبر ﷺ نے جو بیان فرمایا، وحی کے بعد بیان کیا ہے، وحی کے بغیر بیان نہیں کیا۔ آپ ﷺ کے ہونٹ نہیں کھلے، جب تک وحی نہیں آئی، زبان نہیں کھلی، جب تک وحی نہیں آئی، نبوت نہیں فرمائی، جب تک وحی نہیں آئی۔ زبان کو سکت حرکت نہیں دی، جب تک وحی نہیں آئی۔

پیغمبر ﷺ نہیں بولتے جب تک وحی نہیں آتی۔ آپ ﷺ وہ چیز نہیں کھاتے، جب تک اس کے حلال ہونے کی وحی نہیں آتی۔ جماعت ادا نہیں کرتے، جب تک اس باجماعت کی وحی نہ آئے، روزے کے مسائل بیان نہیں کرتے، جب تک وحی نہ آئے۔ جہاد کے احکام بیان نہیں کرتے، جب تک وحی نہ آئے۔ قرآن بیان نہیں کرتے، جب تک وحی نہ آئے۔ حدیث بیان نہیں کرتے، جب تک وحی نہ آئے۔ اپنے پاس سے کچھ نہیں کرتے، جب تک وحی نہ آئے۔

پیغمبر ﷺ کا بول اللہ کی وحی، آپ ﷺ کی تقریر اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا فعل اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا چلنا، اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا پھرنا، اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا سونا، اللہ کی

وحی، آپ ﷺ کا جاگنا اللہ کی وحی، آپ ﷺ کی ہر ادا اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا قیام اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا رکوع اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا سجدہ اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا تشہد اللہ کی وحی، آپ ﷺ کے وتر اللہ کی وحی، آپ ﷺ کی تہجد اللہ کی وحی، آپ ﷺ کی نماز اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا خضوع وخشوع اللہ کی وحی۔

آپ ﷺ کے سامنے کسی نے کوئی جملہ پوچھا، آپ خاموش رہے، تب اللہ کی وحی، آپ ﷺ کا نکاح ہوا، تب اللہ کی وحی۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو اللہ کی وحی کے بعد، پیغمبر ﷺ نے سیّدہ رقیہ اور سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح کیا تو رب کی وحی کے بعد۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ دیا تو وحی کے بعد۔ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی ہے، تو وحی کے بعد، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی تو وحی کے بعد۔

آیئے! اہل حدیث کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ تمہارا مسلک عقیدہ اس ہستی سے منسوب ہے، آپ لوگ جب بھی بات کریں اپنی مرضی ورائے سے، ہر فقہ میں، ہر امام کے قول میں، ہر امام کے مسلک میں غلطی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی رائے اور مرضی سے ہیں۔ اہل حدیث کے مسلک میں غلطی نہیں ہوسکتی، ہمارا امام محمد رسول ﷺ جب بھی بولتا ہے، جب چلتا ہے، جب پھرتا ہے، جو کرتا ہے، اس وقت کرتا ہے، جب آسمان سے وحی آئے، جیسے وحی محفوظ ہے ویسے مسلک اہل حدیث بھی غلطی سے محفوظ ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾

توجہ ہے؟ ماشاء اللہ۔ میرا دل کرتا ہے، میں ایک گھنٹہ اور بڑھا دوں، فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

اے ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے خبریں دینے والے، اے ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے خبریں دینے والے، کون سی خبر؟

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ٥ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ٥ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

﴿الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (النجم: ۱۔۴)
﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾

اے غائب کی خبریں دینے والے، غائب مولوی کا نچوڑ ہے، اصل کیا ہے؟ اے خبریں دینے والے۔ پتہ ہے مولوی نچوڑ کیسے نکالتا ہے، قرآن کے الفاظ کیا ہیں؟

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ (الکہف: ۱۱۰)

اے میرے محبوب ﷺ! فرما دیجئے، میں بشر ہوں، مثل تمہاری، لیکن میری طرف وحی آتی ہے، جب یہ آیت اتری تو اس کا ترجمہ مولوی صاحب نے پتہ نچوڑ کیسے نکالا؟

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکہف: ۱۱۰)

﴿قُلْ﴾ فرما دیجئے، ﴿اِنَّمَآ﴾ سوائے اس کے نہیں، ﴿اَنَا﴾ میں ﴿بَشَرٌ﴾ بشر ہوں، ﴿یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِّثْلُكُمْ﴾ تمہاری مثل، ﴿یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

فرما دیجئے، میں بشر ہوں، ظاہر صورت میں۔ بریکٹ میں ظاہر صورت میں، اس میں صورت کہاں سے آئی ہے؟ یہ کون سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ جو

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ (الکہف: ۱۱۰)

جو اس پورے قرآن جملے میں سے ظاہری صورت جس کا ترجمہ کیا گیا ہے، وہ لفظ دکھا دیں؟ اس مولوی کے منہ میں، میں رس گلہ ڈالوں، جو بتا دے کہ ظاہر صورت کا ترجمہ کس لفظ کا ہے؟ وہ کون سا لفظ ہے؟ اگر نہیں بتا سکتے تو یہ ترجمہ کیوں کیا؟ بریکٹ کیوں ڈالی ہے؟ مجبوری کیوں بنی؟ اس کا مطلب ہے پیغمبر ﷺ کے نور اللہ ہونے کی کوئی دلیل قرآن میں موجود ہے؟ اس لیے ہی تمہیں بریکٹ ڈالنے کی ضرورت پڑی ہے نا، کسی نہ کسی طرف سے نچوڑ نکالنا تھا، ان شاء اللہ۔

قوم نے اصل کو کھولنا ہی کھولنا ہے، اصل کیا ہے؟ فرمایا:
﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

(الکہف: ۱۱۰)

فرمایا: میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ! اعلان فرما دیجئے، میں بشر ہوں، مثل تمہاری، ﴿یُوْحٰۤی اِلَیَّ﴾ میری طرف وحی آتی ہے۔قرآن کیا فرماتا ہے؟

﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

اصل ترجمہ یہی ہے۔مولوی نے نچوڑ نکال کے مرضی لانے کی کوشش کی۔ پھر قرآن پہ غور کیجیے، ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ اے خبریں دینے والے، میرے پیارے حبیب ﷺ! اے امت کو خبریں دینے والے، رب سے خبریں لینے والے، امت کو خبریں دینے والے، جبرائیل امین علیہ السلام سے خبریں سن کے امت کو دینے والے، وحی کے بعد آگے خبریں پہنچانے والے، میرے محبوب ﷺ جی! ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ اے خبریں دینے والے۔

کون سی خبریں؟ فرمایا: جو میں نے آپ ﷺ کی طرف نازل فرمائی ہیں، یا آپ ﷺ کی آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے، وہ کون سی خبر ہے، جو ہم نے نہیں دیکھی، ہم نے پل صراط نہیں دیکھی، محبوب ﷺ دیکھ کے آئے ہیں، ہم نے جنت نہیں دیکھی، محبوب ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔آپ ﷺ کی جنت کی کوٹھی نہیں دیکھی، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔ہم نے جنت کے پھل نہیں دیکھے، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔ ہم نے حوض کوثر نہیں دیکھا، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔ہم نے آدم علیہ السلام پیغمبر نہیں دیکھا، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں، ہم نے سیّدنا نوح پیغمبر علیہ السلام کو نہیں دیکھا، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔

ہم نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہیں دیکھا، مصطفیٰ ﷺ دیکھ کے آئے ہیں۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام، سیّدنا یعقوب علیہ السلام، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر کو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، مصطفیٰ ﷺ کب دیکھ کے آئے ہیں؟

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

(بنی اسرائیل:۱)

غور کیجیے! میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام خبر جناب لاتے ہیں، یا وحی آتی ہے، پیغمبر ﷺ کو کچھ

چیزیں دکھائی گئیں، آپ ﷺ کو فرشتہ اصلی صورت میں دکھایا گیا۔ فرشتہ ذات انسان کو اصلی صورت میں نظر نہیں آ سکتا، لیکن نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں نے دو بار جبرائیل امین علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا۔ ہمیں جن اصلی صورت میں نظر نہیں آ سکا، لیکن محبوب ﷺ کو دکھایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے ایک جن آ گیا، اس نے میری نماز کو خراب کرنا چاہا، میں پکڑ کر باندھنے لگا تو مجھے سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا یاد آ گئی، آپ ﷺ نے کو اصلی صورت میں دیکھا۔

مصطفیٰ ﷺ کی جنات میں رات گزاری:

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی تو ایک اور حدیث صحیح البخاری میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کون ہے، تم میں سے جو آج رات میرے ساتھ گزارے؟ محبوب ﷺ جی کیا کرنا ہے؟ فرمایا: وہ میرے رات گزارنے کا بتائے، پھر میں بتاؤں گا، کہ کیا کرنا ہے۔ سیّدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! آج رات میں آپ ﷺ کے ساتھ گزاروں گا۔ نماز عشاء نبی پاک ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں پڑھائی۔

فرمایا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلیں، فرمایا، ہم چلے گئے، ہم ایک پہاڑی کے پاس گئے تو نبی پاک ﷺ نے دائرہ لگایا، دائرہ لگایا، دائرہ لگا کے فرمایا، عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس دائرے میں بیٹھ جاؤ، باہر نہ جانا۔ اس دائرے سے باہر نہ نکلنا، یہ جن نکالنے والے دائرہ نہیں لگاتے، یہ وہی دائرہ ہے۔ نبی پاک ﷺ نے دائرہ لگایا ہے، فرمایا: عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس دائرے میں بیٹھ جاؤ، باہر نہ نکلنا۔ دائرے میں بیٹھے رہنا، جب تک میں نہ آؤں، دائرے میں رہنا۔

جی محبوب ﷺ جی! عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ دائرے میں بیٹھ گئے، میرے محبوب ﷺ چلے گئے آگے، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے سفید سفید کپڑے میں دور سے کچھ چیزیں نظر آئیں، اور نبی پاک ﷺ چلے گئے اور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ ساری رات گزر گئی، فجر کا وقت ہوا تو نبی پاک ﷺ آ گئے۔ میرے پاس آئے، اور فرمایا: عبد اللہ رضی اللہ عنہ چلو، اٹھو چلیں۔ میں ساری رات دائرے میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہا۔

میں نے پوچھا، محبوب ﷺ جی! رات کہاں گزاری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ رضی اللہ عنہ! میں نے رات جنات کے ساتھ گزاری۔ میں نے آج رات جنات کے ساتھ گزاری۔ یا رسول اللہ ﷺ! جنات کے پاس جا کر کیا کیا ہے؟ فرمایا: میں نے ان پر قرآن پڑھا ہے، جنات پر قرآن پڑھا ہے، اور کیا پڑھا ہے؟ فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ (الرحمٰن:١-١٣)

فرمایا: میں نے رات جنات کے ساتھ گزاری ہے، ابھی بھی میں صحیح البخاری کی حدیث پڑھ رہا ہوں، ((وَاللَّيْلَةَ الْجِنَّ)) ابھی بھی مشہور ہے، حدیث بخاری میں کہ نبی پاک ﷺ نے جنات کے ساتھ رات گزاری ہے۔ ہم نے نہیں دیکھے، حضور ﷺ واقعی گئے تھے، ہم نے فرشتے نہیں دیکھے، میرے مصطفیٰ ﷺ واقعی گئے تھے۔ جو چیزیں ہم نے نہیں دیکھیں، مصطفیٰ ﷺ کو دکھائی گئی ہیں۔

ساتویں آسمان پہ لے جا کے دکھائی گئیں، پہلے آسمان پہ لے جا کے دکھائی گئیں، دوسرے آسمان پہ لے جا کے دکھائی گئیں، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں آسمان پہ لے جا کہ دکھائی گئیں۔ جنت کھول کر دکھائی گئی، سیر کرائی گئی، جنت کی نعمتیں دکھائی گئیں۔ پھر عذاب ہوتے بھی پیغمبر ﷺ کو دکھائے گئے، پیغمبر ﷺ کو عذاب کے مشاہدے کروائے گئے، پھر نبی پاک ﷺ کو عذاب جہنم لوگوں کو جیسے ہو رہا تھا، کہیں سود خور کا عذاب دیکھایا گیا۔

کہیں نچوڑ نکالنے والے مولویوں کو عذاب ہوتے ہوئے محبوب ﷺ نے دیکھا کہ نچوڑ

نکالنے والے مولوی جھوٹ بولنے والے مولوی، ان کی زبانیں قینچی سے کاٹی جا رہی ہیں۔ محبوب ﷺ نے دیکھا ہے، جنہوں نے خود نچوڑ نکالے، قرآن مجید سے، قرآن کو چھوڑ کے حدیث کو چھوڑ کر اپنی مرضی و رائے کے مطابق دین بنایا۔

قرآن کیا اعلان فرماتا ہے؟

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے خبریں دینے والے، ترجمہ کرتا ہے، ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ اے خبریں دینے والے، اے؟ صبح جب باہر نکلو تو مولوی صاحب سے کہو، ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ مولوی جی، اے غیب کی خبریں دینے والے مولوی کا نچوڑ ہے، اصل نہیں، قرآن کا معنی نہیں، حدیث کے مطابق معنی نہیں، اگر غائب کی خبر دینے والے پیغمبر ﷺ کا معنی کر دیا جائے اس جملے کا، اس کا مطلب پیغمبر ﷺ غائب جانتے ہیں، اگر غائب جانتے ہیں، تو وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا، اگر غائب جانتے ہیں، تو جبرائیل امین علیہ السلام کیوں آتا ہے؟ اگر غائب جانتے ہیں تو جبرائیل امین علیہ السلام کا انتظار کیوں رہتا ہے؟

اگر غائب جانتے ہیں تو جبرائیل امین علیہ السلام کیوں آتا ہے؟ اگر غائب جانتے ہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ قرآن فرماتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو کہے کہ آپ غیب جانتے ہیں، وہ اس آیت کا انکاری ہے:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف: ١٨٨)

اگر میں غائب جانتا ہوتا، مجھے کبھی تکلیفیں نہ آتیں۔ میں اپنے لیے بھلائیاں اکٹھی کر لیتا، اگر میں غائب جانتا ہوتا، ﴿وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾، اگر میں غائب جانتا ہوتا تو طائف کی وادی میں زخمی نہ ہوتا، ﴿وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾، اگر میں غائب جانتا ہوتا تو میرے وجود

کے اوپر گندی اوجھڑی نہ پھینکی جاتی، اگر میں غائب جانتا ہوتا تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف و پریشانی نہ آتی۔ اگر میں غائب جانتا ہوتا، مجھے دکھ و مصائب نہ آتے۔ اگر میں غائب جانتا ہوتا، میرے دندان شہید نہ ہوتے۔ اگر میں غائب جانتا ہوتا، مجھے تکلیف و پریشانی نہ آتی۔ اگر آئی ہے تو مانیے، کیا؟

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

(الانعام:۵۰)

اے محبوب ﷺ جی! اعلان فرما دیجئے، میں غائب جانتا؟ اس کا کیا ترجمہ ہے؟

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

پرائمری پڑھا بچہ بھی جانتا ہے کہ ﴿لَآ﴾ کا معنی کیا ہے اور ﴿اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ کا معنی کیا ہے۔ ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ اگر اب بھی نچوڑ نکالو تو پھر ایسے سمجھو کہ دماغ خراب ہو رہے، ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ محبوب ﷺ اعلان کیجیے، میں غائب نہیں جانتا، لہٰذا قرآن کی خصوصیت کا انکار ہوتا ہے، اگر مولوی کے نچوڑ کا معنی کیا جائے تو قرآنی آیت کا انکار ہوتا ہے، سچ اور صحیح معنی کیا ہے؟

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ اے خبریں دینے والے، ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ﴾ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو رسول ﷺ بنایا، رسول ﷺ کس نے بنایا؟ نبی پاک ﷺ کو رسول ﷺ کس نے بنایا؟ رسول ہوتا ہی وہی ہے، جس کو بنانے والا اللہ ہو، جو خود بن جائے؟ جو اپنے آپ ہی بن جائے، وہ رسول ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی رسول کیوں نہیں؟ خود بنا ہے۔ اندر بیٹھ کر، گھر بیٹھ کر، رسول بننے کی کوشش کی۔

اللہ کی لعنت سے جو خود بنے، اسے کون مانتا ہے؟ مرزا قادیانی خود رسول بنا۔ اسے کسی نے بنایا نہیں، اس نے خود بننے کی کوشش کی۔ مسیلمہ کذاب خود بنا، اسے رب نے نہیں بنایا، عدو الانسان خود بنا، رب نے نہیں بنایا، رسول تو وہ ہوتا ہے، ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ﴾ رسول کو بنانے والا اللہ ہوتا ہے، ہر رسول کو بنانے والا کون ہے؟ اللہ۔

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام: ۱۲۴)

اللہ بہتر جانتا ہے رسول کس کو بنانا ہے۔ یہ اللہ کا حق ہے، اللہ نے رسول بنایا پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو۔ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ﴾ رسول کو بنانے والا کون ہوتا ہے؟ اللہ ہی جو خود رسول بنے، وہ رسول نہیں ہوتا، منصب رسالت کا پہلا مقام عظمت شان کیا ہے کہ رسول کو بنانے والا کون ہوتا ہے؟ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ﴾ اے محبوب ﷺ جی! جب رسول ﷺ ہم نے بنایا ہے، رسول کون ہوتا ہے؟ جس کو اللہ بنائے، رسول وہ ہوتا ہے۔

ہمیشہ ہمیشہ انسانوں میں اور مردوں میں۔ اور نوریوں میں، فرشتوں میں، جنات میں سے بھی نہیں، انسانوں اور مردوں میں سے، عورتوں میں سے بھی نہیں؟ کوئی عورت نبی ہوئی ہے؟ ہو بھی نہیں سکتی، کوئی عورت نبی تھی؟ کوئی آئی بھی نہیں، آنی تو خیر ہے ہی نہیں، آئی بھی نہیں۔ کسی عورت کو نبی نہیں بنایا گیا، یہ ہوا ہے کہ عورت کے پیٹ میں سے اللہ نے نبی ضرور پیدا کیا، یہ مقام عظمت عورتوں کو نصیب ہوا لیکن عورتوں کو نبوت نصیب نہیں ہوئی۔

عورتوں کو ایک مسجد کی امامت بھی نہیں مل سکتی۔ مسجد میں اذان بھی نہیں دے سکتی اور جماعت بھی؟ پتہ کوئی نہیں جماعت کروا بھی دے۔ حافظ عبد اللہ نثار صاحب وہ بھی فرماتے ہیں، مسئلہ وہ سمجھاتے ہیں، کوئی مسئلہ بناؤ، ہمارے جیسا مولوی تو سمجھا بھی نہیں سکتا، وہ سمجھاتے ہیں کہ عورتوں کو امام کیوں نہیں بنایا گیا؟ فرماتے ہیں، اگر عورت کو امام بنا دیا گیا ہوتا، پھر مقتدی سارے آ جاتے، مسجد میں بیٹھے ہوتے، انتظار کر رہے ہوتے، کس کا؟ امام کا، گھر میں پیغام بھیجو، جماعت کا ٹائم ہو گیا ہے، ادھر سے پیغام آتا، دس منٹ انتظار کرو، ایسی بات ہے نا؟

اللہ نے مسجد کی امامت بھی عورت کو نہیں دی، اگر ایک مسجد کی امامت نہیں، تو پورے ملک کی حکومت کیسے مل سکتی ہے؟ یہاں تو ایم این اے بھی بنی پھرتی ہیں۔ کوئی ایم پی اے بنی پھرتی ہیں۔ کوئی ایم این اے بنی پھرتی ہیں، کوئی حکمران بنی پھرتی ہیں، جس کا حیاء ختم ہوتا ہے، وہ اسمبلی میں پہنچ جاتی ہے۔

قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے؟ فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ﴾

ہر رسول، اللہ پاک بناتا ہے اور نوریوں میں بھی نہیں بناتا اور ناریوں میں بھی نہیں بناتا۔ عورتوں میں بھی نہیں بناتا، صرف بشروں میں اور مردوں میں اللہ رسالت کا انتخاب فرماتا ہے۔ یہ اللہ پاک نے انتخاب کیا ہے، لیکن اہل حدیث یوتھ فورس کے نوجوانو! بات کو سمجھئے، اگر پیغمبر ﷺ نور من نور اللہ ہیں، تو پھر پیغمبر ﷺ بشر بھی نہیں۔ اگر تم کہو پیغمبر ﷺ نور من اللہ ہیں تو پیغمبر ﷺ میرا بشر ہی ہے؟ پورا قرآن پڑھو، جہاں بھی پیغمبر ﷺ کی بشریت بیان ہوئی ہے، فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ﴾ (الکہف: ۱۱۰)

میں خود بشر ہوں، لیکن میری طرف وحی آتی ہے، دوسرا مقام:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹۳)

اور کلمہ اسلام میں کیا ہے؟

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

جیسے پیغمبر ﷺ نور من نور اللہ نہیں، ایسے پیغمبر ﷺ کی بشریت بیان کرتے وقت زبان میں یہ یاد ہو کہ بشر بھی ہیں اور ساتھ ہیں لحد میں رسول بھی گئے ہیں اور جب لفظ رسول ﷺ آ جائے، پیغمبر ﷺ کے بارے میں زبان کو سوچ سمجھ کر بولا کرو، یہ عام ہستی اور شخصیت نہیں، ایسے ادب ہو جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے چچا جی ہیں، کسی نے پوچھا، اے عباس رضی اللہ عنہ! جی، آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہو یا نبی پاک ﷺ بڑے ہیں؟

پوچھنے والے کی نیت بس یہی تھی کہ عمر آپ کی زیادہ ہے یا رسول اللہ ﷺ کی زیادہ ہے۔ نیت پوچھنے والے کی یہ تھی کہ آپ کی بھی نیت یہی تھی، جواب میں فرما سکتے تھے کہ میں بڑا ہوں، نہیں، کیا فرمایا: واہ عباس رضی اللہ عنہ! آپ کی قبر پہ اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، آمین

ابن عم مصطفیٰ ﷺ کا رنگ ڈھنگ سکھایا ہے، کہیں یاد ہے، ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ، نے اپنی کتاب خطبات میں لکھا ہے، فرماتے ہیں، مواحد ہو کر مؤدب ہونا بڑا کمال ہے۔

بندہ مواحد بھی ہو اور ساتھ ادب کرنے والا بھی ہو، ایسا ہوتا ہے، جیسے سونے پہ سہاگہ ہے اور اگر توحید کی سوجھ بوجھ لگ جائے اور ادب زبان میں نہ رہے، نہ علماء کا، نہ اولیائے کرام کا، نہ آئمہ کرام کا، نہ بزرگ عالم دین کا، تو پھر اس توحید کا کوئی فائدہ نہیں۔ توحید کے ساتھ ساتھ مؤدب ہونا، مواحد کے ساتھ ساتھ، توحید پرست ہونے کے ساتھ ساتھ ادب کرنا ضروری ہے اور اہل حدیث کے جوانو، تم بھی غور کرو، جب تمہاری زبانیں کھلتی ہیں، علماء کے بارے میں تو پھر اللہ کی پناہ۔ فلاں مولوی ایسا ہے، فلاں ایسا ہے، فلاں ایسا ہے۔

زبان کھولتے ہو ان کے خلاف جو تمہارے دین میں، تمہارے عقیدے میں، اور تمہارے عمل کے رکھوالے اور چوکیدار ہیں۔ تم جانتے ہو، تم زمیندارا کرتے ہو، تمہارے ایمان کے چوکیدار، تمہارے علمائے اہل حدیث ہیں، ان کے خلاف زبان کھولتے ہو، جو تمہاری روح اور تمہارے عقیدے، تمہارے ایمان کی حفاظت کرنے والے، چوکیداری کرنے والے، ان کے خلاف زبان کھولنے سے پہلے ہزار بار سوچا کرو۔

پھر ایک وقت آتا ہے، کہیں یاد ہے، علامہ شہید رحمہ اللہ فرما گئے، کبھی یاد کرو، تو یاد رہے۔ پانچواں سوال، ہم نہیں ہوں گے، کہاں گئے علامہ صاحب رحمہ اللہ، کبھی یاد کیا کرو گے، اس وقت کو، اس وقت ہم نہیں ہوں گے، کہاں گئے علامہ شہید رحمہ اللہ، کہاں گئے یزدانی شہید رحمہ اللہ۔ کہاں شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، کہاں گئے، وہ مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، کبھی یاد کیا کرو گے، لیکن اس وقت ہم نہیں ہوں گے۔

ہاں ہم نہیں ہوں گے لیکن دیکھ لو، وہابی، حافظ و عالم ابھی بھی ہیں۔ علامہ صاحب، یہ میرے اس وقت کے بزرگ ہیں، جب ہم پڑھتے تھے، یہ ہماری تربیت کرنے والے ہیں اور یہ بیٹھے ہیں۔ مجھے کھینچ کر مدرسہ میں ڈالنے والے تمہارے سامنے بیٹھے ہیں، جنہوں نے مجھے سکول سے کھینچ کر مدرسہ میں ڈالا اور میں جس مقام پر بیٹھا ہوں، یہ سب اللہ کا فضل ہے، اس

بزرگ کی محنت ہے، اللہ ان کی دنیا بھی بہتر کر دے، آخرت بھی بہتر فرما دے۔ آمین۔ جو اپنے محسنوں کو یاد نہیں رکھتا، اسے پھر تم یاد کیوں رکھتے ہو؟

توجہ ہے؟ ماشاء اللہ۔ تھک تو نہیں گئے؟ فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، اے عباس رضی اللہ عنہ! آپ بڑے ہیں یا اللہ کے نبی ﷺ بڑے ہیں؟ آپ بڑے ہو یا اللہ کے نبی ﷺ بڑے ہیں؟ پوچھنے والے کی نیت کیا ہے کہ عمر آپ کی زیادہ ہے یا نبی پاک ﷺ کی؟ تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا، فرمایا: عمر میں، میں بڑا ہوں، شان میں میرے محمد ﷺ بڑے ہیں۔ شان میں میرے مصطفیٰ ﷺ بڑے ہیں، عمر میری زیادہ ہے اور شان رسول اللہ ﷺ کی زیادہ ہے۔

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ﴾ (الاحزاب: ٤٥)

رسول وہ ہوتا ہے، جسے بنانے والا؟ جس کو بنانے والا اللہ ہو، رسول اللہ ﷺ، جیسے آپ نور من نور اللہ نہیں، ایسے آپ ﷺ کی طرح بشر بھی نہیں، جیسے ہمیں طعنہ دیتے ہو کہ تم حضور ﷺ کی نورانیت کو نہیں مانتے، میں کہتا ہوں، تم کبھی بشریت سے آگے گئے بھی ہو۔ اللہ کے بندو، تم کیا بیان کرتے ہو؟ مڑ مڑ کر حضور ﷺ کی ولادت، میلاد ہی بیان کرتے ہو، تو جس نے کہا ولادت تو حضور ﷺ کی بشریت ہے، ولادت پیغمبر ﷺ کی بشریت ہے۔

آپ ﷺ کا جوتا، آپ ﷺ کی کملی، آپ ﷺ کا نعلین، یہ حضور ﷺ کی بشریت ہے اور رفع الیدین حضور ﷺ کی سنت ہے۔ رفع الیدین کرنا آپ ﷺ کی سنت سنت ہے، اہل حدیث آپ ﷺ کی سنت بھی بیان کرتا ہے، آپ ﷺ کی بشریت بھی بیان کرتا ہے، آپ ﷺ صرف بشر نہیں، آپ ﷺ کی ذات بشر ہے، نبوت آپ ﷺ کی امت کے لیے نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ آیئے!

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

خبریں دینے والے کو رسول ہم نے بنایا ہے، ﴿شَاهِدًا﴾ اور ساتھ گواہ بنایا ہے، ﴿شَاهِدًا﴾ کا معنی کیا ہے؟ گواہ اور ﴿شَاهِدًا﴾ حاضر ناظر، اے حاضر ناظر، یہ حاضر ناظر کس کا معنی ہے؟ ﴿شَاهِدًا﴾ کا معنی تو گواہ ہے، اور گواہ تو وہی ہوتا ہے جو پاس ہو، ﴿شَاهِدًا﴾ کا معنی گواہ، اور گواہ جو ہوتا ہے، پاس ہونا چاہیے، لہٰذا حاضر ناظر بن گئے۔ آپ ﷺ ہر جگہ موجود اور حاضر ناظر ہیں۔

میں نے کہا، نہیں یہ معنی نچوڑ کا ہے، قرآن کا یہ معنی نہیں، حدیث کے مطابق معنی نہیں، مشاہدہ کا معنی گواہ ہوتا ہے، کہتے گواہ پاس ہوتا ہے؟ میں نے کہا، پاس ہونا ضروری نہیں۔ کہتے، کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا، قرآن میں لکھا ہے۔ یہ سیّدنا یوسف پیغمبر علیہ السلام کو زلیخہ نے اندر بلایا ہے، اندر لے کر گئی، سیّدنا یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی، سیّدنا یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں، میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ آواز آئی، یوسف علیہ السلام پیچھے کو دوڑو، دروازے بند ہیں، فرمایا: پیچھے دوڑو تو سہی۔ سیّدنا یوسف پیغمبر علیہ السلام پیچھے کو دوڑے، سارے دروازے اللہ کے فضل سے کھلتے ہوئے پائے۔

جب سارے دروازے گزر کر آخری دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کھلا، آگے جناب عزیز مصر کھڑا ہے، یوسف علیہ السلام رک گئے، پاؤں رک گئے، تھم گئے، کھڑے ہو گئے، پیچھے زلیخہ آئی تو کہتی ہے، اس بندے کی کیا سزا ہونی چاہیے جو آپ کی اہلیہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاؤں تلے زمین نکل گئی، یہ اندر کیا کہتی تھی، اب کیا کہہ رہی ہے۔ عزیز مصر باہر پریشان کھڑا ہے، اب کیا کیا جائے؟

اس کا قصور ہے یا اس کا گناہ ہے؟ شش و پنج میں ہے، یوسف علیہ السلام کا قصور ہے یا میری بیوی کا قصور ہے۔ اس شش و پنج میں کھڑا ہے کہ میں کیا کروں؟ تو قرآن کیا فرماتا ہے؟

﴿وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ (یوسف : ٢٦)

وہ شاہد بنا ہے جو پاس موجود نہیں تھا، یا دیکھ رہا تھا وہ، جس نے گواہی دی، وہ اندر دیکھ رہا تھا؟ نہیں،

﴿وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ (یوسف: ۲۶)

اس نے گواہی دی ہے جو پاس موجود نہیں تھا، گواہی دیتا ہے لہٰذا، شاہد کا پاس ہونا ضروری نہیں۔ اگر ایسے سمجھ نہیں آئی تو ایک اور حدیث سنیے!

میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ نے جانور خریدا اور یہودی سے سودا کیا ہے، سودا طے کرنے کے بعد نبی پاک ﷺ کے ساتھ آیا، پیسے گھر میں ہیں، قیمت گھر میں ہے۔ سودا ہوگیا ہے، لہٰذا جانور مجھے پکڑا دو، میرے ساتھ چلو، وہ آ رہا تھا، راستے میں کسی نے اس یہودی سے پوچھا، جس نے جانور فروخت کیا کہ یہ جانور تمہارا ہے، جی میرا ہے، کتنے کا ہے؟ جی اتنے کا ہے۔ اس نے کہا، میں اس سے زیادہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ بیچ دیا ہے؟ کہتا نہیں بیچا نہیں۔ جب پیسے زیادہ ملے، یہودی مکر گیا تھا، کہتا، میں نے نہیں بیچا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارا میرا سودا نہیں ہوا؟ کہتا نہیں ہوا۔ فرمایا: ہوا ہے، وہ کہنے لگا، اگر ہوا ہے تو پھر گواہ لے کے آؤ؟ اگر ہوا ہے تو پھر کوئی گواہ لے کر آؤ؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب تیرا میرا سودا ہو رہا تھا تو پاس کوئی موجود ہی نہیں تھا تو گواہ کہاں سے لے کر آؤں؟ کہنے لگا، گواہ لے کر آؤ، وگرنہ سودا نہیں ہوا۔ خزیمہ بن صادق رضی اللہ عنہ ادھر سے آ رہے ہیں۔ فرمایا: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: خزیمہ رضی اللہ عنہ اس طرح اس کا اور میرا سودا ہوا ہے، یہ کہتا ہے، گواہ لے کر آؤ، تو لہٰذا تم گواہی دیتے ہو؟ سیّدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی، میں گواہی دیتا ہوں، کہ آپ ﷺ نے سودا خریدا ہے، اس سے اور اس نے فروخت کیا ہے۔

وہ کہنے لگے، یہ تو پاس موجود ہی نہیں تھا۔ شاہد ہوتا ہی وہ ہے جو پاس ہے گواہ، ہوتا ہی وہ ہے جو پاس ہو، پتہ چل گیا ہے مشرکوں کا شروع سے یہ عقیدہ ہے، گواہ وہ ہوتا ہے جو یہ دیکھ لے، مشرک کہتا ہے، پاس نہیں تھا، اس نے کہا، تم نے گواہ مانگا ہے، میں گواہی دیتا ہوں، گواہی قبول ہو گئی۔ آپ ﷺ نے جانور خرید لیا، لے لیا، پیسے دے دیئے۔ نبی پاک ﷺ آئے، فرمایا: سیّدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ تم پاس نہیں تھے، لیکن تم نے گواہی کیوں دی؟ تم اس وقت پاس تو نہیں تھے، پھر گواہ کیسے بن گئے؟

فرمایا: تم نے کیسے گواہی دی؟ یا رسول اللہ ﷺ! ایک جانور کا مسئلہ ہے، ہم نے آپ ﷺ کے کہنے پہ پتہ نہیں کون کون سی گواہیاں دے چھوڑی ہیں۔

((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

محبوب ﷺ جی! آپ نے فرمایا، جنت ہے، ہم نے دیکھی نہیں، پھر بھی مان لیا، آپ ﷺ نے فرمایا، قبر کا عذاب ہوتا ہے، دیکھا نہیں، پھر بھی مان لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، فرشتے ساتھ موجود ہیں، ہم نے دیکھے نہیں، پھر بھی مان لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے پل صراط کے بارے میں فرمایا، بال سے باریک ہے، تلوار سے تیز ہے۔ ذرا مانو سوچ سے، پل صراط بال سے باریک ہے، تلوار سے تیز ہے، عقل نہیں مانتی لیکن کیوں مانتے ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے۔ محبوب ﷺ جی! آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے، مان لیا۔ پھر یہ گواہی کیسے نہیں ہو سکتی تھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سنو! آج کے بعد جس مقدمے میں میرا خزیمہ رضی اللہ عنہ گواہی دے گا، اس کی ایک گواہی دو کے برابر ہو گی، کیونکہ اس نے گواہی دی، پاس نہ ہونے کے باوجود پھر بھی اس نے گواہی دی۔ لہٰذا قرآن وحدیث سے ثابت ہوا، گواہ کا پاس ہونا ضروری نہیں۔ شاہد کا معنیٰ گواہ ہے، یہ کون سی گواہی ہے؟ یہ خاص کس کی طرف اشارہ ہے؟

جامع ترمذی کی حدیث پڑھیے، تم بات چھپاتے ہو، تم پاس سے نچوڑ نکالتے ہو، امت کو گمراہ کرتے ہو۔ حدیث ترمذی کی پڑھیے، جامع ترمذی کی حدیث صحیح پڑھیئے، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا! کل قیامت کا دن ہو گا، اللہ کے سامنے سب انبیاء علیہم السلام کھڑے ہوں گے۔ رب پوچھے گا، اے انبیاء علیہم السلام! تمہاری قوموں نے تمہیں کیا جواب دیا؟ یا اللہ! ہمیں ان قوموں نے جھٹلایا، رب ان قوموں سے پوچھے گا، تمہارے پاس یہ نبی گئے، نوح علیہ السلام پیغمبر گئے تھے، لوط علیہ السلام جیسے، صالح علیہ السلام جیسے، شیث علیہ السلام جیسے انبیاء علیہم السلام بھیجے، تم نے ان کو کیوں جھٹلایا؟ یہ نبی کہیں گے، یا اللہ! انہوں نے ہم کو جھٹلایا۔ یہ قومیں پتہ ہے کیا کہیں گی؟

یا اللہ! یہ سارے نبی ہمارے پاس آئے ہی نہیں، یہ نبی آئے ہی نہیں۔ اگر آئے ہیں تو کوئی گواہ لے کر آئیں، اگر یہ نبی آئے ہیں، تو اپنی نبوت کا کوئی گواہ لے کر آئیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب ساری قومیں انکار کریں گی، انبیاء علیہم السلام کی آمد کا، تو انبیاء علیہم السلام کہیں گے، یا اللہ! ہماری گواہی دے گی، مصطفیٰ ﷺ کی امت دے گی۔ حضور ﷺ کی امت سے گواہی لے لیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب میری امت آگے ہوگی، گواہی دے گی، کہے گی یا اللہ! یہ انبیاء علیہم السلام سچے ہیں، تو میں جھوٹ بول رہی ہیں۔

یہ واقعی گئے ہیں، انہوں نے مانا نہیں، تو مشرک کہیں گے، اللہ جی یہ وہ گواہ ہیں جو پاس نہیں تھے۔ قیامت والے دن مشرک بہت ضدی ہیں، یہ دنیا میں نہیں مانتا، قیامت کو بھی نہیں مانتا۔ پھر مشرک کیا کہہ رہا ہے، رب کے دربار میں بھی کہ اے اللہ! یہ گواہ کیسے گواہ ہیں، جو پاس موجود نہیں تھے۔ گواہ تو وہ ہوتا ہے جو پاس موجود ہو۔ یہ اس وقت نہیں تھے، جب یہ نبی آئے یا ہم آئے تھے۔ اس وقت تو یہ امت ہے ہی نہیں تھی۔ یہ قوم ہے ہی نہیں تھی، پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ ان کی گواہی کیسے قبول ہوگی؟ گواہ وہ ہوتا ہے جو پاس موجود ہوتا ہے۔

رب پوچھے گا، اے امت محمد یہ ﷺ! تم بعد میں پیدا ہوئے، تم کیسے گواہ بن سکتے ہو؟ ہم کیا کہیں گے، امت کیا کہے گی؟ یا اللہ! ہم نے کیوں گواہی دی ہے، اگرچہ ہم پاس موجود نہیں تھے، ہم حاضر و ناظر نہیں تھے، پھر بھی شاہد ہیں، کیوں؟ یا اللہ ہم نے آپ کا قرآن پڑھا ہے، نبی پاک ﷺ کی زبان سے سنا ہے۔ قرآن پڑھا ہے، قرآن پڑھا ہے، کیا؟

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ○ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ○ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ○ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا ○ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا ○ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ○ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا ○ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا﴾ (الشمس: ١-١٥)

یا اللہ! یہ انبیاء علیہم السلام گئے ہیں۔

﴿وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا﴾ (الاعراف: ۸۵)

ہم نے قرآن پڑھا، پیغمبر ﷺ کی حدیث پڑھی، اگر چہ ہم پاس موجود نہیں تھے، لیکن قرآن کی یہ گواہی آئی ہے۔ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جب میری امت گواہی دے گی، قرآن کا حوالہ دے گی، میری حدیث کا حوالہ دے گی، تو مشرک پھر بھی کہیں گے، یہ پاس موجود نہیں تھے۔ اللہ فرمائے گا، اے امت محمدیہ ﷺ! کوئی تمہارا گواہ ہو، تم تو ان کے گواہ ہو، یہ تو تمہیں بھی جھٹلا رہے ہیں، تم سے اوپر کوئی گواہ ہے؟ تو امت کہے گی، یا اللہ! وہ جنہیں آپ ﷺ نے شاہد بنایا ہے۔

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

محبوب ﷺ فرماتے ہیں، جب میری باری آئے گی، میری امت کو جھٹلایا جائے گا، جب میں آگے بڑھ کے کہوں گا، یا اللہ میری امت بھی سچی ہے اور سارے انبیاء علیہم السلام بھی سچے ہیں، لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب میری گواہی کا مشرکین انکار کریں گے، اللہ فرمائے گا، جو محمد ﷺ کو شاہد نہیں مانتا، گواہ نہیں مانتا، پکڑ لو فرشتو، جہنم میں پھینک دو۔ انہوں نے جھٹلایا ہے، میرا مصطفیٰ ﷺ سچ کہہ رہا ہے۔ ان کو تو میں نے ساری کائنات کے اوپر گواہ بنایا ہے۔

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

آپ ﷺ جیسے شافعِ محشر ہیں لیکن اس سے زیادہ قیامت والے دن استعمال ہونی ہے، جیسے ساقیِ کوثر ہیں، یہ صرف قیامت کو استعمال کرنی ہے، ایسے ہی پیغمبر ﷺ شاہد ہیں۔ یہ صفت قیامت کے دن میرے مصطفیٰ ﷺ کی واضح ہوگی۔

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

آپ ﷺ خوشخبریاں دینے والے، کیسی خوشخبریاں دینے والے؟ میرے مصطفیٰ ﷺ خوشخبریاں دینے والے، سنیے! خوشخبریاں دینے والے، اور پیغمبر کون ہوتا ہے؟ جس کو بنانے

والا؟ اللہ ہے اونچی بولو، رسول ﷺ کون ہوتا ہے؟ جو مردوں میں، بشروں میں اللہ انتخاب فرمائے۔ رسول کون ہوتا ہے؟ جو بھول جائے اور امت کے لیے دین بن جائے، بھول بھی جائے تو امت کے لیے دین بن جائے، بھول جائے تو پھر بھی امت کے لیے دین بن جائے۔

نماز میں بھول:

جیسے آپ ﷺ کی بخاری و مسلم کی حدیث ہے، آپ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، راوی ہے، دونوں نمازوں میں کوئی ایک نماز ہے، ظہر کی چار رکعت ہیں یا عصر کی چار رکعت ہیں، آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھائی ہیں، ظہر عصر کی کتنی رکعت ہیں؟ تو آپ ﷺ نے دو پڑھائیں، سلام پھیرا، سلام پھیر کر حضور ﷺ باہر چلے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے ہیں، مجال کسی کی نہیں کہ کوئی کچھ بول سکے۔ ہمارے پاس تو پتہ کیا کہتے ہیں کہ نماز مولوی صاحب بھول گئے ہیں، سلام پھیرتے ہی مولوی صاحب آپ کا دھیان کہاں تھا، دوکان پہ رہتے ہو، آپ کو پتہ نہیں، کہاں خیال ہوتا ہے، کبھی اپنی کرتوت پہ غور نہیں کیا۔

نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے، حدیث کیا ہے، مسئلہ کیا ہے، جب مقتدی صحیح وضو نہ کرے، امام نماز بھول جاتا ہے، مقتدیوں کا وضو صحیح نہ ہو تو امام نماز بھول جاتا ہے، اپنا وضو ٹھیک نہ کرنا، مولویوں کو نہ چھوڑنا، اور اگر حقہ پی کے آتے ہو، وضو ہے؟ جو حقہ پی کر آتا ہے، وضو کہاں رہ گیا ہے؟ جو سگریٹ پی کر آتا ہے، بدبو لے کر مسجد میں آکر کھڑا ہوتا ہے، امام بھول جائے تو امام کا قصور نہیں، تمہارے وضو کا قصور ہے۔

محبوب ﷺ نے کیا فرمایا، حدیث کیا ہے، مسئلہ کیا ہے، شریعت کیا ہے، دین کیا ہے؟ اگر مقتدیوں کا وضو صحیح نہ ہو تو امام نماز بھول جایا کرتا ہے۔ کئی بے وضو کھڑے ہوتے ہیں، کسی نے پوچھا، بابا جی سے وضو کے بغیر نماز ہو جاتی ہے، اس نے کہا، ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا، دلیل دو، کہتا، کئی بار پڑھی ہے۔ ایسے ہی ہو جاتی ہے۔ او بے وضو! نماز؟ بے وضو پیچھے کھڑے ہوں وضو قبول نہیں، کسی کی ایڑھیاں خشک ہیں، کسی کے ہاتھ خشک ہیں، کسی کے جناب بال

خشک ہیں، کسی کا اتنا چہرہ خشک ہے، کسی کا کانوں کا مسح صحیح نہیں، کسی کا سر کے مسح صحیح نہیں، کسی کی داڑھی کا خلال نہیں، جس کی ہے ہی نہیں، اس کا حلال کیا ہونا ہے۔

او جناب! جس کا وضو صحیح نہیں، نماز پہ اثر پڑ جاتا ہے۔ امام کا اس لیے خیال نماز میں نہیں رہتا، وضو صحیح قابل کیا کرو۔ صحیح طرح وضو کرو گے تو نماز میں خشوع و خضوع آئے گا، امام نماز نہیں بھولے گا، کم بھولے گا، بہت کم بھولے گا۔ اگر نماز سے پہلے وضو کا خیال رکھو، سنت کے مطابق وضو کرو، نبی رحمت ﷺ نے کیا فرمایا ہے، آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھائی، سلام پھیرا، باہر تشریف لے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجال ہے، اگر پوچھ لیں، حضور پاک ﷺ چلے گئے، پیچھے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ بھول تو نہیں گئے یا نماز کم ہو گئی ہو۔

کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، رہنے دو، پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، کسی نے کہا، یار پوچھ تو لو، کسی کی کیا مجال، ادب واحترام اتنا ہے، کون پوچھے، صحابہ رضی اللہ عنہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ کوئی پینڈو آئے، سوال کرے اور ہمیں بھی مسئلہ کا پتہ چلے۔ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے بولنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ بیٹھے رہتے تھے، ادب واحترام سے۔

اب تو تم وہابیوں میں اتنا ادب واحترام ہے، اللہ کی رحمت سے، کئی بار جمعہ پڑھا کے بیٹھے ہوں، منبر پہ یا مصلہ پہ، ایک بندہ آ گیا، مولوی صاحب! ایک مسئلہ پوچھنا ہے، اچھا پوچھو جی، ایک وتر پڑھا جا سکتا ہے؟ ساتھ دوسرا مقتدی، ساتھ اور بھی بیٹھے ہیں، اور بھی بیٹھے ہیں، وہ مسئلہ پوچھتا ہے، مولوی صاحب! ایک وتر پڑھا جا سکتا ہے؟ ایک پاس سے وہابی بولا، تمہیں یہ بھی نہیں پتہ، تمہیں نہیں پتہ کہ پڑھا جا سکتا ہے، یہ لکھا ہے، حدیث میں آتا ہے، پڑھا جا سکتا ہے۔ پوچھا کس سے ہے؟ بولا کون ہے؟

مقتدی صاحب نے یہ بول دیا ہے، پوچھا مولوی صاحب سے ہے، تم کیوں بولے ہو؟ دیکھیے اتنا ادب واحترام صحیح البخاری نبی پاک ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہیں مسئلہ پوچھا، ہے، سوال پوچھا ہے، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بتاؤ، وہ کون سا درخت ہے، جس کے پتے نہیں گرتے، وہ

کون سا درخت ہے جس کی ہمیشہ مومن سے اللہ پاک نے مثال دی ہے، مومن سے درخت کے معنی ہیں، جناب مثال بیان فرمائی ہے، وہ کون سا درخت ہے؟ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، سوال کا جواب اللہ کے فضل سے میرے علم میں تھا، لیکن مجلس میں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، ان کے ہوتے ہوئے جواب دیتے حیاء محسوس ہوئی، جواب نہیں دیا۔

علماء بیٹھے ہوں تو اللہ کی رحمت سے او وہابیو نہ بولا کرو، چپ کر کے بیٹھ جایا کرو۔ جس سے پوچھا جائے، وہ جواب دے، وہ مسئلہ تمہارے لمٹ میں بھی ہوگا، میں بھی سمجھتا ہوں، وہ مسئلہ تم میں بھی ہوگا لیکن پھر بھی عالم کو بولنے دو، کیوں؟ ہوسکتا ہے کوئی ایسا جواب دے، ایسا نقطہ بیان کر دے اور تمہارے علم میں اور اضافہ ہو جائے۔ عالم کے سامنے خاموش رہو، جس سے پوچھا گیا ہے، وہ جواب دے۔ ہم تو وہابی خود ہیں یہ کون سی بات ہے، تم مجھ سے پوچھ لیتے آ کر یہ مسئلہ۔ یہ مسئلہ میں تمہیں بتاتا ہوں، یہ کوئی مسئلہ ہے، یہ تو میں بھی جانتا ہوں، یہ تو مجھے بھی پتہ ہے۔

سنیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت پاک کیا ہوتی تھی کہ عشاء کی نماز کے وقت بیٹھے بیٹھے انتظار کرتے کرتے اونگھ آتی، گر پڑتے تھے، لیکن مجال تھی کسی کی جماعت کروائے، انتظار کرتے تھے کہ حضور ﷺ آئیں گے تو جماعت کروائیں گے۔ آپ ﷺ بیٹھے ہیں اپنے گھر میں عشاء کے وقت تشریف نہیں لائے، دیر سے تشریف لائے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں کہ حضور ﷺ آئیں گے تو جماعت کروائیں گے۔

اب تو گھڑی سوئی پہ سوئی چل رہی ہے، مولوی کہاں ہے، وہ آیا نہیں، چل اوئے خیر دین تم آگے ہو جاؤ، خیر دین آگے ہو گیا بیچارہ، فتح دین سارے پیچھے ہیں، خیر دین آگے جماعت شروع کرا چھوڑی ہے، اوئے تمہارا امام کہاں ہے؟ گھر بیٹھے ہیں، کس کے پاس؟ اگلا مطلب بھی جانتے ہو، وہابی ہو اور سیدھا لفظ بولے؟ کہاں بیٹھا ہونا ہے، زنانی کے پاس اور کس کے پاس۔

ایک بابا، تمہیں پتہ ہے ہر مسجد میں ضرور بیٹھا ہوتا ہے، تمہیں پتہ ہے ہر مسجد میں ایک بابا ضرور برا ہوتا ہے جس سے پوری جماعت تنگ ہوتی ہے۔ اس سے مولوی بھی تنگ ہوتا ہے۔ صحیح بات ہے، ہر مسجد میں ایک بابا ایسا ضرور ہوتا ہے، جس سے پوری جماعت تنگ ہوتی ہے، اگر تمہارے پاس ایسا بابا ہے تو مجھے معاف کر دینا، میں نے ایک جگہ پہ ایک مولوی صاحب کو جگہ ڈھونڈ دی تو بعد میں جب فون کیا کہ سناؤ، جب کہا، مولوی صاحب ٹھیک ہو؟ جی جناب ٹھیک ہوں، ایک بابا بہت برا ہے، میں بہت تنگ ہوں، دعا کریں، مر جائے۔

میں نے کہا، دعا نہ کروانا، کہتا، کیوں؟ میں نے کہا، وہ مر گیا تو کوئی اور بابا آ جائے گا۔ ایک برا بابا مسجد میں ضرور رہتا ہے اور وہ بابا مسجد میں رعب جماتا ہے، جس سے گھر میں بیٹے بھی تنگ ہوں، بیوی تنگ، بچے تنگ، وہ جب بھی بولے گا، مسجد میں مولوی سے ضرور الجھے گا۔ گھر میں ویلیو ہی کوئی نہیں، عزت کوئی نہیں، دوسری بار کوئی سالن نہیں دیتا اور مسجد میں مولوی پہ چڑھا ہوتا ہے۔

سنیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت انداز دیکھو، نہیں بولے، پوچھا ہی نہیں، محبوب ﷺ جی! آپ بھول گئے ہیں، نہیں یہ بھی نہیں، انتظار کر رہے ہیں، کسی نے کہا، اب نیا کوئی مسئلہ آئے، پوچھنا تو چاہیے، یار نیا مسئلہ آیا ہے، پوچھنا تو چاہیے۔ کہنے لگے، تم نے جا کر پوچھنا ہے تو پوچھ لو، ہم میں تو ہمت نہیں۔ واہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمہارے ادب پہ قربان جائیں، سیّدنا ذوالیدین اٹھے، مسجد نبوی ﷺ سے باہر حضور ﷺ جا رہے ہیں، عرض کرتے ہیں۔

محبوب ﷺ جی! پھر بھی ادب کا انداز دیکھو، محبوب ﷺ جی! نماز کم ہو گئی یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ یہ نہیں کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آج کم پڑھائی ہے، نہیں، محبوب ﷺ جی! مسئلہ پوچھنا ہے، بتا دیں، پوچھا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کیا مسئلہ ہے؟ آج نماز کم ہو گئی یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں، فرمایا: اے ذوالیدین میں بھولا بھی نہیں اور نماز کم بھی نہیں ہوئی، نہ کم ہوئی، نہ میں بھولا، فرمایا: محبوب ﷺ جی! پھر دو رکعت کیوں پڑھائی ہیں؟ فرمایا: میں نے دو پڑھائی ہیں؟ جی محبوب ﷺ جی!

آپ ﷺ واپس پلٹے، فرمایا: اے ذوالیدین رضی اللہ عنہ! اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! ذوالیدین رضی اللہ عنہ میرا صحابی سچ کہہ رہا ہے؟ تم تصدیق کرتے ہو کہ میں نے دو رکعت پڑھائی ہیں؟ جی محبوب ﷺ جی! دو ہی پڑھائی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھائی ہیں، پھر دو رکعت پڑھا کے سجدہ سہو کیا، سلام پھیرا ہے، فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، میں بھول جاؤں، تو سبحان اللہ کہہ دیا کرو۔

مسئلۂ نماز قضاء:

پیغمبر علیہ السلام وہ ہوتا ہے، رسول علیہ السلام وہ ہوتا ہے، نبی علیہ السلام وہ ہوتا ہے، جس کی بھول بھی امت کے لیے دین ہوتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام وہ ہوتا ہے، جو سو جائے تو اس کا سونا بھی امت کے لیے دین ہوتا ہے، سو جائے، اس کی نیند بھی امت کے لیے دین ہے۔ روایت صحیح البخاری میں ہے، نبی پاک ﷺ سفر سے آرہے ہیں، راستے میں آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تھکاوٹ ہوگئی ہے، آرام کرلو، رات بھی ہوگئی ہے، جنگل میں خیمے لگ گئے، رات کو آرام ہونے لگا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم میں سے کون ہے جو رات کو پہرہ دے، جاگے، ہمیں سحری کے وقت اٹھائے گا اور اذان کہے گا، جگائے گا، اٹھائے گا، نماز کے لیے۔ وہ کون ہے جو پہرہ دے اور جو آج رات کو پہرہ دے گا، میں پیغمبر ﷺ جنت کی خوشخبری دیتا ہوں، ہم کہتے ہیں بس جو رات کو پہرہ دے گا اسے پانچ سو روپیہ ملے گا۔ نبی پاک ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ فرمایا: جنت کی بشارت لے لو، بلال رضی اللہ عنہ نے وہاں فرمایا: محبوب ﷺ جی! تھکاوٹ تو ہے، لیکن جنت کے لالچ میں ہم پہرہ دیتے ہیں۔

فرمایا: پھر دو پہرہ، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پہرے پہ کھڑے ہو گئے، نبی پاک ﷺ سو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو گئے، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پہرے پہ جا رہے ہیں، آرہے ہیں، چکر لگا رہے ہیں، پہرہ دے رہے ہیں۔ جب کافی رات ہوگئی تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ایسے ٹیک لگائی ہے،

اونٹ کے کجاوہ سے کہا تھوڑی سی کمر سیدھی کرلوں، سونا منع ہے، کمر سیدھی کرنا تو منع نہیں، جب کمر سیدھی کرنے لگے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی سو گئے، سوئے اس قدر کہ نماز فجر کا وقت گزر گیا، جماعت کا وقت گزر گیا۔

سورج طلوع ہو گیا، سورج کی کرنیں نبی پاک ﷺ کے چہرے پر پڑیں، آپ ﷺ اٹھے، اٹھے تو دائیں بائیں دیکھا، بلال رضی اللہ عنہ سویا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سوئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں، اٹھو! سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، کہاں ہے جنت لینے والا، کہاں ہے، لیکن عزت نفس بھی مصطفیٰ ﷺ نے کسی مومن کا مجروح نہیں فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں اٹھایا، سیدھا گئے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہے، آہستہ سے بلال رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ اٹھو، سو گئے ہو، دوسروں کو نہیں اٹھایا۔

میرے بلال رضی اللہ عنہ کو، بلال رضی اللہ عنہ سو گئے ہو؟ اٹھے دیکھا، سورج چڑھا ہے، دن نکل آیا ہے، کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: محبوب ﷺ جی! جس اللہ نے آپ ﷺ کو سلایا ہے، اس اللہ نے مجھے بھی سلا دیا تھا۔ بس میں تو کمر سیدھی کرنے لگا تھا لیکن سو گیا۔ محبوب ﷺ جی! جس اللہ نے آپ ﷺ کو سلایا ہے، اس اللہ نے مجھے سلا دیا ہے۔ فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو، اٹھاؤ، ساتھیوں کو اٹھایا گیا، چلو آگے چلیں، نماز فجر آگے جا کے پڑھی ہے، قضاء پڑھی ہے۔ یا ادا پڑھی ہے، ادا ہی پڑھی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث کیا ہے، جو بندہ نماز کے وقت سو جاتا ہے، کسی نماز کے وقت سے پہلے سو گیا ہے تو نہیں اٹھ سکا، اس کا وہی وقت ہے، جب وہ اٹھ بیٹھا، اس کا وقت ہی وہی ہے، جب وہ اٹھ بیٹھا۔

واہ محبوب ﷺ! آپ ﷺ کا سو جانا بھی امت کے لیے دین ہے، سوئے ہیں، تو اٹھے ہیں، اس وقت فجر کی نماز پڑھی ہے۔ اب کوئی بندہ سو جائے تو جب اٹھے، اس کی نماز کا وہی وقت ہے۔ جب بندہ نماز پڑھنا بھول جائے، چلتے چلتے، پھرتے پھرتے یاد ہی بھول گیا ہے کہ ظہر گزر گئی ہے، عصر گزر گئی ہے، جب یاد آئے، اس کی نماز کا وہی وقت ہے، میرے محبوب ﷺ کا مبارک عمل اس کا نچوڑ ہے، پتہ ہے، کیا کہتے ہیں۔

سورج کا رکنا:

نبی پاک ﷺ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سو رہے ہیں، سو رہے ہیں، یہ نچوڑ نکلنے لگا ہے۔
نبی پاک ﷺ سو رہے ہیں، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سو رہے ہیں۔ جناب سورج غروب ہوگیا، عصر کی نماز کا وقت گزر گیا، سورج غروب ہوگیا اور میرے علی رضی اللہ عنہ کی نماز رہ گئی، سوئے نبی پاک ﷺ رہے اور نماز سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی رہ گئی۔ پوچھنے والا پوچھے، بے وقوفو! کیا کہہ رہے ہو؟ نبی پاک ﷺ سوئے ہیں، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود مبارک میں اور نبی پاک ﷺ سو گئے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز رہ گئی، سو گئے، نبی پاک ﷺ اور نماز کس کی رہ گئی؟ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی۔

پھر کیا ہوا جب نبی پاک ﷺ اٹھے، ہلایا بھی نہیں، حرکت بھی نہیں دی، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے، کہ حضور ﷺ کو کوئی تکلیف آرام میں کوئی خلل نہ ہو، ایسے سورج غروب ہوگیا، مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، تو نبی پاک ﷺ اٹھے، دیکھا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، فرمایا: علی رضی اللہ عنہ! کیا ہوا ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ! نماز رہ گئی ہے، عصر کی۔ میں نے کہا، کب سوئے تھے؟ کہتا، عصر سے پہلے سوئے تھے۔ میں نے کہا، کس کی گود میں؟ علی رضی اللہ عنہ کی گود میں۔ میں نے کہا، تو نماز کس کی رہ گئی؟ کہتا، علی پاک رضی اللہ عنہ کی۔ تو میں نے کہا، اور نبی پاک ﷺ کی؟ کہتا ادھر تو خیال ہی نہیں گیا۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز رہ گئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! قضاء پڑھنا چاہتے ہو یا ادا پڑھنا چاہتے ہو؟ جھوٹ کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے، قضاء پڑھنا چاہتے ہو یا ادا پڑھنا چاہتے ہو؟ محبوب ﷺ قضاء پڑھنے کا کیا فائدہ، اپنی جھولی میں آپ ﷺ کو آرام کروایا، سوئے آپ ﷺ ہیں اور نماز قضاء میں پڑھوں؟ میں ادا پڑھنا چاہتا ہوں، فرمایا: پھر ٹھیک ہے، سورج کو واپس بلا لیتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے سورج کو واپس بلایا۔ عصر کے وقت سورج آ کر کھڑا ہوگیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز اپنے وقت پر پڑھی تو پھر سورج غروب ہوگیا۔
میں نے کہا، کیوں جھوٹ بولتے ہو، اللہ کے نبی ﷺ کے بارے میں کیوں جھوٹ

بولتے ہو؟ پتہ ہے، نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ جو میرے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ عام انسان کے بارے میں جھوٹ بولنا منع ہے، تو پھر کس کے بارے میں جھوٹ بولتے ہو؟

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب : ٤٥)

نہیں نہیں، ایک ہی گزرا ہے، جس کے لیے سورج رکا ہے اور اللہ کی زمین پر کوئی ایسی شخصیت نہیں، جس کے لیے سورج رک گیا ہو۔ ایک ہی ایسی شخصیت اللہ نے کائنات میں پیدا فرمائی ہے، جس کے لیے اللہ نے سورج کو روک دیا تھا۔

صحیح البخاری میں حدیث ہے، سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں، جہاد کا معرکہ جاری ہے، جب سورج غروب ہونے لگا، سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام سوچنے لگے، اگر سورج غروب ہو گیا، رات ہو گئی، جہاد کا معرکہ رک گیا، صبح پھر کافر تازہ دم ہو کر مقابلے کے لیے آ جائیں گے تو فتح اس سے بھی لمبی ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے فتح نہ ہو سکے۔ سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا، اے سورج تم بھی اللہ کے حکم سے چل رہے ہو اور میں بھی اللہ کے حکم سے جہاد کر رہا ہوں، رک جاؤ اپنی جگہ پر، تم نے غروب نہیں ہونا، جب تک اللہ مجھے فتح نہ دے، سورج رک گیا، سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام کی دعا پہ، رک گیا، سورج اللہ کے حکم سے اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ جب تک فتح نہیں ہوئی، سورج اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔

روایت صحیح البخاری میں ہے اور کوئی بھی کائنات میں ایسی شخصیت نہیں گزری، یہ خاصہ ہے سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام کا، یہ سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے اللہ نے روکا۔ کوئی ایسی شخصیت جس کے لیے رک گیا ہو یا واپس آ گیا ہو، نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے ثابت ہے۔ یہ نچوڑ تو مولویوں نے نکالا ہے، لیکن جھوٹ بولا ہے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور نبی پاک ﷺ کے بارے میں بھی۔

یاد ہے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا فرماتے تھے؟ اے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ!

جو روایت آپ نے پڑھی ہے، ایک حدیث پاک جو سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پڑھی، فرمایا: میں نے حدیث سنی نہیں، فرمایا: میں نے نبی پاک ﷺ سے سنی تھی، فرمایا، میں نے نہیں سنی، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ، گواہ لے کے آؤ، اگر تم نے حدیث کا گواہ پیش نہ کیا تو میں کوڑے ماروں گا، جو دوسری روایت اپنے پاس سے بنائے، اس کو؟ اونچی بولو، میں نے کوڑے مارنے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں کوڑے ماروں گا۔

سیّدنا موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے، جا کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آواز دی، او نبی ﷺ کے یارو! یہ حدیث ہے، کہ کسی کے دروازے پر آؤ، تین بار سلام بلاؤ، جواب آئے تو ٹھیک ہے، نہ آئے تو واپس پلٹ جاؤ۔ حدیث ہے یا نہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ بولے، سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ! پریشان نہ ہو، یہ تو مدینے کے بچے کو بھی یاد ہے، یہ پیغمبر ﷺ کی حدیث ہے، جو حدیث جھوٹی بنا کر پیش کرتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اس کو کوڑے ماروں گا۔

اے اللہ! رحمت کر دو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو، ایک مہینہ کے لیے بھیج دو، کیا خیال ہے، اگر آ جائیں، اللہ بھیج دیں۔ یا اللہ! اگر آپ نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں بھیجنا تو وہابی کو حکومت دے دو۔ یہ آسان کام ہے یا اللہ ہمیں حکومت دے دو، پھر دیکھتے ہیں، گھنٹہ گھر میں کوڑے کیسے لگتے ہیں۔ مولویوں کو، پوچھیں مولویوں کو، اللہ کی قسم ہے، لائن وار کھڑا کر کے درہ پاس ہو اور مختار بھی پاس ہو، تمہیں نہیں سمجھ آئی، درہ بھی پاس ہو اور ساتھ مختار بھی پاس ہو۔ مختار بھی کھولتے جائیں اور ادھر سے مارتے جائیں، مختار کھولتے جائیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: سارے انبیاء علیہم السلام مجھ پر فخر کرتے ہیں تو میں ان پہ فخر کرتا ہوں، مختار کھلے تو درے لگے۔

کہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا، کیوں جھوٹ بولتے ہو، میری امت کا سورج امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے۔ کیوں جھوٹ بولتے ہو، پیغمبر ﷺ کی ذات کے بارے میں؟ پھر فیضان سنت کھولو تو درہ حق میں ہو کہ جو عالم سے مصافحہ کرتا ہے، وہ ایسے سمجھے جیسے میں نے نبی پاک ﷺ سے مصافحہ کیا ہے۔ ایک کم اسی سنتیں ہیں، استنجاء کرنے کی۔ ایک کم اسی، گرمیوں کا استنجا، سردیوں کا استنجا، لوٹے کے ساتھ استنجا، جگ کے ساتھ استنجا، ڈائریکٹ ٹوٹی کے نیچے

استنجا، یہ سارے طریقے نبی پاک ﷺ کی سنتیں اور ادا، پوچھیں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اگر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو آنا نہیں، ان شاء اللہ۔

اللہ کبھی وہابیوں پہ وقت آئے گا، ان شاء اللہ آنا ہے، وقت کبھی نہ کبھی ان شاء اللہ، اللہ ضرور رحمت فرمائے گا۔ سنیے! فرمایا:

﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

آپ ﷺ کا سو جانا بھی امت کے لیے دین ہے تو آپ ﷺ کا بھول جانا بھی امت کے لیے دین ہے، دین ہے۔ اگلی بات ﴿وَّمُبَشِّرًا﴾ خوشخبری دینے والے۔ آپ ﷺ نے خوشخبریاں دی ہیں، کون سی؟ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں جائے گا، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اونچی بولو، تمہاری آواز اس سے باہر تو جائے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ؟ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں جائیں گے۔ میرے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنت میں جائیں گے، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں، دیگر صحابہ کے بارے میں یہ خاص بشارتیں ہیں اور کچھ بشارتیں عام ہیں، کون سی؟

دعائے نبوی ﷺ:

صحیح مسلم کی حدیث سننا، ذرا غور کرنا، ایمان تازہ ہو جائے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے اللہ، اے میرے اللہ! ہر مومن کے دل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت داخل فرما دے، اے اللہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کی والدہ کی محبت ہر مومن کے دل میں داخل کر دے۔ جس کے دل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے، سمجھئے کہ وہ مومن ہے، جب میں نے اس حدیث پہ غور کیا، دعائے نبوی ﷺ پہ غور کیا، اہل حدیث کے علاوہ مجھے اللہ کی زمین پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دل سے پیار کرنے والا کوئی اور نظر نہیں آیا۔

ایک اہل حدیث گروہ ہے، اللہ کی زمین پر جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہے اور نبی ﷺ کی حدیث ہے، اے اللہ! مومن کے دل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت ڈال دے، مومن کے دل میں وہ مومن نہیں، جس کے دل میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے پیار نہیں، جب میں نے اس

حدیث پر غور کیا، مجھے سمجھ آیا کہ اہل حدیث مسلک کی حقانیت پہ کوئی شک نہیں، یہ اہل ایمان کا گروہ ہے۔ جس کے دل میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے پیار ہے۔

حقانیت مسلک اہل حدیث:

ایک اور حدیث ہے، ﴿وَّمُبَشِّرًا﴾، آپ ﷺ کی بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے، سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث پہ غور کرنا، میرے مصطفیٰ ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے، واپس فاتح ہو کے آئے، مکہ کو فتح کرنے کے بعد حنین کی طرف گئے، حنین سے واپس مکہ کی طرف آ رہے ہیں اور مکہ شہر سے باہر دیکھا کہ نبی پاک ﷺ جا رہے ہیں، ساتھ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں، ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم جا رہے ہیں اور مشرکین کے بچے۔ مشرکین کے بچے چھوٹے چھوٹے باہر کھیل رہے تھے اور کہنے لگے۔

اے جانے والے، نبی پاک ﷺ مسلمانوں کے نبی ﷺ، ان کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ جا رہا ہے اور جو کا بلال رضی اللہ عنہ ہے، ایسے اذان دیتا ہے، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، مشرکین کے بچوں نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل اتاری اور نبی پاک ﷺ نے سنی۔ چھوٹا سا بچہ اذان دے رہا تھا، اچھا لگتا ہے نا؟ نعت پڑھے تو اچھا لگتا ہے، تقریر کرے، قرأت کرے، پیارا لگتا ہے، بچہ اچھا لگتا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے جب سنا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل بچے اتار رہے ہیں اور پھر بچے مشرکین ہیں تو میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھاگ کر، دوڑ کر جاؤ، ان بچوں کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے بڑھے، ان بچوں کو پکڑ لیا اور نبی پاک ﷺ کے پاس لے آئے۔ نبی پاک ﷺ نے باری باری بچوں سے کہا، بچو! سناؤ، میرا بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے۔ ایک بچے نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل سنائی اور دوسرے نے۔

پھر ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب میری باری آئی تو نبی پاک ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو میری گالوں پہ رخساروں پہ رکھا تو آپ ﷺ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بتاؤ، میرا بلال رضی اللہ عنہ کیسے اذان دیتا ہے؟

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے اللہ نے بڑی سریلی اور بڑی حسین آواز عطا فرمائی تھی، میں نے جب اپنی آواز سے اذان پڑھی،

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ))

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

جب میں نے اذان کے یہ الفاظ پڑھے اور سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب میں یہ پڑھ رہا ہوں تو نبی پاک ﷺ سنتے جار رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہا رہے ہیں، اور آسمان کی طرف چہرہ اٹھائے اور فرمایا: میرے اللہ اس کو مومن بنا دے، مسلمان بنا دے، اسے میرا ہی بنا دے، اللہ اس کو اذان کی مستقل محبت عطا فرما دے۔ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی پاک ﷺ نے دعا کی، فرماتے ہیں، اذان ختم ہوئی، میرے دل میں مصطفیٰ ﷺ کی محبت اللہ کی طرف سے اتر آئی۔ جب محبت پیدا ہوئی تو میں نے عرض کیا، محبوب ﷺ جی! کلمہ پڑھا لیں اور مسلمان کر لیں۔ نبی پاک ﷺ نے کلمہ پڑھایا اور مجھے مسلمان بنایا۔

اور نبی پاک ﷺ نے مسلمان بنانے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی تھیلی کھولی، تھیلی پکڑی اور مجھے پکڑائی، اس میں کچھ درہم و دینار تھے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ یہ میری طرف سے انعام، یہ میری طرف سے انعام ہے، کوئی اچھی اذان کہے، انعام دینا بھی پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾

یہ انعام شروع ہو گیا ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾

(الاحزاب: ٤٥)

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵،۴٦)

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی، انعام بھی لے لیا، اب ایک اور رحمت اور شفقت فرما دیں، فرمایا: کون سی شفقت، کیا چاہتے ہو؟ فرمایا: محبوب ﷺ جی! آپ نے تو مدینہ چلے ہی جانا ہے، آپ ﷺ کے بلال رضی اللہ عنہ نے بھی چلے جانا ہے، آپ ﷺ نے بھی چلے جانا ہے۔ فتح مکہ کے بعد نبی پاک ﷺ مدینہ کیوں گئے ہیں؟ جانتے ہو۔ شہر تو آپ ﷺ کا مکہ ہے، فتح بھی ہو گیا، آپ واپس کیوں گئے؟

جب مکہ فتح ہوا تو نبی رحمت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم انصار، ایک گھاٹی میں اکٹھے ہو کے بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ یہ بات یاد آ گئی تو رو پڑے، کون سی بات یاد آئی کہ لوگو سنو، نبی پاک ﷺ کا شہر مکہ فتح ہو گیا ہے، اب لگتا ہے نبی پاک ﷺ نے واپس نہیں جانا اور مکہ میں ہی رہیں گے۔ آپ ﷺ کا اپنا شہر تو مکہ ہی ہے، اپنا وطن اپنا ہوتا ہے۔ اپنی بستی اپنی بستی ہوتی، اپنا گاؤں اپنا گاؤں ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ نے واپس نہیں جانا، ہمارے ساتھ کیا ہو گیا ہے، ہم نے قربانیاں دی ہیں، اتنی محنتیں کیں، ہم نے اپنے گھر دیئے، اپنی زمینیں دیں، اپنے کاروبار دیئے، اپنی دوکانیں دیں۔

حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں، ایک کو طلاق دے کر مہاجرین کو نکاح کا بھی پیغام دے دیا، اتنی قربانیاں دیں، اب نبی پاک ﷺ نے مکہ رہ جانا ہے، واپس مدینہ نہیں جانا، اتنی بات پر انصار رو رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو برسا رہے ہیں۔ ہمارے لیے تو نبی پاک ﷺ نے واپس نہیں جانا، انصار تم چلے جاؤ۔ میرا اپنا شہر آباد ہو گیا، فتح ہو گیا ہے، میں نے اب مکہ میں ہی رہنا ہے، جب اتنی بات کہی ہے تو نبی پاک ﷺ کو اطلاع ملی ہے کہ انصار فلاں گھاٹی میں اکٹھے ہو کر رو رہے ہیں۔ نبی پاک ﷺ تشریف لائے، انصار میں بیٹھ گئے۔

فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم انصار! کیوں رو رہے ہو؟ محبوب ﷺ جی! آپ نے مکہ میں رہ جانا ہے، آپ ﷺ کا اپنا شہر، فتح ہو گیا، لہٰذا آپ ﷺ یہاں رہ جائیں گے اور ہمیں اکیلے ہی واپس مدینہ جانا پڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے تمہاری قربانیاں

یاد ہیں، تمہاری وفائیں مجھے یاد ہیں، تمہاری قربانیاں مجھے یاد ہیں، تمہاری محنتیں مجھے یاد ہیں، تمہاری خدمات مجھے یاد ہیں۔ اے انصار پریشان نہ ہوں، میرا جینا بھی، اب مدینہ والوں کے ساتھ ہے اور میرا مرنا بھی مدینہ والوں کے ساتھ ہے۔

میں مدینہ ضرور جاؤں گا، اپنے شہر میں نہیں رہوں گا، حالانکہ نبی ﷺ کا شہر مکہ ہے اور مدینہ کیوں رہے؟ انصار کی وفا کی وجہ سے، پھر سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ کیوں رہے؟ ان کا شہر بھی مکہ ہے، نبی پاک ﷺ کی سنت کی وجہ سے، میرے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ کیوں رہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کی سنت پاک کے لیے، نبی ﷺ کا شہر جو مدینہ بن گیا ہے، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو دعا کرتے تھے کہ یا اللہ! موت بھی دینا تو مدینہ کی موت نصیب فرما دے۔ اللہ مدینہ میں موت نصیب فرما دے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کرتے ہیں، آدھی رات کا وقت ہے، تم بھی دعا کرو، اللہ مدینہ میں موت نصیب فرما دے، (آمین)۔

اللہ مدینہ کا دفن نصیب فرما دے، جب مرنا ہے، یہاں بھی مرنا ہے، مرتو جانا ہے، زندگی کی وہی سانسیں ہیں جو آنی ہیں۔ یاد رکھیے! موت مدینہ کی ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے طاقت رکھتا ہے، مدینہ میں رہے کہ اس کو مدینہ میں موت آئے، اس کو چاہیے کہ مدینہ میں رہے تاکہ اس کو موت کا پیغام مدینہ میں آئے۔ مدینہ میں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کر رہے ہیں، یہ نہ سوچنا کہ بہت مشکل مرحلہ ہے کہ ہم شروع سے فیصل آباد میں رہتے ہیں، مدینہ میں موت کیسے آ سکتی ہے؟

اللہ کی قسم، وہ دینے پہ آئے تو کوئی مشکل نہیں، جناب موت آتی ہے تو مدینہ میں بھی آتی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے، کوئی بعید نہیں، اگر تم پیغمبر ﷺ کے وفادار بن جاؤ، پھر مدینہ کے ساتھ محبت اللہ عطا کر دے، پھر وقت آ سکتا ہے کہ تمہیں مدینہ میں موت آ جائے یا مدینہ میں مجھے موت آ جائے۔ ذرا غور کرنا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے انصار پریشان مت ہوں، میں مدینہ میں ہی رہوں گا، میں مدینہ میں رہوں گا، تمہارے ساتھ جاؤں گا۔

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! اگر آپ نے مدینہ چلے جانا ہے تو

جاتے جاتے مجھے بیت اللہ کا مؤذن بناتے جائیں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ﴿وَّمُبَشِّرًا﴾ بشارتیں دینے والے، میرے پیغمبر ﷺ مدینہ کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ ہیں، مجھے مکہ کا مؤذن بناتے جائیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سنو! بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں اذان دیا کرے گا، اور بیت اللہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان دیا کریں گے۔ واہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ آپ بیت اللہ کا مؤذن بنے ہیں اور میرا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ جب بھی اذان دیتا تھا، تو ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے وارثین آج اللہ کی زمین پہ اہل حدیث ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

فرمایا، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تم بیت اللہ کے مؤذن ہو گے اور تمہاری اولاد قیامت والے دن تک بیت اللہ کی مؤذن ہوگی اے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تم بھی بیت اللہ کے مؤذن رہو گے اور تیری اولاد بھی بیت اللہ کی مؤذن رہے گی۔ جایئے! لڑائی کس بات کی ہے، جھگڑا کس بات کا ہے؟ پھر اختلاف تو ختم ہو گیا، فسادات، اختلافات، فرقہ بندی ختم ہوگئی۔

آؤ مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں۔ تمہیں مدینہ لے چلیں، پھر تمہیں مکہ لے چلیں، آؤ، مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں۔ صبح پتہ کیا کہتا ہے، جب اپنے گاؤں، اپنی اپنی بستی سے باہر نکلو تو آگے سے کوئی بھی مولوی ملے تو کہنا مولوی صاحب، آؤ مکہ چلیں، مولوی جی! آؤ مکہ چلیں، مولوی جی، آؤ مکہ چلیں، آؤ مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں، پھر مولوی جی، آؤ مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں، آؤ مکہ چلیں، آؤ مدینہ چلیں۔ جا کر پوچھتے ہیں کہ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بیت اللہ کی مؤذن ہے یا نہیں؟

کیوں، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری ہوئی، رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری ہو چکی، سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد آج بھی مؤذن پانچ اذانوں میں سے ایک اذان ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد دیتی ہے۔ بیت اللہ میں، آؤ مکہ چلے جائیں اور پوچھیں، تحقیق کریں، اگر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد آج بیت اللہ کی مؤذن نہ ہو تو میں آپ کے مسلک کو قبول کرنے کے لیے تیار اور اگر ہو تو تم ہمارے مسلک کو قبول کرو۔

اگلی بات! سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بیت اللہ کی مؤذن نہ ہو تب بھی میں آپ کے ساتھ اور اگر اہل حدیث نہ ہو، تب بھی ہم آپ کے ساتھ، اگر سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بیت اللہ کی مؤذن ہو اور ساتھ اہل حدیث بھی ہو تو پھر کن کے حق کی بشارت پوری ہو رہی ہے؟

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

مبشر مانتے ہو تو بشارتیں کیوں نہیں مانتے ہو؟ مبشر مانتے ہو تو بشارتیں کیوں نہیں مانتے، مبشر مانتے ہو، بشارتیں کیوں نہیں مانتے، اگر مبشر کی بشارت سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے مانتے ہو، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مانتے ہو، تو مبشر کی بشارت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے لیے کیوں نہیں مانتے؟

ان کی اولاد کو نبی پاک ﷺ بیت اللہ کا مؤذن بنا گئے اور تمہارے ہاں تو نبی پاک ﷺ عالم الغیب ہیں، تم تو کہتے ہو، عالم الغیب ہیں اور عالم الغیب وہ ہوتا ہے جو قیامت تک خبریں پہنچاتا ہے۔ اگر نبی پاک ﷺ کو پتہ تھا، بقول تمہارے کہ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل حدیث ہو جائے گی، تو نبی پاک ﷺ نے کیوں بیت اللہ کا مؤذن بنایا؟ یہ تو بات ہو گئی، اہل حدیث کہتا ہے کہ عالم الغیب تو نہیں، پیغمبر ﷺ نے سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کا مؤذن بنا کر مسلک اہل حدیث کی حقانیت پہ مہر لگا دی۔ پھر میں کیوں نہ کہوں؟

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥)

اے خبریں دینے والے، ہم نے رسول ﷺ بنایا آپ کو، ہم نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر شاہد بھی بنایا، مبشر بھی بنایا، چار صفات بیان ہو چکی۔ آپ ﷺ نبی بھی، رسول بھی، شاہد بھی، مبشر بھی، نذیر، داعی، سراج منیرا۔

پھر اگلی دفعہ بیان ہو گا۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



عالم الغیب کون؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ﴾ (الحشر:۲۲)

ذی وقار علمائے کرام، بزرگو اور دوستو!

قابل احترام اسلامی، روحانی، ماؤں اور بہنوں!

جو آیت مبارکہ پڑھی ہے، اس کی روشنی میں چند ارشاد عرض کروں گا۔غور فرمانا تا کہ تھوڑے سے وقت میں، میں چند گزارشات تمہارے سامنے بیان کرسکوں۔

بنیاد عقیدہ توحید:

اسلام کی ساری عمارت عقیدہ توحید پہ کھڑی ہے۔جس شخص کے پاس عقیدہ توحید نہیں وہ جو چاہے کر لے، ایسے شخص کا کوئی عمل اور کوئی عقیدہ، کوئی نیکی، اللہ پاک کے ہاں قبول نہیں، اور اگر وہ پہلے بے شمار اعمال کر چکا ہو، اگر اس کے عقیدے میں ذرا بھر شرک آ جائے تو اللہ پاک اس کی زندگی کے پچھلے سارے اعمال برباد کر دیتے ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ عقیدہ توحید کو سمجھو، عقیدہ توحید کو سمجھنا اور سنانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہے۔اس سے پہلے عقیدۂ توحید کو سمجھنا ہوتا ہے۔ قرآنی نص ہے:

﴿فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد : ۱۹)

سب سے پہلے جانیے کہ لا الہ الا اللہ، کیا ہے؟ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں کتاب الایمان سے بھی پہلے کتاب العلم لائے، کیونکہ ایمان اس وقت ہی صحیح ہوسکتا ہے،

جب انسان کے پاس علم ہو، اگر علم نہیں ہے تو ایمان صحیح نہیں اور قبر میں بھی انسان سے سوال ہوگا، پتہ ہے کتنے سوال ہونے ہیں، بولو؟ تین سوال۔ چلو خیر پہلی بار آئے ہیں، اگلی بار ان شاء اللہ نہیں کہو گے، قبر میں تین سوال معروف ہیں، حقیقت میں چار سوال ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے! ((مَـنْ رَبُّـكَ))، دوسرا سوال بولو؟ ایسے یاد ہیں، جیسے تم نے کرنے ہیں۔ ((مَـنْ نَبِيُّكَ))، جواب بھی یاد کرو، سوال کی خیر ہے۔ سوال پوچھ لیں گے، ((مَـنْ نَبِيُّكَ))، تیسرا سوال، ((مَا دِيْنُكَ))، تیرا رب کون؟ تیرا نبی کون؟ تیرا دین کیا ہے؟ چوتھا سوال ہوگا، جو کہے گا، نا، کہ ایک اللہ ہے، ایک نبی ﷺ ہے اور ایک دین ہے۔ چوتھا سوال ہوگا، تمہیں کیسے پتہ چلا ہے؟ کہ اللہ ہے، نبی ﷺ ہے، دین ہے؟ یہ کہے گا، لوگ کہتے تھے، میں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا ہے۔

فرشتے کہیں گے، اس کے لیے جہنم کا بستر لگا دو، جس نے ساری زندگی وہی کہا جو لوگوں نے کہا۔ مومن شخص سے سوال ہوگا، تیرا رب اللہ ہے، تیرا نبی محمد ﷺ، تیرا دین اسلام ہے تمہیں یہ کیسے پتہ چلا ہے؟ مومن کہے گا، اے سوال کرنے والے فرشتو! میں نے قرآن پڑھا ہے اور نبی ﷺ کی حدیث پڑھی ہے۔ فرشتے کہیں گے، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جانا ہے، پہچانا ہے، پڑھا ہے، معاونت حاصل کی ہے۔ اس کے لیے جنت کا بستر لگا دو۔

لہٰذا علم حاصل کرنا مسلمان پر فرض ہے، لازم ہے۔ حدیث بھی ہے۔

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ))

ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے، لیکن ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہ حدیث سکول کے سامنے لکھی ہوئی ہے۔ بس پرائمری پڑھنا فرض ہے یا مڈل، سکول میں لکھی ہوئی ہے، یہ حدیث کس علم کو فرض کر رہی ہے۔ اللہ کی وحی کا علم، شریعت کا، دین کا، تو آیئے، غور کیجیے، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، اس پر ذرا غور کیجیے، عقیدہ توحید اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ جس شخص کا عقیدہ درست نہیں، اس کا کوئی عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قبول نہیں۔

اور سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو عقیدۂ توحید سے اس طرح محبت تھی اور شرک

سے اتنی نفرت تھی کہ ابھی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا تو آپ ﷺ کی زید بن عمرو بن طفیل نے دعوت کی۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے، دسترخوان رکھا، لگایا گیا، دسترخوان پہ گوشت رکھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زید بن عمرو بن طفیل یہ گوشت کس چیز کا ہے، ابھی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان نہیں کیا، زید کہنے لگا، اے محمد ﷺ! یہ گوشت فلاں بت کے نام پہ، فلاں بزرگ کے نام پہ ذبح کیا ہے، اور آپ ﷺ کے ادب میں، احترام میں، اس کو بطور میزبانی پکایا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زید اس گوشت کو اٹھا دو، محمد ﷺ غیر اللہ کی نیاز نہیں کھایا کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابھی نبوت کا اعلان نہیں کیا، تو آپ ﷺ کو شرک سے، اس قدر نفرت تھی اور عقیدۂ توحید سے اتنا پیار خالص اتنا کہ نبی پاک ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ایک شخص آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! دعا کر دیجئے، اللہ بارش برسا دے۔ ابو داؤد کی حدیث ہے، چار ہزار سات سو اٹھائیس، حدیث نمبر، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھانا چاہے، دعا کے لیے تو اس شخص نے پتہ کیا جملہ بولا، کہا اے اللہ! تیرے دروازے پہ پیغمبر ﷺ کو بطور وسیلہ پیش کر دیا ہے اور تو پیغمبر ﷺ کے در پہ وسیلہ ہے اور پیغمبر ﷺ تیرے در پہ وسیلہ ہے، لہٰذا بارش ڈال دو۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ جملہ سنا ہے، تو آپ ﷺ نے فوری طور پہ ہاتھ نیچے کر لیے اور تین مرتبہ فرمایا، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ اے اللہ! تو پاک ہے، اس عقیدے سے، اس جملے سے، جو اس شخص نے کہے ہیں، تیری شان اتنی ہے کہ تو میرے دروازے پہ وسیلہ بن کر آئے اور میں تیرے پاس وسیلہ بن کے جاؤں۔ اللہ تو پاک ہے، یہ جو کچھ کہہ رہا ہے، صحیح نہیں کہہ رہا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، وہی اللہ ہے، وہی اللہ ہے۔

اے بندے تجھ پہ افسوس، افسوس، افسوس، تم پہ افسوس، تم آج تک یہ نہیں جان سکے کہ تیرا اللہ کون ہے، اگر آج میرے اور تمہارے ملک میں شرکیہ جملے، عقائد و نظریات سرعام

پھیلائے جارہے ہیں، ہم بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ افسوس تم پر کہ تم آج تک نہیں جان سکے کہ تمہارا اللہ کون ہے؟ اس کی عظمت کیا ہے، شان کیا ہے؟

ابو داؤد میں حدیث ہے، غور کیجیے، نبی رحمت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، آپ ﷺ کا صحابی ہے، کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! میرا دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ موجود ہوں، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود ہوں، تو میں آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وعظ کروں، تقریر کروں، رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، سلام پھیرا اور فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! بیٹھے رہنا، یہ تمہارا بھائی وعظ کرنا چاہتا ہے، کھڑا ہوگیا، اللہ کی حمد وثناء بیان کر کے جو جملہ کہا ہے، وہ قابل غور ہے۔

کہنے لگا، اے ایمان والو! اے پیغمبر ﷺ کی جماعت! اے صحابہ رضی اللہ عنہم! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرو، فرمانبرداری کرو، اطاعت کرو، کامیاب ہو جاؤ گے، غور کرنا، توجہ ہو گی تو بات سمجھ آئے گی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، کامیاب ہو جاؤ گے اور ان دونوں کی نافرمانی نہ کرو، وگرنہ ناکام ہو جاؤ گے۔ یہ جملہ صحیح ہے یا غلط؟

غور کیجیے، چلو جملہ ظاہر طور پر صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیا کہا ہے؟ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، کامیاب ہو جاؤ گے اور ان دونوں کی نافرمانی نہ کرو، ناکام ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ))

بیٹھ جا، تو برا خطیب ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ ڈر گیا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا جملہ میری زبان سے ایسا ادا ہو گیا ہے، اگر تم ایسا کہتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرو، وگرنہ ناکام ہو جاؤ گے۔ تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایک ضمیر میں، ایک جملے میں یہ الفاظ کہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نہیں کہا۔ دونوں کی نافرمانی نہ کرو، تم نے دونوں کو، ایک جملے میں، اپنی زبان سے ادا کیا ہے۔ میں محمد ﷺ اللہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فوری روکا، منع کر دیا کہ دونوں نہیں، اللہ اور اس کا رسول ﷺ، اللہ الگ ہے، رسول ﷺ

الگ ہے۔

فرمایا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ کہو، دونوں نہ کہو۔ دونوں کو اکٹھا مت کرو۔ اللہ کی ذات اور ہے اور پیغمبر ﷺ کی ذات اور ہے۔ یہی اہل حدیث کی دعوت ہے، کہ اللہ کی ذات اور ہے اور پیغمبر کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اور ہے۔ دونوں کی ذات ایک نہیں، اللہ کی ذات اور ہے اور پیغمبر ﷺ کی ذات؟ دونوں کی ذات ایک؟ بولو، دونوں کی ذات ایک نہیں۔ تم کہہ سکتے ہو کہ شاید اہل حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے عقیدت، محبت سنیے، محبت کیا ہے؟ عقیدت کیا ہے؟

اہل حدیث کا عقیدہ ہے، اللہ کی ذات اور پیغمبر ﷺ کی ذات ایک نہیں کہ ذات الگ الگ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ایک ہے، دونوں کی بات ایک ہی ہے۔ ذات ایک نہیں، جو ذات ایک کرے، وہ مسلمان نہیں، جو بات میں فرق کرے، وہ بھی مسلمان نہیں۔

اب ذرا غور کیجیے، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، اسلام کی اساس عقیدہ توحید ہے لیکن آج میرے اور تمہارے ملک میں شرک ایک اتفاق ایسا ہے کہ قرآن اور حدیث کے دلائل بیان کر کے شرک ثابت کیا جاتا ہے کہ دیکھو، یہ قرآن یہ حدیث ہے، اس سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

پچھلے دنوں ایک خطیب تھا، اس سے سن رہا تھا اور یقین جانو، مجھے اس پہ بہت غصہ آیا، تقریر سن کر میں نے پھر اسپیشل اس حدیث کے بارے میں ایک خطبہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صحیح بخاری میں،

((اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ ، اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ))

کہ اللہ رزق دینے والا ہے اور محمد ﷺ آگے تقسیم کرنے والا ہے۔ یہ جملہ اس حدیث کا ہے، بخاری کی، اس کا معنی امت کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، کہتا اللہ دیتا ہے، آگے مصطفیٰ ﷺ پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس کا یہ معنی نہیں۔ اس کے دو معنی محدثین نے پیش

فرمائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ روایت کتاب العلم میں ذکر کی ہے، سمجھانا کیا چاہتے ہیں، کہ یہ جو دین کا علم ہے، اللہ نازل کرتا ہے اور میں محمد ﷺ آگے تقسیم کرتا ہوں، میں بیان کرتا ہوں، یہ جو حصے تم بانٹتے ہو، باپ کا حصہ، ماں کا حصہ، بیٹی کا حصہ، بھائی کا حصہ، فرمایا: یہ میں حصے جو تقسیم کرتا ہوں، اسے بنا کر نازل کون کرتا ہے؟ فرمایا: اللہ نازل کرتا ہے، میں آگے تقسیم کرتا ہوں۔

دوسرا معنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو باب الغنیمۃ میں بیان کر کے فرمایا ہے، ثابت کیا ہے، کہ مال غنیمت جہاد کے ذریعے اللہ دیتا ہے اور میں محمد ﷺ آگے تقسیم کرتا ہوں، لیکن مولویوں نے اسے تیسرا لبادہ پہنانے کی کوشش کی، کہنے لگے، اس کا معنی یہ نہیں، کہتے، اس کا معنی ہے، اللہ رزق دیتا ہے، نبی ﷺ آگے تقسیم کرتا ہے۔ رزق اللہ دیتا ہے، نبی پاک ﷺ آگے تقسیم کرتے ہیں، خیر وہ بیان کرتا رہا، میں نے سننے کے بعد اس کا جو جواب عرض کیا، میں نے کہا، حضرت کیا فرما رہے ہو؟

کہتا، رزق اللہ دیتا ہے، نبی ﷺ تقسیم کرتے ہیں، میں نے کہا، اس بات پہ پکے ہو، کہنے لگے، ہاں۔ میں نے کہا، سنیے! میں نے کہا اگر تمہارا یہ معنی تسلیم کر لیا جائے، پیغمبر ﷺ کی عزت پیغمبر ﷺ کی شان پیغمبر ﷺ کی حرمت، پیغمبر ﷺ کا مقام، محفوظ نہیں رہ سکتا، کہتا، وہ کس طرح؟ میں نے کہا، رزق کون دیتا ہے؟ کہتا، رزق اللہ دیتا ہے، آگے نبی ﷺ تقسیم کرتا ہے، ساری دنیا کو آگے نبی ﷺ رزق تقسیم کرتا ہے میں ایک اور جگہ پہ پہلے کی بات ہے۔

ایک مولوی آیا، تقریر کر گیا، کسی نے سوال کیا کہ حضرت لوگ اہل حدیث زیادہ کیوں ہو رہے ہیں؟ رکا، جواب دیا، ان کو سعودیہ سے ریال آتے ہیں۔ یہ لوگوں کو کھلاتے ہیں، دیتے ہیں، اور دنیا وہابی ہو رہی ہے۔ اس کی کوئی اور وجہ نہیں۔ یہی وجہ ہے، ان کو سعودیہ سے ریال آتے ہیں اور پورا ڈیڑھ گھنٹہ تقریر یہی تھی کہ ساری دنیا کا اختیار مصطفیٰ ﷺ کے پاس ہے۔

میں نے کہا، حضرت آپ نے خود ہی تو ثابت کیا ہے کہ ساری دنیا کا کنٹرول نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ نبی ﷺ تقسیم کرتے ہیں، تو ریال کہاں کی مشین ہے، کہتے، سعودی عرب

کی۔ میں نے کہا، یہ کون ہماری طرف بھیجتا ہے؟ یہ ہماری طرف نبی پاک ﷺ ہی بھیجتے ہوں گے۔ میں نے کہا، جی حضور ﷺ تقسیم کرتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ ہمیں دیتے ہیں، تم بھی عرض کرو، یا رسول اللہ ﷺ عاشق ہم ہیں، کچھ پیسے ہمیں بھی دو، کوئی ایک آدھی مسجد ہماری بھی بنوا دو۔ میں نے کہا، نبی پاک ﷺ نے نہیں بنوانی، کہتے، کیوں؟

میں نے کہا، کہہ لو، تمہارے پاس تشریف بھی لاتے ہیں، سنا ہے، آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں، تم نے بھی سنا ہے یا ایسے ہی بیٹھے ہو؟ سنا ہے آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں، ہمارے گھر میں ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ ﷺ! سنا ہے، پکی بات نہیں۔ ایسے ہی کسی سے سنا ہے۔ میں نے کہا، عقیدہ تو پکا نہ ہوا، ایسے ہی سنی سنائی بات ہے، کہتا، نہیں یقیناً نیا اسٹیکر چھپا ہے۔

یقیناً آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
ہمارے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ ﷺ

میں نے کہا، نبی پاک ﷺ تمہارے گھر میں تشریف لاتے ہیں؟ کہتا جی بالکل، میں نے کہا، ہمارے گھر؟ تم تو وہابی ہو، گستاخ ہو، تمہارے گھر تشریف نہیں لاتے، صرف ہمارے گھر عاشقوں کے گھر، میں نے کہا، میں نے مان لیا، تیرا عقیدہ ایک سوال ہے، سمجھا دیجیے! سمجھو۔

میں نے کہا، یہ ایک گھر ہے، گلی ہے، پہلا گھر اہل حدیثوں کا ہے، اس گھر میں حضور ﷺ؟ کہتا نہیں، اس سے اگلا گھر عاشقوں کا ہے، کہتا، اس میں حضور ﷺ پاک تشریف فرما ہیں، اس سے اگلا گھر، پھر اہل حدیثوں کا ہے، کہتا، اس گھر میں بھی تشریف فرما نہیں ہیں، اس سے اگلا گھر؟ کہتا، عاشقوں کا ہے، اس گھر؟ کہتا، اس گھر میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے کہا، گلی میں پانچ گھر عاشقوں کے ہیں، پانچ وہابیوں کے، کہتا، تمہارے گھر نہیں۔ صرف ہمارے گھر میں تشریف فرما ہیں۔

نبی پاک ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں؟ کہنے لگا، جی، میں نے کہا، ہمارے گھر؟ کہتا، نہیں۔ اگر ہمارے گھر میں نہیں، تو پھر اس کا مطلب ہے، ہر جگہ پہ تو نہیں ہو سکتے اور اگر ہر

جگہ پہ ہیں تو پھر ہمارے گھر میں بھی؟ ہمارے گھر میں بھی موجود ہیں، اگر ہر جگہ پہ ہیں تو پھر ہمارے گھر میں بھی موجود ہیں، اگر ہمارے گھر نہیں تو پھر ہر جگہ موجود ہو سکتے نہیں؟

عقیدہ مولوی بہت گرتا جا رہا ہے، یہ نہیں دیکھتا، اس کے پیچھے کیا ہے، میں جاؤں گا، کس طرف، میرے ساتھ کیا ہوگا۔ اب غور کیجیے، حدیث آ گئی۔

((اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ ، وَاللّٰهُ يُعْطِيْ))

رزق اللہ عطا کرتا ہے، مصطفیٰ ﷺ آگے تقسیم کرتے ہیں، میں نے کہا، اس حدیث کا یہی معنی ہے کہ رزق نبی پاک ﷺ تقسیم کرتے ہیں، کہتا، ہاں، نبی پاک ﷺ ہی آگے تقسیم کرتے ہیں، رزق اللہ دیتا ہے، نبی پاک ﷺ آگے تقسیم کرتے ہیں۔ میں نے کہا، میرا ایک سوال ہے، حل کیجیے، کہتا بتلاؤ۔ میں نے کہا، رزق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک رزق حلال ہوتا ہے، ایک رزق؟ بولو، ایک رزق حلال ہوتا ہے، ایک رزق حرام ہوتا ہے۔

سود خور کے پاس رزق تو ہے لیکن رزق حلال نہیں، رشوت خور کے پاس رشوت رزق تو ہے لیکن رزق حلال نہیں، ڈاکو کے پاس رزق ہے لیکن رزق حلال نہیں، چور کے پاس رزق تو ہے لیکن رزق حلال نہیں، خائن کے پاس رزق تو ہے، لیکن رزق حلال نہیں، دھوکے باز کے پاس رزق تو ہے، رزق حلال نہیں، ملاوٹ کرنے والے کے پاس رزق تو ہے، رزق حلال نہیں۔ بتلایئے! رزق دو قسم کا ہے جی دو قسم کا ہے۔ میں نے کہا، بتلایئے! رزق حلال اور رزق حرام کون تقسیم کرتا ہے؟

اگر تم کہو کہ ساری دنیا کو رزق مصطفیٰ ﷺ تقسیم کرتے ہیں تو حل کرنا پڑے گا، رزق حرام کون دیتا ہے؟ اگر میرے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرو، نہ تمہارا ایمان رہے نہ تمہاری غیرت رہے، نہ تم میں حیاء رہے، نہ تم میں شرم رہے، نہ مصطفیٰ ﷺ کی عزت رہے، نہ آپ ﷺ کی حرمت رہے، نہ آپ ﷺ کی شان رہے، نہ مصطفیٰ ﷺ کا مقام، عزت و عظمت محفوظ رہے۔ بتلایئے، رزق حرام کون دیتا ہے؟

سنیے! اپنے اس عقیدے پہ غور کیجیے، بات کو سمجھئے کہ رزق حلال تقسیم کون کرتا ہے، رزق

حرام تقسیم کون کرتا ہے؟ رزق کی نسبت اللہ کی طرف کرنی ہوگی کہ رزق ہر قسم کا اللہ عطا کرتا ہے، کیوں؟ اللہ کسی قانون کا پابند نہیں ہے۔ اللہ کسی شریعت کا مکلّف نہیں، اللہ کسی کا پابند نہیں۔ پیغمبر ﷺ شریعت الٰہی کے پابند ہیں۔

﴿اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ (الانعام:۵۰)

پیغمبر ﷺ اپنے وجود کے اوپر حلال یا حرام چیز کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے منہ میں کھجور جانے لگی، آپ ﷺ نے باہر نکالی تھی۔ میرے مصطفیٰ ﷺ اس کے بعد تصدیق نہیں کر سکتے۔ رب سے سوال نہیں ہوسکتا، رب قانون سے بالا ہے، رب ضابطے سے بالا ہے، رب آئین سے بالا ہے رب شریعت سے بالا ہے، رب سے سوال نہیں ہوسکتا۔

پیغمبر ﷺ سے سوال رب کرسکتا ہے۔ میرا مصطفیٰ ﷺ حرام کا رزق اس کائنات میں تقسیم نہیں کرسکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا، رزق دیتا اللہ ہے، اور تقسیم بھی اللہ کرتا ہے، مصطفیٰ ﷺ کی عزت، حرمت کے حوالے سے میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں، عقیدہ بنا لینا آسان ہے، لیکن عقیدہ کے جتنے باطل عقائد و نظریات ہیں، آج میرا دل کرتا ہے، ان کو میں بیک سمجھاؤں ر ان کے پیچھے کیا ہے؟

اگر ان عقائد کو تسلیم کرلیا جائے، پیغمبر ﷺ کی عزت اور عظمت اور آپ ﷺ کی شان اور مقام وہ محفوظ نہیں رہ سکتی اور باطل نظریات کا تذکرہ کر کے حقیقی عقائد و نظریات، قرآن و سنت کے دلائل کی روشنی میں وہ تمہارے سامنے میں عرض کروں گا۔

غور کیجیے! قرآن نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

سنیے! میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت کے بارے میں مومن کو غیرت مند ہونا چاہیے۔ اسی طرح پہلے اللہ کی عزت کے بارے میں بھی، حرمت کے

بارے میں بھی مومن کو غیرت مند ہونا چاہیے۔ آیئے اللہ کی عزت کے بارے میں بھی سنیے، مصطفیٰ ﷺ کی عزت کے بارے میں بھی سنیے، اللہ کی عزت کو بھی جانیے، مصطفیٰ ﷺ کی عزت کو بھی جانیے، اللہ کی حرمت کو بھی جانیے، مصطفیٰ ﷺ کی حرمت کو بھی جانیے، اللہ کی تعظیم بھی سیکھیے، مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم بھی سیکھیے، اللہ کا ادب بھی کیجیے، میرے مصطفیٰ ﷺ کا ادب بھی کیجیے۔ فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

غور کرتے جانا، میں دلائل کے ساتھ ساتھ تمہارے سامنے عرض کرتا جاؤں گا، دلائل پہ غور کرنا، قرآن وحدیث کے دلائل پر غور کرنا۔ اللہ پاک نے اہل حدیث کو یہ اعزاز بخشا ہے، ہمیں گھر میں بیٹھ کر دلائل بنانے کی ضرورت نہیں، ہمارے دلائل اللہ پاک نے۔ اس لیے مصطفیٰ ﷺ کے سینے پہ خود ہی نازل فرمائے۔ ہمیں کوئی عقیدہ گھر میں بیٹھ کر بنانے کی ضرورت نہیں، ہمارے دلائل اللہ پاک نے آسمان سے مصطفیٰ ﷺ کے سینۂ اطہر پہ خود نازل فرمائے ہیں۔

اللہ نے کیا اعلان فرمایا ہے، فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

اگر ایسے بات سمجھ نہیں آئی تو میں اس طرح بات سمجھاتا ہوں، اگر میں تمہارے گاؤں، بستی میں یہ بات کہہ جاؤں کہ رحمۃ العالمین موسیٰ پیغمبر علیہ السلام بھی ہیں، امام الانبیاء علیہ السلام بھی ضرور ہیں، لیکن موسیٰ علیہ السلام بھی رحمۃ اللعالمین ہیں۔ حالات بدل جائیں، لڑائی ہو جائے، جھگڑا، اختلاف ہو جائے، ہر بندہ جناب میرے خلاف ہو جائے کہ نہیں آپ نے پیغمبر ﷺ کی توہین کی ہے۔ میں سوال کرتا ہوں، میں نے پیغمبر ﷺ کی کیسے توہین کی ہے؟ کہنے لگے، اس لیے کہ رحمۃ اللعالمین مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور رحمۃ اللعالمین نہیں۔

میں سوال کرتا ہوں کہ جو شان مصطفیٰ ﷺ کی ہے، رحمت والی، اگر میں موسی پیغمبر کو دوں، پیغمبر ﷺ کی شان کی توہین ہوتی ہے؟ کہنے لگے، ہاں تنقیص ہوتی ہے۔ آپ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں اور کوئی نہیں۔ اگر میں سراج منیر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو کہوں، پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے، کیوں؟ سراج منیر کی جو صفت ہے، وہ صرف میرے مصطفیٰ ﷺ کی ہے، میں سوال کرتا ہوں، شافع محشر مصطفیٰ ﷺ ہیں، ساقی کوثر مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سیّد ولد آدم مصطفیٰ ﷺ ہیں، جو شان میرے مصطفیٰ ﷺ کی ہے، وہ شان میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کو دوں، پیغمبر ﷺ کی شان کی توہین ہوتی ہے، جو شان مصطفیٰ ﷺ کی ہے، اگر میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کو دوں، مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔

جو صفات مصطفیٰ ﷺ پہ آئیں، وہ میں سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دوں، تو میرے مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے، تو میں بھی تو سوال کرسکتا ہوں کہ جو شان میرے مصطفیٰ ﷺ کی ہے، وہ شان کسی اور نبی کو دینے سے میرے مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے تو جو شان اللہ کی ہے؟ وہ کسی اور کو دینے سے؟ اس کے بارے میں کوئی قانون نہیں؟ اللہ کے بارے میں کوئی ضابطہ نہیں؟ کہ مصطفیٰ ﷺ کی شان کسی اور کو دوں تو مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور اگر اللہ کی شان کسی اور کو دوں تو میرے رب کی بھی توہین؟

رب داتا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے بندہ جو دنیا میں انکار کرے کہ جیسے نبی پاک ﷺ للعالمین ہیں، کسی اور کو رحمۃ للعالمین کہنے سے مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے، تو رب داتا ہے، کسی اور کو داتا کہنے سے؟ اچھا یہاں کوئی قانون نہیں، جو مرضی کہے جاؤ؟ اللہ پاک داتا ہے، کسی اور کو کہنے سے میرے رب کی توہین ہے؟ اللہ غریب نواز ہے، کسی اور کو کہنے سے میرے رب کی توہین، تنقیص ہے؟ رب گنج بخش ہے، کسی اور کو کہنے سے میرے رب کی توہین ہے۔

سنیے! قرآن کیا اعلان فرماتا ہے؟ فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ٢٢)

فرمایا: میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اعلان فرما دیجیے،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

اللہ وہ ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، فرمایا: میرے معبود ہونے کی دلیل بڑی ہے؟

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾

میں غیب بھی جانتا ہوں، اور میں ظاہر بھی جانتا ہوں، میں غیب بھی جانتا ہوں، کون؟ بولو غیب کون جانتا ہے؟ حاضر کون جانتا ہے؟ غیب بھی اللہ جانتا ہے اور ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ غیب بھی اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا میں غیب بھی جانتا ہوں، ظاہر بھی میں جانتا ہوں، میرے علاوہ غیب جاننے والا کوئی نہیں۔ میرے سوا ظاہر جاننے والا کوئی نہیں۔

یا اللہ یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ آپ کے علاوہ غیب نہیں جانتا کوئی، لیکن یہ بات کیسے سمجھ آئے گی کہ تیرے سوا ظاہر جاننے والا کوئی نہیں؟ ظاہر چیز تو ہم بھی جانتے ہیں۔ رب فرماتا ہے، نہیں تم جانتے۔ یا اللہ کیسے؟ یہ غور کرنا، ذرا مثال پہ غور کرنا۔ یہ میں تمہارے سامنے ظاہر تم میرے سامنے ظاہر، تمہارے سر کے بال میں دیکھ رہا ہوں، تمہارے داڑھی کے بال جناب میں دیکھ رہا ہوں، تم میرے سر کے بال دیکھ رہے ہو، میری داڑھی کے بال دیکھ رہے ہو، پوری میری داڑھی وہ تمہارے سامنے ظاہر ہے، میرا پورا سر جو ہے، تمہارے سامنے ظاہر ہے۔ تمہاری ساری داڑھیاں میرے سامنے ظاہر ہیں، تمہارے سر کے سارے بال میرے سامنے ظاہر ہیں، لیکن میری داڑھی سر میں اور تمہاری داڑھی سر میں بال کتنے ہیں؟

اس کا مطلب ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، غیب تو دور کی بات ہے، ظاہر کون جانتا ہے؟ ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ ایک درخت کے نیچے ساری دنیا کھڑی کر لو، جناب بتا دو اس درخت پہ پتے کتنے ہیں، ایک ایک ٹہنی ظاہر ہے، ایک ایک پتا ظاہر ہے، لیکن کوئی نہیں جانتا کہ اس درخت پہ پتے کتنے ہیں؟ ماننا پڑے گا،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

غیب بھی اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی دعا سننے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حاجت روا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی مشکل کشا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی تمہاری پکاریں سننے والا نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمہاری عرضی سننے والا کوئی نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمہاری چیخ و پکار سننے والا کوئی نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا مال و اسباب میں کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی تمہاری بات سننے والا، بگڑی بنانے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی اولاد دینے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی ظاہر اور غیب جاننے والا نہیں۔ یہ میں نے دعویٰ کیا ہے، اب میں دلالت کرنا چاہتا ہوں، قرآن کیا فرماتا ہے؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

اہل حدیث کے علماء اور خطباء اور اہل حدیث کے جوانو اور یوتھ فورس کے جوانو! میرے اس پیغام پہ غور کرنا، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، نبی پاک ﷺ نے عقیدۂ توحید پر عملی تعلیم دی ذرا غور کرنا، عقیدہ توحید بیان کرنے کے لیے اگر ماریں پڑیں تو ماریں برداشت کر جاؤ، اگر عقیدہ توحید بیان کرنے میں ہتھکڑیاں آ جائیں تو زیور سمجھ کر، اس کو اپنا حسن و جمال سمجھ کر اس کو اپنے ہاتھوں کا زیور سمجھا کرو، اگر تمہیں روڑے پڑیں، پتھر پڑ جائیں، جناب برداشت کرو، اگر عقیدہ توحید کے لیے جیل میں جانا پڑے، حتیٰ کہ جان لٹانی پڑ جائے، سب کچھ قربان کرو۔

اللہ ذوالجلال کی قسم، جب بھی میں نے حدیث پاک پڑھی، اللہ پاک کی رحمت سے یہ ایمان بن گیا، جب نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان پڑھا، اللہ پاک کی قسم پیغمبر ﷺ کی حدیث میرے دل کو ٹھنڈک پہنچا دیتی ہے، میرے ایمان کو بڑھا دیا ہے، اور اللہ پاک کی رحمت سے

اس حدیث پر جب سے غور کیا اور اس مشن کو اپنی زندگی کا مشن اور حصہ بنا لیا، مسلک اہل حدیث بیان کرنا، عقیدہ توحید بیان کرنا، پیغمبر ﷺ کی سنت کی اہمیت بیان کرنا، شرک کا رد کرنا، بدعات کا رد کرنا۔

سنو! ایک حدیث ایسی ہے، جس نے میرے ایمان کو جلا بخشی، ایک حدیث ایسی ہے، جس نے میرے ایمان کو بڑھا دیا، ایک حدیث ایسی ہے، جس کے پیچھے میں ساری دنیا کو قربان کر دوں۔ مال و جان قربان کر دوں، محمد ﷺ کی ایک حدیث پہ کتنی پیاری حدیث ہے، وہاں کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی جہاں میرے محمد ﷺ نے فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کل قیامت کا دن ہوگا، امام ابن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سلسلہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا حدیث سنو تو ایمان تازہ ہو جائے۔ حدیث سنو تو نبی ﷺ سے پیار بڑھ جائے، حدیث سنو تو عقیدہ توحید سے پیار بڑھ جائے۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والا دن ہوگا، میں حوض کوثر پہ بیٹھا ہوں گا، دنیا پانی پینے آ رہی ہوگی۔ میں پیالے بھر بھر کے دنیا کو دے رہا ہوں گا، وہ پانی پی رہے ہوں گے۔ محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اچانک ایک گروہ آئے گا، میں کہوں گا، ان کو آگے آنے دو، جب میرے قریب آئیں گے، میں انہیں اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر بھر کر آگے کروں گا کہ اپنے ہونٹ لگا کر میرے ہاتھوں سے حوض کوثر پیو، صحابہ رضی اللہ عنہم چونک گئے، حیران ہوئے، فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! اگر آپ ﷺ نے ساری امت کو پیالوں میں پانی پلانا ہے تو وہ خوش نصیب کون ہوں گے؟ محبوب ﷺ جی! جن کو اپنے ہاتھوں سے پانی پلائیں گے؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم وہ میری امت کے مبلغ ہوں گے، میری امت کے خطیب اور وارث ہوں گے، جنہوں نے رب کی توحید کو بیان کیا ہوگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں اپنے ہاتھوں سے پانی پلاؤں گا، تمہیں لذت آتی ہے، قل کے لڈوؤں میں تمہیں لذت، ساتویں اور چالیسویں اور ہندی رسوم و بدعات میں، ہم نے سب لڈو چھوڑے ہیں۔ محبوب ﷺ کے ہاتھوں پانی پینے کے لیے۔

مجھے یاد ہے مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پہ رحمتیں نازل فرما، فرمایا کرتے تھے، قیامت کا دن ہونا ہے تو اللہ نے پوچھنا ہے، مجھ سے عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ کیا چاہتے ہو؟ حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے، میں نے کہنا ہے، اللہ جی! مجھے حوض کوثر پہ لاؤڈ اسپیکر لگوا دو، رب نے پوچھنا ہے، حافظ عبد اللہ رحمہ اللہ لاؤڈ اسپیکر کیا کرنا ہے؟ یا اللہ! میں آج پڑھنا چاہتا ہوں، بڑی قربانیاں دی ہیں، قل اور چالیسویں چھوڑے ہیں، ساتویں کے کھانے چھوڑے ہیں، گیارہویں کی کھیریں چھوڑی ہیں اور یا اللہ ہم نے چالیسویں چھوڑے، میلاد پہ شیرینیاں تقسیم ہوئیں تھیں، وہ سب کچھ ہم نے چھوڑا ہے، تو کس لیے؟

﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر : ۱)

محبوب ﷺ کے ہاتھوں ایک حوض کوثر کا جام پینے کے لیے، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، تمہیں بدعات میٹھی لگتی ہیں، ہمیں مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام بہت پیارا لگتا ہے۔ ساری رسومات قربان ہیں، مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے پیچھے، ایک حدیث کے پیچھے۔

آیئے، سنیے! قرآن کیا اعلان کرتا ہے؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

غیب اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، غیب بھی اللہ جانتا ہے، بولو! ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ غیب بھی اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں۔ اب میں دعویٰ کرنے لگا ہوں، اللہ کے سوا کوئی غیب جانتا نہیں، کوئی جن غیب نہیں جانتا؟ کوئی فرشتہ غیب جانتا نہیں، کوئی ولی پیر فقیر بزرگ غیب نہیں جانتا، حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام شان عزت وعظمت کے باوجود عالم الغیب نہیں۔ یہ صفت میرے اللہ کی ہے، امام الانبیاء ﷺ بھی عالم الغیب نہیں۔ دنیا میں اللہ کی مخلوق میں کوئی عالم الغیب نہیں، یہ صفت صرف میرے اللہ پاک کی ہے۔

اب میں دلائل عرض کرنا چاہتا ہوں، دعویٰ ہو گیا، اب دلائل پہ غور کرتے جانا، میں نے

دعویٰ کیا ہے، فرشتے غیب نہیں جانتے، میں نے دعویٰ کیا ہے، اللہ کے ولی غیب نہیں جانتے۔ میں نے دعویٰ کیا ہے، کہ اللہ کے نبی غیب نہیں جانتے۔ میں نے دعویٰ کیا ہے، امام الانبیاء ﷺ غیب نہیں جانتے۔ اب ترتیب اور دلائل پہ غور کرتے جانا، اللہ کے فرشتے غیب نہیں جانتے، دلیل کیا ہے؟ پہلا پارہ ہے، قرآن پاک کا، اللہ پاک نے فرمایا ہم نے آسمان پہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھلا دیئے۔ سب چیزوں کے نام سکھلانے کے بعد فرشتوں کو بلایا، سیّدنا آدم علیہ السلام بھی کھڑے ہیں اور فرمایا:

﴿اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ﴾ (البقرہ:۳۱)

میرے فرشتو! جی اللہ جی؟ فرمایا: ان ان چیزوں کے نام بتا دو، آگے سے فرشتے کیا کہتے ہیں؟ میں نہیں کہہ رہا، اللہ پاک کا قرآن فرما رہا ہے، اللہ کا قرآن فرما رہا ہے۔ سن اہل حدیث کا پیغام، لوگوں نے تمہیں قصے سنائے ہوں گے، کہانیاں سنائی ہوں گی، جھوٹی روایتیں سنائی ہوں گی، اللہ کی رحمت ہے، اہل حدیث پہ یہ امت کے سامنے یا قرآن پیش کرتا ہے یا پیغمبر ﷺ کی حدیث پیش کرتا ہے۔

اب سنو! قرآن کیا فرماتا ہے؟ سارے فرشتے ہیں، جبرائیل امین علیہ السلام بھی ہیں، میکائیل علیہ السلام بھی ہیں، اسرافیل علیہ السلام بھی ہیں، ملک الموت بھی ہیں۔ سارے فرشتے رب کی مخلوق فرشتے ہیں، سب کے سب اللہ کے سامنے ہیں، رب العالمین نے فرمایا:

﴿اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ﴾ (البقرہ:۳۱)

اے میرے فرشتو! ان ان چیزوں کے نام بتاؤ، سارے فرشتو! جناب کوئی استثناء، کوئی استثناء کر دو تو سہی کہ فلاں فرشتہ موجود نہیں تھا۔ جبرائیل امین علیہ السلام سے لے کر آخری فرشتے تک سارے فرشتے بول کر کیا کہتے ہیں؟

﴿قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ﴾ ﴿قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ﴾

ہمیں پتہ نہیں، کون جانتا ہے؟ یا اللہ تو ہی جانتا ہے ہمارے علم میں نہیں۔

﴿لَا عِلۡمَ لَنَآ﴾

قرآن پاک کے الفاظ میں، قرآن پاک کے الفاظ، اللہ کا کلام ہے، اللہ پاک سے سچا کون ہو سکتا ہے؟

﴿لَا عِلْمَ لَنَآ﴾

جی ہمارے علم میں نہیں، قرآن سے ثابت ہو گیا کہ فرشتے غیب نہیں جانتے۔ میں نے دعویٰ کیا ہے، غیب نہیں جانتے، دلیل سنیے! کہتے ہیں، فلاں کے پاس بہت جنات ہیں، بڑے موکل ہیں، اندازے بڑے عجیب عجیب لگاتا ہے بڑے موکل ہیں، اخبار میں روزانہ آتا ہے، جو چاہو، سو پوچھو، جو چاہو، سو پوچھو۔ لاہور میں آتا ہے، بابا نجومی جو چاہو، سو پوچھو۔ میں نے کہا، جی میں پوچھتا ہوں، بتاؤ، کہتے جی کیا؟ میں نے کہا، بابا جی علی ہجویری رحمۃ اللہ کی قبر پہ دھماکہ کس نے کروایا ہے؟

کہنے لگے، پتہ نہیں، کس نے کروایا ہے؟ میں نے کہا، جو چاہو، سو پوچھو۔ دو تین دن پہلے شاہ عبداللہ شاہ غازی کی قبر پر کراچی جو دھماکہ ہوا، وہ کس نے کروایا ہے؟ کہنے لگے، جی پتہ نہیں، میں نے کہا، مان لو:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

جو چاہو سو پوچھو، بتاؤ، بتاؤ، کون کر گیا، کس نے واقع کیا ہے، کیوں کیا ہے؟ کون کر گیا؟ اہل حدیث بھی کہتا ہے، دہشت گردی کی مذمت بھی کرتا ہے لیکن آؤ، حکومت سے تعاون کرو، ایجنسیوں سے، گدی نشین مولویو! تعاون کرو، جلوس نہ نکالو، بتاؤ، کون کر گیا دھماکہ؟ اندازہ لگا کے بتاؤ، نجومیوں سے پوچھو، کاہنوں سے پوچھو، خلفاء سے پوچھو، لوگوں کی عزتیں لوٹنے والے ایمان لوٹنے والے جاہل، لوگوں کے اعمال لوٹنے والے، پوچھو، نجومیوں سے کون دھماکہ کر گیا بتاؤ یا پھر مینار پاکستان پر چڑھ کر کہو، نسل در نسل گدی نشینوں مولویو ہمارے پاس سب کوڑھ ہے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِیۡمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

ہم نے اللہ کے فضل سے اہل حدیث نے تمہارے سامنے عقیدہ پیش کرنا ہے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

غیب کون جانتا ہے؟ کسی پیر کے پاس کوئی موکل؟ کہتے ہیں ہمارے پاس بڑے بڑے موکل ہیں، فلاں کو جن پکڑ لیتا ہے، کہتے ہیں فلاں کو فلاں بندہ جن ڈال دیتا ہے۔ میں نے کہا، بڑے سیانے ہیں عامل بھی، کہتے کیسے؟ میں نے کہا، جب وہ جن ڈالتا ہے، غریبوں کو کوئی ایسا بتاؤ عامل میں اسے ایک لاکھ روپیہ دینا چاہتا ہوں، جن ڈلوانا چاہتا ہوں، کہتے کس کو؟ میں نے کہا، زرداری کو۔ اوتمہارے عامل زرداری کو جن نہ ڈالے، کوئی جن ڈال دے، کوئی موکل لاؤ، جو اپنا جن بھیجے، زرداری سے راتوں رات استعفیٰ لے تو وہ جواب دیتے ہیں، وہ تو خود جن ہے، اسے جن ڈلتا ہی نہیں۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

جنات جن کی بنیاد پہ تو شرک کرتا ہے، جنات جن کو تم موکل کہتے ہو، جنات جن سے تم کہتے ہو، میں مدد لیتا ہوں، جنات جن سے تم کہتے ہو، جناب چوری بچ جاتی ہے۔ جنات جن کے ذریعے تم لوگوں کے ایمان اور عقیدہ اور مال لوٹتے ہو، وہ جنات بھی غیب نہیں جانتے۔ قرآن کیا فرماتا ہے، سیدنا سلیمان علیہ السلام کھڑے ہیں، لاٹھی کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی ہے۔ اللہ پاک کی طرف سے فیصلہ ہوگیا، موت آ گئی، سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اور جنات بیت المقدس تعمیر کر رہے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ بیت چکا، سیدنا سلیمان علیہ السلام کی روح قبض ہوگئی، حتیٰ کہ اللہ پاک نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کی اطلاع کسی کو بھی نہیں ہونے دی حتیٰ کہ دیمک کے کیڑے کو اطلاع ہوئی ہے اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کی میت کے پاس کیڑا نہیں آیا، کیونکہ نبی علیہ السلام کا وجود معصوم ہوتا ہے، لاٹھی کے قریب آیا ہے، نبی کے وجود کے پاس

کیڑا نہیں آ سکتا ہے۔

نبی علیہ السلام کا معصوم وجود پاکیزہ وجود سنا کیڑا آیا، لاٹھی کو کھایا، لاٹھی ٹوٹی، سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا جسم اطہر زمین پر آیا ہے۔ جب جنات نے دیکھا، پاکستان کے مؤکل رکھنے والو جھوٹو! سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے موکلوں پہ غور کرو، یہ قرآن جن جنات کا ذکر فرما رہا ہے، جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا جسم اطہر زمین پر آیا تو جنات کیا کہتے ہیں؟

﴿لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ﴾ ﴿لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ﴾

ہائے کاش! ہم غیب جانتے ہوتے۔

﴿لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ﴾

ہائے کاش! ہم غیب جانتے ہوتے، اگر ہم غیب جانتے ہوتے، اتنا عرصہ ہم عذاب میں نہ رہتے۔ لہٰذا قرآن سے ثابت ہو گیا، جنات غیب نہیں جانتے۔ مانیں قرآن کا دعویٰ:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

جنات بھی غیب جانتے؟ جنات بھی غیب نہیں جانتے۔ وہ ہمارے سرگودھا، خوشاب کے علاقے میں ایک عورت ہے، کافی زیادہ عمر ہے، چوری ہو جائے تو وہ بتاتی ہے، کسی علاقے میں کوئی چوری ہو جائے، تمہارے علاقے میں بھی ہو جائے، اللہ نہ کرے، بتانا تمہیں بھی ملوائیں گے، وہ چوری بتاتی ہے اور اللہ نے مستقل فرما دیا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

میں نے دعویٰ کیا ہے، کوئی فرشتہ غیب نہیں جانتا، کوئی جن غیب نہیں جانتا۔ کوئی کسی کا مؤکل غیب نہیں جانتا اور جو میں تذکرہ کر رہا تھا، نا، وہاں چوری ہوئی، اس کو دوستوں نے کہا، عورت جو ہے، زیادہ عمر کی ہے، وہ جان لیتی ہے، وہ جان لیتی ہے۔ اچھی ہے، تو چلے جاتے ہیں، جب گئے تو کہتے ہیں یار جب نقصان ہو تو پتہ ہے عقیدہ پہ قابو رکھنا تھوڑا مشکل ہو جاتا

ہے، وہ وقت وہی ہوتا ہے، جس کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ قُطِعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ))

اے ابودرداء رضی اللہ عنہ! جی محبوب ﷺ جی! فرمایا: تمہارے ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جائیں، جلا بھی دیا جائے، اللہ سے شرک نہ کرنا۔

لوگو! اپنے عقیدے کو محفوظ رکھیئے۔ جب گئے اس کے پاس پہنچے، سب بیٹھے ہوئے تھے، حساب کرنے لگی، وہ قلندری اب حساب کر رہی تھی، حساب کرتے کرتے، پیچھے سے اس کی نواسی آ گئی، کہنے لگی، نانی اماں وہ چارہ کاٹنا تھا، درانتی کہاں ہے، اس نے کہا، درانتی کہیں رکھی تو تھی دیکھو، کہیں سے مل جائے گی۔ وہ پھر ڈھونڈ کے آئی، کہنے لگی، نانی اماں نہیں مل رہی، کہاں رکھی ہے؟ کہتی، مجھے کیا پتہ ہے، کہاں پڑی ہے۔ وہ جو حساب کروا رہے تھے، کہنے لگے، چلو یار چلیں، جن کو اپنی درانتی کا نہیں پتہ، ہماری چوری کا کیا پتہ ہوگا، جس کو اپنے گھر کی درانتی کا نہیں پتہ، اسے تمہاری چوری کا کیا پتہ ہوگا؟ قرآن نے سچ فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

غیب کون جانتا ہے؟ غیب اللہ جانتا ہے۔ ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، اللہ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، اللہ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں، کوئی ولی، پیر، فقیر، غیب نہیں جانتا، میں نے ایک سے پوچھا، میں نے کہا، جو رات کو روڈ پہ ڈاکہ ڈالتے ہیں، ڈاکو، یہ کون ہیں؟ کون ڈاکے ڈالتے ہیں؟ کہنے لگے، پتہ نہیں کون ہیں، میں نے کہا، یہ پیروں کو پتہ ہوگا، کہنے لگے، پتہ تو ہوگا، آخر پیر جو ہوئے، میں نے کہا، پھر ان سے منتھلی لیتے ہوں گے؟ کہنے لگے، لو یہ منتھلی لینے والے پیر ہو سکتے ہیں؟ پیر منتھلی نہیں لیتے۔ میں نے کہا، پھر بتاتے کیوں نہیں؟ منتھلی لیتے ہیں، مان لو، اگر منتھلی نہیں لیتے پھر بھی مان لو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ﴾

منتھلی لیتے ہیں، ولیوں کی عزت محفوظ نہیں رہتی یا مہینے بعد ڈاکو سے منتھلی، چوروں سے

منتقلی لیتے ہیں، وہ نہیں بتاتے، کہتے ہیں، تم ڈاکے ڈالتے جاؤ، ہمیں پتہ تو ہے، پر بتانا نہیں، ہم حاضر ناظر تو ہیں، پر بتانا نہیں، ہم موجود تو ہیں، ہر جگہ پر بتانا نہیں۔ ہم جانتے تو ہیں، پر ہم نے کسی کو بتانا نہیں۔ جتنے مرضی ڈاکے ڈالو، ہمیں منتقلی پہنچاتے رہنا یا منتقلی لیتے ہیں، اگر منتقلی لیتے ہیں، وہ ولی نہیں ڈاکو ہی ہے، ان کی عزت محفوظ نہیں، ان کی شان ولایت محفوظ نہیں۔ تمہاری مرضی ہے یہ مان لو یا یہ مان لو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

اللہ پاک کے سوا کوئی غیب جانتا؟ بولو! اللہ پاک کے سوا کوئی غیب جانتا نہیں، اللہ پاک کے سوا کوئی ظاہر جانتا نہیں، اللہ پاک کے سوا کوئی تمہاری پکار سنتا نہیں، کہنے لگے، جی مردے جو بزرگ فوت ہوئے ہیں، وہ آپ کہتے ہو کہ نہیں سنتے؟ میں نے کہا، نہیں سنتے، کہنے لگے، اصل بات یہ ہے، وہ ہوتے ہی زندہ ہیں، وہ سنتے ہیں، میں نے کہا، نہیں سنتے، کہنے لگا، آپ کے بزرگ؟ میں نے کہا، ہمارے بزرگ تو جب تک سنتے ہیں، ہم نے کبھی انہیں دفن ہی نہیں کیا، ہمارا بزرگ جب تک سنتا رہے، ہم تسلی کرتے ہیں، ڈاکٹر حکیموں طبیبوں کو بلا کر بابا کی نبض دیکھو، سن سکتا ہے؟ جب تک سنتا رہے، ہم نے دفن نہیں کیا۔

یہ تمہارا ہی حوصلہ ہے، سنتے سنتے، جیتے جیتے، بولتے بولتے، جاگتے جاگتے، دفن کر دیتے ہو، تو میں نے کہا، تجربہ کے لیے ایک زندہ بزرگ دو، کہتے کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا، تجربہ کرنا ہے، کہتے تجربہ کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا، یار تجربہ کرنا ہے، ان شاء اللہ دس پندرہ گھنٹے بعد واپس کر دیں گے۔ زندہ بزرگ دینا اور پہنچا ہوا دینا، اور اسٹام لکھ دیتے ہیں، دس پندرہ گھنٹے بعد واپس ہو جائے گا، کہتے کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا، دفنانا ہے، زندہ کو؟ میں نے کہا، ہاں، کہتے کیوں؟ میں نے کہا، تجربہ کے لیے؟ دفنا کے قبر میں مٹی ڈال کے اوپر ایک بالشت کے برابر جناب اس کو بلند کر کے دو چار گھنٹے ٹھہر کے اس کو باہر نکال کے تمہیں واپس کر دیں گے۔ کہتے، وہ تو مر جائے گا۔ میں نے کہا، وہاں مرا ہوا زندہ نہیں ہوتا؟ کہتے نہیں جو قبر ہے،

اس میں تو زندہ دفن کریں تو مر جاتا ہے، اگر مرا دفن کریں تو؟ سبحان اللہ! میں نے کہا، سب کو کسی پاگل خانے میں داخل کروا آؤ، اگر زندہ دفن کریں قبر میں؟ کہتے زندہ دفن کریں تو مر جاتا ہے، اور مرا کریں تو؟ سچ فرمایا ہے، قرآن نے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (فاطر : ۲۲)

فرمایا، مردے زندہ برابر نہیں۔ جس کو اللہ چاہے، سنائے، محبوب ﷺ آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔ کہنے لگے، جی نہیں، وہ سنتے ہیں۔ میں نے کہا، نہیں سنتے، کہتے سنتے ہیں۔ میں نے کہا، نہیں، کہتے، آپ پھر کیوں کہتے ہو، السلام علیکم کہتے ہو، نا، تم بھی؟ وہابی بھی کہتے ہو، نا،

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ))

اے قبر والو! تم پر سلام ہو، کہتے ہو، نا؟ میں نے کہا، جی کہتے ہیں۔ کہتے جب سنتے نہیں تو پھر کیوں کہتے ہو؟ میں نے کہا، اللہ کے بندو، سنانے کے لیے نہیں کہتے، ہم قبرستان میں جا کر دعا میں کہتے ہیں۔

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ))

(صحیح مسلم، سنن ابن ماجه، الى آخره)

اے قبر والو، تم پر اللہ کی رحمت ہو، سلامتی ہو، برکت ہو، ان کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ وہ سلام سنتے نہیں؟ کہنے لگے، جی سنتے ہیں۔ سلام دیں تو کیسے نہ سنیں۔ میں نے کہا، سنتے ہیں؟ کہتے جی۔ میں نے کہا، سلام سننے کے بعد جواب بھی دینا ضروری نہیں ہو جاتا؟ کہتے جی بالکل۔ میں نے کہا، جواب بھی دیتے ہیں؟ کہتے جی بالکل دیتے ہوں گے، دیتے ہوں گے، پکی بات نہیں، کہنے لگے، جی جواب بھی دیتے ہوں گے؟ میں نے کہا، تم جواب سنتے ہو؟ کہتے نہیں، اچھا تم قبرستان جاؤ، تو سلام کرو تو مردہ سنتا ہے؟ جی سنتا ہے، وہ جواب دیتا ہے؟ جی، تم سنتے ہو؟ نہیں جی۔ جب تم مردے کو سلام کرو تو وہ سنتا ہے؟ جی سنتا

ہے، وہ جواب دے، تم سنتے ہو؟ کہنے لگے، نہیں۔

میں نے کہا، بتاؤ، مردہ کون ہے؟ تم سلام کہو، تو مردہ سنے اور مردہ جواب دے تو تم نہ سنو؟ فیصلہ کیجیے، مردہ کون ہے؟ میرا دل کرتا ہے کہ تمہیں وہاں ڈال دیا جائے، بابا کو باہر نکال لیا جائے، مانو، مانو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر نہیں جانتا، اللہ کے سوا کوئی تمہاری پکار سننے والا نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی تمہاری دعا نہیں سنتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمہارا مشکل کشا، حاجت روا کوئی نہیں، کہنے لگے، جی پھر آپ کیوں غیروں کو پکارتے ہو؟ میں نے کہا، ہم نے کب پکارا ہے؟ کہنے لگے، آپ اپنی بیوی سے روٹی نہیں مانگتے؟ ہم ولیوں سے مانگیں تو ہم مشرک ہو گئے۔ آپ بیوی کے نام سے نہیں جی روٹی لا دو، پانی لا دو، یہ شرک نہیں؟ میں نے کہا، اللہ کے بندو، یہ تو شرک نہیں، کہتے کیوں؟ میں نے کہا، نکاح ہوا ہے، تمہارا ابھی نکاح؟ میں نے کہا، ہمارا تو نکاح ہوا ہے، بیوی سے روٹی مانگنا شرک نہیں۔

کہتے بیوی سے مانگنا شرک نہیں، ولی سے مانگنا شرک ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا، ہاں، کہتے کیسے؟ میں نے کہا، بیوی گھر میں موجود ہو تو تم بااسباب اتنا کہتے ہو، روٹی لا دو، پانی لا دو، شرک نہیں، شرک کیا ہے؟ بیوی مائیکے گئی ہو، گھر میں بیوی نہ ہو تو بندہ چارپائی پہ بیٹھ کر کہے، میری بیوی، روٹی لا دو، بیوی کہاں گئی ہے؟ یہ پیچھے سے کہہ رہا ہے، بیوی! او میری بیوی! روٹی لا دو۔ کسی نے کہا، مولوی صاحب، کس کو پکار رہے ہو؟ کہنے لگے، بیوی کو، کہاں ہے؟ کہتے مائیکے۔ پھر کیوں کہہ رہے ہو؟ کہنے لگا، وہ یہاں سے بھی سنتی ہے۔

اگر پاس موجود ہو تو بااسباب روٹی مانگنا شرک نہیں۔ بیوی مائیکے چلی جائے، پیچھے سے پکارنا شرک ہے، اللہ کا ولی پاس موجود ہو، خالص عقیدہ رکھتے ہوئے دعا کروانا شرک نہیں،

یہی خالص ہے کہ زندہ کے پاس بھی نہ جاؤ خود دعا کرو اگر ولی مائیکے گیا ہو یعنی فوت ہو گیا، پیچھے سے پکارنا، پیچھے سے پکارنا شرک ہے۔ اللہ کا ولی پاس موجود ہو، دعا کروانا شرک نہیں، اللہ کا ولی فوت ہو جائے تو پیچھے سے پکارنا شرک ہے۔ جب ولی فوت ہو جائے، پیر فقیر فوت ہو جائے، اس کا جنازہ اعلان ہو، سارے مرید جائیں تو کیسے جنازہ پڑھتے ہو، ہم تو جناب کہتے ہیں، اللہ اکبر اور ہمارا جنازہ شروع ہو گیا اور تمہارا تو نیت کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔

جنازے میں کیا کہا ہے؟

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا))

کہتے ہیں، کہ نہیں ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا)) کہتے ہیں کہ نہیں، ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا)) نہیں، ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا)) میت کو مانا ہے، تسلیم کیا ہے کہ میت گیا ہے، ہاں جی میت ہو گیا ہے، پھر مان کہ!

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

ایک بندہ مجھے کہتا، یہ جو مردے، یہ جو بزرگ پیر فقیر ہیں، یہ کچھ دے سکتے ہیں، مختار کل حاجت روا ہیں یا نہیں؟ مشکل کشا ہیں یا نہیں؟ میں نے کہا، نہیں، کہنے لگا، پیر فقیر مشکل کشا نہیں؟ میں نے کہا، نہیں۔ کہتا، آپ کا پھر کیا عقیدہ ہے؟ میں نے کہا، ہمارا عقیدہ ہے، مرید مشکل کشاء ہیں، ہمارا عقیدہ مرید مشکل کشا ہے۔ بس اتنا ہمارا فرق ہے، تم کہتے ہو، پیر مشکل کشا ہوتا ہے؟ ہم کہتے ہیں مرید مشکل کشا ہوتا ہے؟ کہتا، وہ کیسے؟

میں نے کہا، پیروں کو گاڑیوں میں تیل ڈالنے کے لیے پیسے کون دیتا ہے؟ کہتا مرید دیتے ہیں۔ میں نے کہا، پیروں کو چاولوں کی دیگ کون دیتا ہے؟ کہتا، مرید، میں نے کہا، پیروں کو دودھ کون دیتا ہے؟ کہتا، مرید، میں نے کہا، پیروں کو بکرے کون دیتا ہے؟ کہتا مرید، میں نے کہا، پیروں کو دیگیں کون بھیجتا ہے؟ کہتا مرید۔ پیروں کو پیسے کون بھیجتا ہے؟ کہنے لگا، مرید۔ میں نے کہا، پاگل، پھر مشکل کشا مرید ہیں پھر مشکل کشا مرید ہوئے، پیر کس لیے

ہوئے؟ پیر نہیں، مرید مشکل کشا ہیں، جو پیروں کو روٹی دیتے ہیں، ان کا کھانا پینا مریدوں سے ملتا ہے،تو تمھیں سمجھانے کے لیے ہمارا عقیدہ ہے،مشکل کشاء مرید ہوتے ہیں، جو آج کے بعد کہے، پیر مشکل کشا ہوتے ہیں،تم نے کیا کہنا ہے؟نہیں نہیں، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، مرید مشکل کشاء ہیں۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر : ٢٢)

پوچھ لو جناب کسی شرک کرنے والے سے سوال کرو تو جناب بڑے انداز سے کہے گا کہ!

تیرا کھاواں تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ ﷺ

☆☆☆

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

☆☆☆

یا امام بری میری کھوٹی قسمت کر دو کھری

یا پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ پھر پوچھو جا کر تجربہ کر کے مشرک سے پوچھو، جا کر پوچھو کہ سنا ہے، تمھیں اللہ پاک نے اپنی کار دی ہے۔ کہتا، ہاں جی، سرکار کا کرم ہوا ہے، کار کس نے دی ہے؟ سرکار کا کرم ہوا ہے۔ اچھا سرکار کا؟ کہنے لگا، جی سرکار کا کرم ہوا ہے۔ سنا ہے تمہاری شادی کے دس سال بعد اللہ پاک نے تمھیں بیٹا دیا ہے، جی سرکار کا کرم ہو گیا ہے۔ سنا ہے دوکان بہت چلتی ہے، جی سرکار کا کرم ہوا ہے، سنا ہے مکان اپنا لیا ہے، سرکار کا کرم ہوا ہے، سنا ہے بیٹا ملا ہے، جی سرکار کا کرم ہوا ہے۔ سب سرکار کے کرم ہیں؟

جی، سنا ہے تمہارے ابو جی کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے؟ جی اللہ کی مرضی۔ یہ دیکھ لو، سرکار کا کرم، سب سرکار کا کرم، جب ٹانگ ٹوٹی ہے، پھر کہتا ہے، اللہ کی مرضی ہے، بیٹا ہوا، مبارک دینے گئے، کہنے لگے، جناب سرکار کا کرم ہوا ہے، جب ہفتہ گزرا بیٹا مر گیا، مولوی صاحب،

گئے، سنا ہے، بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ جو سرکار نے کرم کیا تھا۔ جی جی اللہ کی مرضی ہے، یہ اب مرا ہے تو، کس کی مرضی ہوئی ہے؟ مرا ہے تو اللہ کی مرضی۔

یا امام بری میری کھوٹی قسمت کر دو کھری

میں نے کہا، اللہ کے بندے کھوٹی قسمت کھری کون کرتا ہے؟ کہنے لگا، امام بری کرتا ہے۔ میں نے کہا، لیکن میرا ایک سوال تم حل کرو، کہتا، بتلایئے، میں نے کہا، کھوٹی قسمت کھری کون کرتا ہے؟ کہتا امام بری کرتا ہے۔ میں نے کہا، چلو، تمہاری یہ بات مان لی کہ کھوٹی قسمت ہو تو امام بری کھری کرتا ہے۔ تو اللہ کے بندے، کھوٹی قسمت کون کرتا ہے؟ کھری تو پھر اللہ کرتا ہو گا؟ کوئی پیر کھوٹی کھری کرنے والا نہیں؟

سچ کہا ہے، قرآن پاک نے،

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الانعام: ۹۱)

نہیں جانیں گے، مشرک اللہ کی قدر کو، کہیں قرآن فرماتا ہے،

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ﴾ ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح: ۱۳)

قرآن کیا اعلان فرماتا ہے؟ نہیں تم نے اللہ کے، مقام کو پہچانا نہیں، اللہ کی عزت کو احترام کو، پہچانا نہیں۔ اللہ کی شان کو مانا نہیں، تم کس کو مشکل کشا کہتے ہو؟ قرآن کیا فرماتا ہے؟ فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ﴾ ﴿ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا﴾

(الحج: ۷۳)

اللہ پاک نے فرمایا اے دنیا کے لوگو! ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾، میں اہل حدیث بھی ہیں، بریلوی، دیوبندی اور شیعہ بھی ہیں، مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں۔ ساری دنیا، رب آواز دیتا ہے، ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ او ساری دنیا کے لوگو! ﴿ضُرِبَ مَثَلٌ﴾ ﴿ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا﴾ رب فرماتا ہے، تمہارے لیے ایک مثال بیان ہوتی ہے، ذرا غور سے سنو، رب فرماتا ہے، میں نہیں فرما رہا، رب کہہ رہا ہے، ﴿فَاسْتَمِعُوْا﴾ او اہل حدیثو!

﴿فَاسْتَمِعُوْا﴾ او بریلوی، دیو بندیو، ﴿فَاسْتَمِعُوْا﴾ اوشیعو! ﴿فَاسْتَمِعُوْا﴾ اواللہ کے ساتھ غیروں کو پکارنے والو، ﴿فَاسْتَمِعُوْا﴾، ﴿ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا﴾ رب کہتا ہے، میں مثال بیان کرتا ہوں، ذرا کان لگا کر سنو، غور تو کرو، اللہ جی کون سی مثال ہے، رب فرماتا ہے،

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ﴾ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

بے شک وہ لوگ تم جن کو پکارتے ہو، جن کو پکارتے ہو، اللہ کے علاوہ، کہتا جی اس سے مراد بت ہیں۔ اس سے مراد جناب بت ہیں، پتھروں کے، ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد نبی ولی نہیں ہوتے، اس سے مراد بت ہوتے ہیں، کوئی اس طرح کی آیت پڑھو، جہاں ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ بھی ہو اور اس سے مراد بت نہ ہوں، اللہ کے ولی ہوں، کوئی اس طرح کی آیت پڑھو، جس میں ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد اللہ کے نبی ہوں، تم بتوں کی آیات انبیاء علیہم السلام پہ بیان کرتے ہو، بتوں کی آیتیں ولیوں پہ فٹ کرتے ہو؟

نہیں، نہیں قرآن پاک پڑھیئے، اور قرآن پاک پہ غور کیجیے، اللہ پاک نے نبیوں کے لیے بھی ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اللہ پاک نے ولیوں کے لیے بھی ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کا لفظ استعمال کیا ہے، اگر شک ہو تو سنو قرآن کیا فرماتا ہے؟

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ﴾ ﴿ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ﴾ ﴿ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اٰل عمران: ۷۹)

کوئی ہے دنیا میں ماں کا لال، جو میرے دلائل کو غلط ثابت کرے، بتائے اس آیت سے مراد بت ہیں، ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ یہ بشر کون ہوتا ہے، بشر کون ہوتا ہے؟ بت ہوتا ہے؟ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ اللہ پاک نبیوں کا تذکرہ فرما رہا ہے،

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ﴾

(اٰل عمران: ۷۹)

رب فرماتا ہے کسی بشر کو لائق نہیں، اللہ جی کون سا؟ فرمایا: جس کو میں کتاب بھی دوں، حکمت بھی دوں، نبوت بھی دوں، کسی میرے نبی کو لائق نہیں، میں نبوت دوں، تو پھر وہ دنیا سے کہے،

﴿كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اٰل عمران : ۷۹)

رب کا قرآن کیا فرماتا ہے، کل قیامت کا دن ہو گا، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام میرے دربار میں ہوں گے، سیدہ مریم علیہا السلام بھی میرے دربار میں ہوں گی، رب کیا فرمائے گا، اے عیسیٰ علیہ السلام! جی:

﴿ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ﴾

﴿ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

(المائدہ:١١٦)

تیسرا مقام:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ﴾

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾

(الاعراف:١٩٤)

اللہ کا قرآن کیا فرماتا ہے کہ جن کو پکارتے ہو، وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، رب فرماتا ہے، میں مریم علیہا السلام سے، میں مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھوں گا، آپ نے کہا تھا، اللہ کے علاوہ میری پوجا کرنا؟ سنیے، غور کیجیے! جو بات میں سمجھا رہا ہوں، رب فرماتا ہے،

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا﴾ (الحج : ۷۳)

دنیا کے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، غور سے سنو! یا اللہ سن رہے ہیں، فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (الحج : ۷۳)

تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو، جی یا اللہ کیا حیثیت ہے، ان کی؟ رب فرماتا ہے۔

﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾ ﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾ (الحج : ۷۳)

او بچہ دینا تو دور کی بات، بیٹا دینا تو دور کی بات، میں قصہ اور کہانی تو نہیں پڑھ رہا،

قرآن فرماتا ہے،

﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا﴾ (الحج : ۷۳)

رب فرماتا ہے، ساری دنیا کے مشکل کشا، ساری دنیا کے حاجت روا ساری دنیا کے بابے، غریب نواز، گنج بخش، رنج بخش، سارے اکٹھے ہو جائیں، فرمایا:

﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا﴾ (الحج : ۷۳)

ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے، مکھی بھی؟ یا اللہ مکھی بھی، فرمایا: مکھی بنانا تو دور رہا، آگے کیا فرمایا ہے؟

﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا﴾ (الحج : ۷۳)

رب کہتا ہے، اگر کوئی مکھی ان کے کھانے سے، ان کے نیاز سے، ان کی نذر سے، گیارہویں کی شیرینی سے، ﴿شَيْـًٔا﴾ ایک ذرہ برابر، رائی برابر، ﴿شَيْـًٔا﴾ کچھ بھی چیز اٹھا کے لے جائے،

﴿لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ﴾ مِنْهُ ﴿لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ﴾

رب فرماتا ہے، سارے مل کے اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے، کیوں؟

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ﴾ (الحج : ۷۳)

حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، آمین۔ فرمایا کرتے تھے، کہ ہم عراق گئے، اتفاق سے پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی قبر پہ چلے گئے، تو ایک بابا پکار رہا تھا، پنجاب سے گیا ہوا تھا، تو پتہ کیا کہے، بابا جی، کتنے دن ہو گئے ہیں، مجھے آتے ہوئے، اب تو میری دعا قبول کرو، اب تو میری بات سنو، حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جب میں نے سنا، پنجابی میں لگا ہے تو میں نے کہا، بابا جی، ناراض نہ ہوں، میں پنجاب سے آیا ہوں، کہنے لگا، اچھا، کیا ہے، میں نے کہا، بابا جی، یہ بابا جی جسے پکار رہے ہو، پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، یہ پنجابی زبان نہیں سمجھتے، ان کی زبان عربی تھی، لہٰذا معذرت سے عربی سے پکارو،

کہنے لگا، مولوی جی، مجھے عربی نہیں آتی، حافظ صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے، مجھے بے ساختہ ایک آیت یاد آ گئی، کہ بابا جی، آپ کو عربی نہیں آتی، اور بابا جی کو پنجابی نہیں آتی۔

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ﴾ (الحج : ۷۳)

پکارنے والا بھی کمزور ہے، جسے پکارا جا رہا ہے، وہ بھی کمزور ہے۔ اسے پکار جو دنیا کی ساری زبانیں جانتا ہے، پھر اس کو کیوں نہیں پکارتا؟

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (الملک : ۱)

اس کو کیوں نہیں پکارتا؟

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (آل عمران : ۲۶)

تو جب تم غیروں کے دروازے پہ جاتے ہو، تب رب کا قرآن کیا فرماتا ہے؟

﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ﴾ (الانفطار : ۶، ۷، ۸)

اے انسان! تمہیں میرے بارے میں دھوکے میں کس نے ڈال دیا ہے،

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ﴾

(الانفطار :۷، ۸)

جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہاری اولاد کو نہیں بنایا، جن کے پاس جا رہے، انہوں نے تمہیں نہیں بنایا، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہاری آنکھیں نہیں بنائیں، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہارے ہاتھ نہیں بنائے، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہارا وجود نہیں بنایا، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہیں دماغ تو عطا نہیں کیا، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہیں زبان نہیں دی، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہارے لیے لقمہ نہیں بنایا، جن کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے تمہارا گوشت

پوست تو نہیں بنایا، یا اللہ! کس نے بنایا ہے؟ رب فرماتا ہے:

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾

توجہ ہے؟ آج میرا دل کرتا ہے، ساری رات قرآن ہی پڑھتا رہوں،

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ o ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ o ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ (المؤمنون: ۱۲، ۱۳، ۱۴)

آیئے! جو آیت میں بیان کرنا چاہتا ہوں،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، غیب بولو، کون جانتا ہے؟ پورے گاؤں میں گونج پڑ جائے، تب پتہ چلے، غیب کون جانتا ہے؟ اونچی بولو، غیب کون جانتا ہے؟ ظاہر کون جانتا ہے، غیب کون جانتا ہے؟ ہوسکتا ہے، آدھی رات کو کہے ہوئے الفاظ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت والا دن ہوگا، لاکھ کوئی گناہ لے کر آنے والا بندہ جب اس کے گناہ والے پلڑے میں گناہ رکھے جائیں گے، وہ گناہوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا، دوسرے پلڑے میں کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، بندہ پریشان ہوگا، اچانک ایک پتا آئے گا، ایک کاغذ کا ٹکڑا آئے گا، اس پہ کیا لکھا ہوگا؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (الحشر: ۲۲)

نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، اس کاغذ کے ٹکڑے پہ، لا الہ الا اللہ، عقیدہ توحید لکھا ہوگا، جب اس ٹکڑے کا دوسرے پلڑے میں وزن کیا جائے گا، اس سائیڈ میں رکھا جائے گا، گناہ

سارے ہلکے ہو جائیں گے، بھاری کیا ہو جائے گا؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ٢٢)

غیب اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی؟ غیب اللہ جانتا ہے، بولو ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ میں نے دعویٰ کیا ہے، فرشتے غائب نہیں جانتے، دلیل دے چکا ہوں۔ جنات غیب نہیں جانتے، دلیل دے چکا ہوں، جاؤ! اللہ کے ولی غیب نہیں جانتے، اللہ کے ولی غیب نہیں جانتے، میں قرآن عرض کر چکا ہوں، آگے بڑھیئے، میں دعویٰ کرنے لگا ہوں، اللہ کے سارے نبی غیب نہیں جانتے، دلیل کیا ہے، ساتواں پارہ ہے،

﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾

(المائدہ:١٠٩)

رب فرماتا ہے، قیامت کا دن ہوگا، سارے نبی میری عدالت میں ہوں گے، سارے رسول کھڑے ہوں گے، میں پوچھوں گا،

﴿مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ﴾

اے انبیاء علیہم السلام! تمہاری عبادت کی گئی؟ اے نبیو! تمہیں پیچھے سے پکارا گیا؟ اے نبیو! تمہیں پیچھے سے حاجت روا، مشکل کشا کہا گیا؟ کیوں کہا گیا ہے؟ تم کہہ کر آئے تھے؟ تو انبیاء علیہم السلام کہیں گے۔

﴿قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾

ہمارے علم میں نہیں، پھر تیسرا چوتھا، دعویٰ ثابت ہو گیا، کوئی نبی غیب جانتا؟ اب میں نے آخری دعویٰ جو کیا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ بھی غیب؟ نہیں جانتے آخری دعویٰ کا یہ مطلب نہیں کہ میں تقریر ختم کرنے لگا ہوں، ہاں، پریشان نہ ہونا، ابھی تو کام شروع ہونے لگا ہے،

توجہ ہے نا؟ امام الانبیاء ﷺ بھی غیب نہیں جانتے؟ امام الانبیاء ﷺ بھی غیب نہیں

جانتے، دلیل کیا ہے؟ فرمایا:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

اگر میں غیب جانتا ہوتا، مجھے کوئی تکلیفیں نہ آتیں، میں بھلائیاں اکٹھی کر لیتا۔

محبوب ﷺ آپ غیب جانتے ہو یا نہیں؟ رب نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

(الانعام: ۵۰)

﴿لَآ﴾ بولو،

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

صبح نکلو، باہر کو آگے سے کوئی مولوی ملے، تو پتہ ہے کیا کہنا ہے؟

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

یہ آواز اسپیکر میں لگا دو، مولوی ویسے ہی باہر نہ نکلے، ہفتہ اندر ہی رہے، اگر یہ مبارکہ باہر لگا دو۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

(الانعام: ۵۵)

محبوب ﷺ! یہ اعلان کر دو، میں غیب نہیں جانتا؟ میں غیب نہیں جانتا،

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

میں غیب نہیں جانتا، پیغمبر ﷺ کے بارے قرآن نے وضاحت فرما دی ہے، وہ سننا جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ غیب کون جانتا ہے؟ اونچی بولو، غیب کون جانتا ہے؟ ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، غیب بھی اللہ جانتا ہے۔

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾، ﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (الانعام: ۵۵)

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں، جس کی پکار، جس کی سنو پکار کی

جائے، پتہ کیا کہتے ہیں، ہم تو بطور وسیلہ پکارتے ہیں، میں نے کہا، کیسے؟ کہتے جیسے مکان پہ چڑھنا ہو تو سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے کہا، اچھا مکان پہ چڑھنا ہو تو سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے؟ کہتے جی، میں نے کہا، پھر لگاؤ، سیڑھی، کہتے کہاں، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے، سیڑھی کی ضرورت نہیں؟ کہتے، ضرورت ہے۔ میں نے کہا، لگاؤ، کہتے کہاں؟ میں نے کہا،

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ﴾ (ق : ١٦)

شہ رگ پہ لگاؤ، پھر سیڑھی، جب لگی نہ شہ رگ پہ۔ میں نے کہا، اب چڑھو، اب چڑھے کیسے؟ سیڑھی کہاں لگی ہے؟ چڑھیں کیسے؟ میں نے کہا، پھر کسی اور کو چڑھاتے ہیں، اگر کوئی اور چڑھے تو میں نے کہا، پکارو اب۔ کہتے پکاریں کیسے؟ میں نے کہا، اتنا مشکل میں پڑنے کی ضرورت کیا تھی؟ اللہ کے لیے مثالیں دینے کی ضرورت کیا ہے؟ شہ رگ پہ سیڑھی لگ جائے تو بندہ چڑھ سکتا، اگر کوئی اور چڑھ جائے تو بندہ بول سکتا؟ ڈنڈے پہ پاؤں رکھے تو بندہ بول سکتا، نہیں۔

﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ﴾ (النحل : ٧٤)

پھر اللہ پاک کے لیے مثالیں کیوں بیان کرتے ہو؟ کہتا نہیں جی، مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت نہیں؟ میں نے کہا، ضرورت ہے، کہتا پھر؟ میں نے کہا، مکان کے اوپر چھت پر چارپائی پڑی ہو، تو ماں کہے اپنے بیٹے سے، بیٹا جاؤ، مکان کی چھت پر چارپائی پڑی ہے، نیچے لے کر آؤ، بچہ جائے چھت پر جائے، سیڑھی کے ذریعے اور سیڑھی کے ذریعے چھت سے چارپائی نیچے لے کر آئے تو سیڑھی وسیلہ بنی ہے نا، کوئی انکار نہیں، بنی ہے۔

لیکن ماں کہے، بیٹا مکان کی چھت پر سامان پڑا ہے، نیچے لے آؤ، تو بندہ جا کر سیڑھی کے پاس کھڑا ہو جائے اور کہے، سیڑھی سامان اوپر پڑا ہے، نیچے لے آؤ، او سیڑھی میں تم سے نہیں، سامان پڑا ہے، نیچے لے آؤ۔ او سیڑھی میں تم سے نہیں، سامان پڑا ہے، نیچے لے کر آؤ۔ کہتا، سیڑھی کو؟ کہنے لگا، سیڑھی وسیلہ ہوتی ہے، سیڑھی حاجت روا؟ جو لوگ سمجھتے ہیں،

سیڑھیاں وسیلہ ہوتی ہیں، سیڑھیوں کو پکارا نہیں جاتا، وسیلہ نہیں، تم تو وسیلہ سمجھتے ہی نہیں، تم تو پکارتے ہو، تم کہتے ہو، یا سید عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ! اللہ کے لیے کچھ دے دو۔ دینے والا تو تم پیر کو سمجھتے ہو، کہتا دیکھو جی پھر وسیلہ تو ہوتا ہے نا؟

میں نے کہا، کیسے؟ کہتا، دیکھو جی، ایک مولوی سمجھا رہا تھا راجن پور کے علاقے میں تقریر کرنے گیا تو انہوں نے مجھے بتایا، تو مجھے کہتا، آج بات کریں، میں نے کہا، کوشش کرتے ہیں، کوئی جواب دیتے ہیں، وہ مولوی صاحب تقریر کر رہے تھے، کہتے، وسیلے کے سوا کچھ بھی نہیں، یہ دیکھو، لاہور کا نمبر ملانا ہو تو فون نمبر ملانا ہے تو نمبر ملایئے تو بغیر کوڈ کے مل سکتا ہے؟ میں نے اپنے شاگرد سے کہا، نمبر ملاؤ، وہ نمبر ملاتا جائے، ملاتا جائے، وہ نہ ملا، جب نہ ملا تو میں نے کہا، نمبر ملا نہیں، استاد جی ملا تو رہا ہوں، مل نہیں رہا۔ کہنے لگا، کوڈ لگایا ہے استاد جی، وہ تو یاد ہی نہیں رہا، کہنے لگا، بے وقوف! تم کوئی وہابی ہو جو ڈائریکٹ ملے۔

کوڈ ملاؤ، کہتا، وہابیوں کو لاہور کا نمبر بغیر کوڈ لگائے نہیں ملتا؟ اللہ کا نمبر بغیر کوڈ کے کیسے ملتا ہے؟ میں نے کہا، حضرت جی! واقعی آپ نے سچی بات کی ہے اور زندگی میں آپ نے حقیقی بات کی ہے، پہلی بار کہ لاہور کا نمبر بغیر کوڈ کے نہیں ملتا، کوئی شک نہیں۔ میں نے کہا، مولوی جی! اللہ کے لیے کوڈ کی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ کی کال لوکل ہے، اللہ کی کال، لوکل ہے، اور لوکل کال کی دلیل کیا ہے؟

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ (البقرہ: ۱۸۶)

اللہ کی کال لوکل بھی ہے اور فری بھی، بولو لوکل بھی ہے اور ساتھ فری بھی، اور اگر لوکل کال کو کوڈ لگائے، تو کمپیوٹر بولتا ہے، ایک بار ملاؤ، دوسری بار، پھر تیسری بار، کمپیوٹر بولتا ہے اور بولی جاتا ہے، اوئے بے وقوف تو وہابی بن اور ڈائریکٹ ملایو، یہ لوکل کال ہے، لوکل کا کوئی کوڈ نہیں ہوتا۔ بے وقوف سیدھا بن وہابی اور ملاؤ ڈائریکٹ اور جب اللہ سے ڈائریکٹ کال ملاؤ تو ملتی ہے، کوڈ لگائے تو پھر لوکل کال ملتی نہیں، نمبر نہیں ملتا، پھر انتظار کرو، تمہاری دعائیں نہیں سنی جائیں گی، لوکل کال کے لیے کوڈ نہیں، لہٰذا مانیے!

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ٢٢)

اور بڑے عجیب طریقے سے مسئلے کو ثابت کرتے ہیں، میں یہ سنتا ہوں، اگلے دن مجھے خط آیا، کل کی بات ہے، ننکانے ضلع سے، کہنے لگے، جی آپ تقریر کر کے گئے ہیں، آپ نے کہا ہے کہ نبی پاک ﷺ ہماری دعا نہیں سنتے، پکار نہیں سنتے، مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہیں، وجود نہیں ہے دنیا میں، تو آپ پھر کلمہ شریف کا معنی کیوں کرتے ہیں تو پہلے بھی ایک بار میرے ساتھ ہوا تھا، میں نے کہا، لا الہ الا اللہ کا معنی، غور کرو تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ موجود ہے؟ کہتا، کیوں؟

میں نے کہا، لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ''ہیں'' اگر نہ ہوتے، تو محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے، ہوتا، لہٰذا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ایک بار تقریر کر رہا تھا گوجرانوالہ۔ ایک بزرگ آ گیا، کہنے لگا، کلمہ شریف کا ترجمہ سنائیں۔ مجھے پتہ تھا، اس کو بیماری کیا ہے، کہنے لگا، کلمہ شریف کا ترجمہ سنائیں۔ میں نے کہا، لا کا معنی نہیں ہے، اِلٰہ کا معنی معبود، لا الہ الا اللہ، کوئی معبود نہیں مگر اللہ، محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ''ہیں''، پہ میں نے کافی زور دیا، مجھے پتہ تھا اس کو بیماری جو، ہیں، والی ہے، میں نے کہا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا، ترجمہ میں نے کر دیا ہے، اگر ترجمہ میں نے صحیح کیا ہے تو ٹھیک ہے، اگر غلط کیا ہے، کوئی اعتراض ہے، شبہ ہے تو ساتھی کھڑا ہو سکتا ہے۔

ساتھی کھڑا ہو کر کہنے لگا، جی مجھے بندے تو کچھ نہیں کہیں گے، میں نے کہا، ان شاء اللہ کچھ نہیں کہتے، کہنے لگا جی ٹھیک ہے۔ آپ نے ترجمہ صحیح کیا ہے، لیکن آپ مانتے تو نہیں، میں نے کہا، کیوں؟ کہتا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، اگر ہیں، تو پھر بتاؤ، کہاں ہیں؟ یا، تھے، کہو۔ میں نے کہا، اللہ کے بندے! کلمہ میں کون سا لفظ ہے، جس کا معنی، ہیں، کیا ہے؟ لا کا معنی، نہیں، الہ کا معنی معبود، الا کا معنی مگر، اللہ کا، معنی اللہ۔ محمد ﷺ کا معنی محمد ﷺ، رسول کا

معنی رسول، اس میں اسم اللہ کا معنی اللہ ہے۔

بتلاؤ، عربی کا کون سا لفظ ہے، جس کا معنی، ہیں، کیا ہے۔ وہ اردو محاورہ میں آیا ہے، عربی میں کوئی لفظ نہیں، جس کا معنی، ہیں کیا جائے، یا جمع ہیں، کیا جائے۔ یہ اردو محاورہ میں آیا ہے۔ کہنے لگا، جی مجھے سمجھ نہیں آئی؟ میں نے کہا، اللہ کو پتہ تھا کہ پندرہویں صدی کے مولوی بہت خطرناک ہیں، اس لیے اللہ نے، ہیں، کی عربی نہیں بنائی۔ میں نے کہا، اللہ کو پتہ تھا، میں نے کہا، پر اپر لفظ 'ہیں' کے لیے عربی کوئی نہیں۔

جیسے مناظر اسلام حافظ عبد القادر روپڑی رحمہ اللہ اللہ ان کی قبر پہ رحمتیں نازل فرمائے، آمین، تقریر کر رہے تھے، تو ایسے دھیان کہنے لگے، جو مسئلہ پوچھنا ہے، پوچھ لینا اور صرف جملہ جو میں نے پہلے بولا ہے، بول بیٹھے کہ جو چاہو سو پوچھو، آج سو پوچھ لو، روپڑی آیا ہے، جو مسئلہ پوچھنا ہے، پوچھ لو، مقصود تو مسئلہ تھا، وہ جو مسئلہ آئے، پوچھتے جائیں، روپڑی صاحب رحمہ اللہ بتاتے گئے۔ بندے بیٹھے ہوئے تھے، کئی بندے آئے ہوئے ہیں کہ وہ سوال کریں گے جو مولوی پھنس جائے۔ کسی نقطہ میں پھنسے اور ہم کہیں کہ مولوی نے جواب نہیں دیا۔

جیسے ایک جگہ پہ میں تقریر کر رہا تھا، رقعہ آ گیا کہ آپ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ معراج پہ گئے، معراج پھر آسمان پہ گئے، آسمان اور زمین کے درمیان میں نے سائنس پڑھی ہے، وہاں لکھا ہوا ہے، ایک قرۂ نار ہے، ایک آگ کا قرۂ ہے، وہاں سے حضور ﷺ اوپر کیسے گئے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی؟ میں نے کہا، جس کو سمجھ نہیں آئی، نزدیک آ جائے، وہ تقریر کے بعد آگے ہو گیا، کہتا جی، میں نے مسئلہ پوچھا تھا، میں نے سائنس پڑھی ہے، پھر سائنس پڑھی ہو تو تمہیں پتہ ہے مولویوں کی طرف بندہ گھور گھور کے دیکھتا ہے۔ سائنس پڑھی ہو دو چار کتابیں پڑھ لے، بی اے، ایم اے کر لے تو سمجھتے ہیں، مولوی تو بے وقوف ہیں، انہیں تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے، ان پڑھ ہیں۔

وہ قریب ہو گیا، کہتا، میں نے سائنس پڑھی ہے، میں نے کہا، چلو ٹھیک ہے، مبارک ہو،

کہتا میں نے سائنس پڑھی ہے، اس میں لکھا ہے، آسمان اور زمین کے درمیان ایک قرہ ہے، جس کو قرہ نار کہتے ہیں، وہاں آگ ہی آگ ہے، وہاں سے آپ ﷺ اوپر کیسے گئے؟ عقل نہیں مانتی۔ میں نے کہا، سیدنا آدم علیہ السلام اوپر سے نیچے آئے تھے؟ کہتا جی، وہ تو آئے تھے۔ میں نے کہا، کس قرہ سے گزر کر آئے تھے؟ میں نے کہا، نبی پاک ﷺ کے لیے راستہ بنانے کے لیے آئے تھے، جہاں سے وہ آئے، وہاں سے آپ ﷺ پاک اوپر چلے گئے۔ کہتا، یہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا، جہاں قرہ نار لکھا ہے۔ میں نے کہا، تمہارا کوئی سونے کا ہے قرہ جواہر لال۔

اب دیکھیئے کئی بندے سوال بھی عجیب عجیب قسم کے کرتے ہیں، ہمارے استاد فرمایا کرتے تھے، ان کے پاس ایک بچہ اہل حدیث ہوا، محلہ میں آیا کرے، مسلک اہل حدیث سمجھایا، اہل حدیث ہو گیا، اس کے والد صاحب گئے ہوئے تھے امریکہ وغیرہ۔ دس سال بعد چھٹی آئے، وہ بچہ جب گیا تو آٹھ سال کا تھا، آیا تو سترہ اٹھارہ سال کا تھا، جوان تھا، جب آیا، جب تین چار دن گزرے تو کہنے لگا، بیٹا آج گیارہویں شریف ہے، ختم شتم کا انتظام کرو۔ اس نے کہا، ابا جی! گیارہویں شریف نہیں، اس کو کیا پتہ تھا کہ پیچھے سے بیٹے نے وہابی ہو جانا ہے۔ اس نے کہا، ابا جی! گیارہویں شریف اسلام میں نہیں ہے۔

اس نے کہا، ہیں، اس کا مطلب تم گمراہ ہو گئے ہو۔ چل میں تمہیں مولوی صاحب کے پاس لے جاتا ہوں، اس نے کہا، چلو۔ جی، اس نے پہلے بتایا تھا، استاد جی کو کہ مولوی صاحب میرے ابا جی باہر ہوتے ہیں، یہ بھی بتایا تھا کہ ایک دو دن پہلے آ گئے ہیں، میں ان کو لے کے آؤں گا، اس نے کہا، چلو ابا جی مولوی صاحب کے پاس چلتے ہیں، اس کو پتہ نہیں تھا، محلہ میں مسجد بھی نئی بن گئی ہے، اس نے پکڑا اپنے ابو کو، اپنی مسجد میں لے آیا، کہنے لگا، استاد جی! ذرا مسئلہ بتانا، میرے ابا جی ہیں، ہاں جی، آپ کا تذکرہ تو سنا ہے، آپ باہر رہتے ہو؟ جی۔ اس نے کہا، جی مسئلہ بتاؤ، میرے بیٹے کا پیچھے سے عقیدہ خراب ہو گیا ہے۔ یہ نہیں پتہ، میں جس کے پاس بیٹھا ہوں، وہ بھی ایسا ہی ہے۔ عقیدہ خراب ہو گیا ہے، میں باہر سے اتنے سالوں

بعد آیا ہوں، میں نے کہا، گیارہویں دو، مجھے کہتا ہے، گیارہویں اسلام میں نہیں ہے۔ یہ کوئی بات ہے کرنے والی اس کو کچھ سمجھاؤ۔

استاد جی سوچنے لگ پڑے کہ اگر میں نے کہہ دیا کہ نہیں ہے تو یہ لڑائی کرے گا۔ کچھ طریقے سے سمجھانا پڑے گا۔ کہنے لگے، ہاں! آپ کا بچہ ٹھیک کہتا ہے، گیارہویں اسلام میں نہیں ہے۔ کہتا، کیوں جی؟ اس نے کہا، گیارہویں کا پہلا حرف ہے، ''گ''، گ، عربی میں ہے ہی نہیں اور سارا اسلام عربی میں آیا ہے اور گیارہویں اگر عربی میں ہوتی، اسلام میں ہوتی تو اس کی کوئی نہ کوئی عربی ہوتی، گیارہویں کی عربی کوئی نہیں ہے، یہ گیارہویں کا پہلا حرف گ ہے، اور اس کی عربی نہیں، جو مجھے اس کی عربی بتائے، میں اس کو گیارہ روپے انعام دوں گا۔ جو گیارہویں کی عربی بتائے، گیارہویں شریف کی عربی۔

میں نے کہا، صوم ہے، صلوٰۃ ہے، حج ہے، اعتکاف ہے، عمرہ ہے، صبح ہے، اسلام ہے، جو چیز اسلام میں ہے، اس کا کوئی نہ کوئی نام بھی عربی میں ہے۔ گیارہویں کی تو عربی ہی نہیں ہے، اس کا پہلا حرف گ ہے، پاس ایک آدمی بیٹھا تھا، کہتا استاد جی، یہ جو امام باڑہ ہے، اس میں ڑ آتی ہے وہ بھی تو عربی میں نہیں ہے، کہنے لگا، نہیں اوئے پاگل، یہ اسلام میں نہیں ہے، اصل میں امام بارگاہ ہے۔ اس نے کہا، پھر 'گ' آ گئی۔ اس نے کہا، اس کا مطلب ہے، وہ آپس میں تذکرہ کرنے لگے، وہ بندہ کہتا، مولوی جی، مجھے تو آپ نے شش و پنج میں ڈال دیا ہے، کبھی امام باڑہ کہتے ہو، کبھی امام بارگاہ کہتے ہو۔

استاد جی کہنے لگے، ہاں اس کا معنی گیارہویں ہے، شش و پنج، شش اور پنج، چھ اور پانچ کتنے ہوتے ہیں؟ کہنے لگا، ہاں یہ مولویوں کا شش و پنج ہے، دین نہیں ہوسکتا۔ جو بھی تم سے پوچھے، گیارہویں شریف کیا ہے؟ آگے سے پتہ کیا کہنا ہے، مولویوں کا شش و پنج ہے، اور کچھ نہیں۔ قل شریف کیا ہے؟ مولویوں کا شش و پنج، یہ اسلام نہیں، دین نہیں، اگر اسلام میں ہوتا تو اس کا تذکرہ کہیں نہ کہیں ہوتا۔ روپڑی صاحب رحمہ اللہ تقریر کرتے کرتے فرمانے لگے، جو چاہو سو پوچھو، جب کسی سوال پہ نہ رکے، ہر سوال کا جواب دیا تو رقعہ آ گیا، روپڑی

صاحب رحمہ اللہ غیرت کی انگریزی کیا ہے؟

اب روپڑی صاحب رحمہ اللہ انگریزی سمجھانے تو نہیں آئے تھے، کہنے لگے اللہ کے بندو! میں نے سوال کہا ہے، یا یہ کہا ہے کہ مجھ سے انگریزی کے سوال پوچھو، میں نے تو دین کے بارے میں کہا ہے کہ کوئی سوال پوچھنا ہے، وہ پھر رقعہ آ گیا، مولوی صاحب غیرت کی انگریزی بتائیں۔ اس نے سمجھا کہ مولوی پھنس گیا، غیرت کی انگریزی بتلائیں، اس کے بغیر اسٹیج سے نہیں اترنے دینا، پھر رقعہ آ گیا، روپڑی صاحب رحمہ اللہ نے جب بار بار پڑھا، جتنے بھی انگریزی پڑھنے والے جاننے والے سمجھتے ہیں، غیرت لفظ پراپر انگریزی میں کوئی لفظ نہیں اور روپڑی صاحب رحمہ اللہ ویسے ہی اپنے اللہ پر توکل تھا، پتہ کیا فرمانے لگے؟

ہاں غیرت کی کوئی انگریزی نہیں، کیوں؟ فرمانے لگے، جہاں جہاں انگریزی بولی جائے، وہاں وہاں غیرت ہوتی ہی نہیں۔ جہاں جہاں یہ بولی جائے، کرمانوالی وہاں وہاں غیرت ہوتی ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے لیے کوئی انگریزی لفظ نہیں۔ او اللہ کے بندو ''ہیں'' کے لیے کوئی پراپر لفظ نہیں، جس کا معنی کلمہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں، جس کا معنی ، ہیں، کیا جائے۔ سامنے ایک نوجوان کھڑا ہو گیا، کہنے لگا، جی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں نے کہا، میں تمہیں نہ سمجھاؤں تو مجھے مولوی بننے کا فائدہ کیا ہوا؟ میں نے کہا، تمہارے ابو فوت ہو گئے ہیں یا زندہ ہیں؟

کہنے گا، ابو تو فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا، چلو اللہ کی رحمت سے تمہیں مسئلہ سمجھ آ جائے گا ان شاء اللہ۔ تمہارا ابو زندہ ہے؟ کہنے لگا، نہیں، فوت ہو گیا ہے۔ آج کل کون ہے؟ کہتا وہی۔ میں نے کہا، وہ تو تھا، تیرا ابو کون ہے؟ کہنے لگا، وہی، میں نے کہا، وہ تو تھا، وہ تو فوت ہو گیا، جو آج میں ہے، تم وہ بتاؤ؟ کہنے لگا، مولوی صاحب مجھے مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے، میں نے کہا، بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا، ابو ہے، ابو فوت ہو گیا، ابو دنیا سے چلا جائے، ابو کی نسبت اس سے قائم رہے گی، باپ موجود نہیں، ابو کی نسبت قائم ہے، باپ موجود نہیں، ابو کی نسبت قائم ہے۔

میرا محمد ﷺ موجود نہیں، میرے محمد ﷺ کی رسالت قیامت تک قائم رہے گی، اب غور کیجیے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

غائب کون جانتا ہے، بولو؟ اس لیے اول تو میں کبھی آیا نہیں، اگر آ جاؤں تو پھر واپسی جلدی گیا کبھی نہیں۔ ہاں اس لیے اگر کبھی نہ آیا کروں تو ناراض نہ ہوا کریں۔ ان شاء اللہ دو بار اکٹھی تقریر ہو جایا کرے گی۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

غائب کون جانتا ہے اور حاضر کون جانتا ہے؟ غائب بھی اللہ جانتا ہے اور ظاہر بھی اللہ جانتا ہے۔ غائب بھی اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، جو میں دعوے کیے دلائل دے چکا ہوں، اس موضوع کا میں دوسرا پہلو سمجھانا چاہتا ہوں، غور کرتے جانا، میں نے ایک دعویٰ کیا ہے کہ فرشتے غائب نہیں جانتے۔ میں دلیل قرآن سے دے چکا ہوں، میں نے دوسرا دعویٰ کیا ہے کہ جنات غائب نہیں جانتے، میں دلیل قرآن سے دے چکا ہوں، تیسرا میں نے دعویٰ کیا ہے، اولیاء، فقیر، غریب نواز، غائب نہیں جانتے۔ دلیل میں دے چکا ہوں، میں نے چوتھا دعویٰ کیا ہے، انبیاء علیہم السلام غائب نہیں جانتے۔ میں دلیل قرآن سے دے چکا ہوں۔

اور یہ جو آخری دعویٰ میں نے کیا ہے، چھٹا دعویٰ میں نے کیا ہے کہ میرے مصطفیٰ ﷺ جناب محمد ﷺ وہ بھی غائب نہیں جانتے۔ میں اس پر بھی قرآن سے دلیل دے چکا ہوں، اب میں اپنی گفتگو کا دوسرا پہلو سمجھانا چاہتا ہوں، اگر مان لیا جائے، اگر فرض کیا، مان لیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام غائب جانتے ہیں، اگر مان لیا جائے کہ امام الانبیاء علیہ السلام غائب جانتے ہیں، اگر مان لیا کہ اولیائے کرام غائب جانتے ہیں، کیا یہ عقیدہ رکھنے کے بعد انبیاء علیہم السلام کی شان محفوظ رہتی ہے، یا نہیں؟

یہ عقیدہ رکھنے سے ان کی شان زیادہ ہوتی ہے یا کم ہو جاتی ہے؟ یہ میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں، ہوسکتا ہے کسی کی ہدایت کا سبب بن جائے، میری اور تمہاری نجات کا ذریعہ سبب بن جائے۔ قرآن کیا اعلان فرماتا ہے، اس آیت مبارکہ پہ غور کیجیے، فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر : ۲۲)

دوستو! غور کرو، اس بستی میں رہنے والو! اردگرد سے آنے والو! اب میری گفتگو کا جناب سنجیدہ ترین پہلو شروع ہونے لگا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے بارے میں اگر یہ عقیدہ رکھ لیا جائے کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے، امام الانبیاء ﷺ عالم الغیب تھے، سارے انبیاء علیہم السلام عالم الغیب تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیعت عالم الغیب تھے، وہ مشکل کشا، حاجت روا تھے۔ اگر یہ عقیدہ رکھ لیا جائے تو غور کیجیے، ان کی شان میں اضافہ ہوتا ہے یا شان میں کمی آتی ہے؟

میں پھر ایک دعویٰ کرنے لگا ہوں، اگر عقیدہ رکھ لیا جائے کہ امام الانبیاء ﷺ غائب جانتے تھے، اگر عقیدہ رکھ لیا جائے، امام الانبیاء ﷺ غائب جانتے تھے، اگر عقیدہ رکھ لیا جائے، امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام غائب جانتے تھے تو انبیاء علیہم السلام کی شان زیادہ نہیں ہوتی، انبیاء علیہم السلام کی شان کم ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شان کی توہین و تنقیص ہو جاتی ہے، کیوں؟ اس پر اب میں دلائل عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سنیے! قرآن کیا اعلان فرماتا ہے، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس بیٹھے تو کیا فرمایا؟ فرمایا:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ (الصافات:۱۰۲)

سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام، میں خواب میں آپ کو ذبح کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا۔ ابا جی جو حکم ہوا کر گزریں، میں سوال

کرنا چاہتا ہوں، اب میری گفتگو پہ غور کرتے جانا۔ مولوی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے میرے ان دلائل کو توڑ نہیں سکتا۔ آپ یہ تو جانتے ہوں گے، ظالم ایک ہوتا ہے، ظالم اپنے ہاتھوں پہ کاٹ تو سکتا ہے لیکن میرے دلائل کو توڑا نہیں جا سکتا۔ اللہ کی رحمت و فضل کے ساتھ غور کرتے جانا، اگر ذوق ہو، توحید کو سمجھنے کا اگر ذوق ہو، قرآن کو سمجھنے کا اگر ذوق ہو، جنت میں جانے کا اگر ذوق ہو، رب کی رحمت سے مغفرت حاصل کرنے کا تو غور کرنا، میرے دلائل پر اور قرآن و حدیث کے دلائل پر غور کرنا۔ توجہ کرنا، اہل حدیث کے پیغام پہ غور کرنا۔

اللہ کی قسم ہے، اہل حدیث کے سفروں کا مقصد کیا ہے، ہمارے رات دن کے سفر کا مقصد کیا ہے کہ تم جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔ سنو! میرا پیغام، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو فرماتے ہیں، اے بیٹے! خواب میں، میں نے تمہیں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، فرمایا: ابا جی! جو حکم ہوا، کر گزریں، حکم ہو گیا، دونوں باپ بیٹا تیار ہو گئے۔ قرآن پاک نے نقشہ کھینچا، فرمایا:

﴿فَلَمَّا اَسْلَمَا﴾ ﴿فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ (الصافات:۱۰۳)

دونوں باپ بیٹا تیار ہو گئے، جبین کے بل پیشانی کے بل سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا گیا۔ آپ پر چھری چلا دی گئی، چھری نہیں چلی، آواز آئی۔

﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ (الصافات:۱۰۵)

اے ابراہیم علیہ السلام! آپ نے اپنا خواب پورا کر دکھایا، میں پوچھنا چاہتا ہوں، غور کرنا چاہتا ہوں، میرا عقیدہ توحید درست بن چکا ہے، بقول علمائے سوء پر میرا عقیدہ توحید درست بن چکا ہے، دنیا کے لوگوں کے مطابق کہ انبیاء علیہم السلام غائب جانتے ہیں، ابراہیم علیہ السلام غائب جانتے ہیں، میرا عقیدہ بن گیا، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام غائب جانتے ہیں، ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا ہے، بیٹے کو ذبح کرو، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام تیار ہو گئے، ابراہیم علیہ السلام کو پتہ تھا کہ عالم الغیب تھے، نا، پتہ تھا، میرا بیٹا ذبح نہیں ہو گا۔ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام بھی پیغمبر تھے، پتہ تھا، میں ذبح نہیں ہوں گا۔

اگر دونوں کو پتہ ہو، مجھے قربانی بنا کے دکھاؤ، اگر دونوں کو پتہ ہو، مجھے آزمائش بنا کے

دکھاؤ، اگر دونوں کو پتہ ہو، مجھے امتحان بنا کر دکھاؤ، اگر پتہ ہو ذبح نہیں ہونا، ایسے چھری رکھ کر بچ جانا ہے، پھر ڈرامہ بن جائے گا، پھر تماشا بن جائے گا، شریعت نہیں بنے گی، امتحان نہیں بنے گا، قربانی نہیں بنے گی، اگر قربانی نہ بنے، امتحان نہ بنے تو عزت انبیاء علیہم السلام کی محفوظ نہیں رہے گی، عزت انبیاء علیہم السلام محفوظ نہیں رہے گی، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام، کی شان اس لیے بچتی ہے، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے ذہن میں ہو، آج میں نے ذبح ہونا ہے۔

امتحان کب بنتا ہے؟ قربانی کب بنتی ہے؟ جب پتہ ہو، میں نے ذبح ہو جانا ہے۔ قربانی کب بنتی ہے، جب پتہ ہو، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نے ذبح ہو جانا ہے، اگر دونوں کو پتہ ہو، ذبح نہیں ہونا، قربانی نہیں بنتی، ڈرامہ بنتا ہے۔ قربانی نہیں بنتی، نعوذ باللہ تماشا بنتا ہے، قربانی کب بنتی ہے، جب عقیدہ ہو۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

انبیاء علیہم السلام کی عزت کے لیے ضروری ہے، انبیاء علیہم السلام کی عزت کے لیے ضروری ہے، عقیدہ رکھا جائے، اللہ کے سوا کوئی غیب جانتا نہیں، انبیاء علیہم السلام کی شان کے لیے ضروری ہے، عقیدہ رکھا جائے، کہ اللہ کے سوا کوئی غائب نہیں جانتا۔ یہ دیکھو، غور کیجیے! ہماری مجبوری پہ غور کیجیے، ہم تو انبیاء علیہم السلام کی عزت کے لیے روتے ہیں، ہم تو انبیاء علیہم السلام کی حرمت کے لیے روتے ہیں، کہ لوگو! اللہ کے سوا کوئی غائب نہیں جانتا، وگرنہ ساری شریعت ڈرامہ بن جائے گی، ساری شریعت مذاق بن جائے گی، ساری شریعت استہزاء کا سبب بن جائے گی، ماننا پڑے گا کہ اللہ پاک کے سوا کوئی غائب نہیں جانتا، اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، آگے بڑھتے جایئے۔

پوچھیے علمائے کرام سے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لیے، جنت کے سردار ہیں، جایئے پوچھیے، علماء سے کیسے جناب فوت ہوئے؟ اہل حدیث کے قول کے مطابق تو یہ ہے کبھی مقتول ہوئے، دوسرے سارے فرقے کہتے ہیں کہ نہیں، شہادت کا جام پیا ہے، میں نے کہا، کیسے

شہید ہوئے ہیں؟ کہنے لگے، زہر دیا گیا۔ میں نے کہا، زہر کس نے دیا؟ کہنے لگے، بی بی نے دیا۔ میں نے کہا، کس میں ملایا؟ کہنے لگے، کھانے میں ملایا، میں نے کہا، امام حسن رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا، نا، کھانے میں زہر ملایا گیا ہے؟ اگر پتہ ہو تو جان بوجھ کر زہر کھائی ہے تو شہادت نہیں بنتی، پھر تو یہ خود کشی نعوذ باللہ بن جائے گی۔ شان حسن رضی اللہ عنہ نہیں رہے گی، عظمت حسن رضی اللہ عنہ نہیں رہے گی، خود حسن رضی اللہ عنہ کا مقام عزت محفوظ نہیں رہے گی۔

تیرا فیصلہ تیرے ضمیر پہ چھوڑنا چاہتا ہوں، گھر جا کر سوچنا، چارپائی پہ لیٹ کر سوچنا، میرے پیغام کو سوچنا، فیصلہ تم نے کرنا ہے، کہ حسن رضی اللہ عنہ کی شان کیسے بچتی ہے، اگر پتہ ہو زہر ملایا گیا ہے، جان بوجھ کر پیا ہے، جب عورت زہر ملا رہی ہے، وہ جانتے ہیں، حاضر بھی ہیں، ناظر بھی ہیں، مختار کل بھی ہیں، حاجت روا، مشکل کشا بھی ہیں، عالم الغیب بھی ہیں، پھر جان بوجھ کر زہر پی گئے، شہادت نہیں بنتی، شہادت کب بنتی ہے، جب عقیدہ ہو۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

اللہ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، آگے غور کیجیے، میرے تمہارے راہبر و راہنما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے، جائیے علمائے کرام سے پوچھئے کہ سورۂ نور قرآن میں ہے یا نہیں؟ سارے کہیں گے، سورۂ نور قرآن میں ہے، میں سوال کرتا ہوں، سورۂ نور کب نازل ہوئی؟ کہنے لگے، سیّدہ صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا پہ الزام لگا، صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا پہ الزام لگا، ان کی برأت کے لیے ان کی طہارت، پاکیزگی بیان کرنے کے لیے، اللہ پاک نے سورۂ نور نازل فرمائی، ٹھیک ہے، میرا اتفاق، میرا عقیدہ نظریہ یہی ہے۔ باقی تمام گروہوں کا نظریہ عقیدہ یہی ہے کہ اماں صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے الزام لگایا، آپ رضی اللہ عنہا کی برأت، طہارت، پاکیزگی، صفائی بیان کرنے کے لیے اللہ پاک نے سورۂ نور میں اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔

لیکن میرا سوال ہے، سیّدہ اماں صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کیوں؟ یہ نوبت کیوں

آئی؟ یہ پریشانی آئی کیوں؟ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پچاس دن روئی کیوں؟ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی کیوں؟ جناب پریشان ہوئیں کیوں؟ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان کیوں ہوگئے؟ یہ واقعہ کیوں پیش آیا؟ کہنے لگے، جایئے کوئی ہے ماں کا لال جو انکار کر سکے، کوئی ہے، دنیا کا شخص جو انکار کر سکے کہ امی جی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت صحیح بخاری میں فرماتی ہیں، میں حاجت کے لیے تھوڑی دور گئی، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا، رات کا اندھیرا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا، صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کا اونٹ کھڑا ہوگیا ہے، اس اونٹ کے اوپر صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے اندھیرے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو لیا، اونٹوں کو لیا، سوار سب کو ساتھ لے کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے، آپ اپنے پیچھے سیّدنا صفوان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں، صفوان پیچھے کیوں رہے؟ اس لیے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر نہیں تھے، عالم الغیب نہیں تھے، رات کے اندھیرے میں، اونٹ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ چھوڑ جاتے کہ اندھیرے میں کوئی چیز رہ گئی ہو، پیچھے سے اٹھا کہ آ جانا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی صفوان پیچھے رہ گئے، سیّدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا حاجت سے واپس آئیں، چادر اوپر لی اور لیٹ گئیں، صفوان رضی اللہ عنہ آئے، آواز دی، کون؟ فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، فرمایا: اماں جی! آپ؟ فرمایا: جی ہاں۔ صفوان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ))

کیا ہوا؟ امی جی، آپ پیچھے کیوں رہ گئیں؟ فرمایا: میں حاجت کے لیے گئی تھی، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہوگا کہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اونٹ پہ سوار ہیں، جب کہ میں سوار نہیں تھی، میں سوال کرنا چاہتا ہوں، آج اس گئے گزرے دور میں بے غیرت سے بے غیرت بندہ اپنی بیوی کو اکیلی جنگل میں چھوڑ کر نہیں آتا۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عزت غیرت محفوظ نہیں رہے گی۔ ماننا پڑے گا، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا غیرت مند اللہ کی زمین پر کوئی نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے، سب سے زیادہ غیرت مند میرا اللہ ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ کی مخلوق میں، میں غیرت والا ہوں، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا غیرت مند کوئی نہیں ہے،

آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیا، اس لیے کہ آپ ﷺ غیرت والے،

﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

اپنی بیویوں کو حکم فرمایا، پردے کے پیچھے سے سوال کا جواب دو، اس لیے کہ مصطفیٰ ﷺ غیرت والے، میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بیوی کو جان بوجھ کر جنگل میں کیوں چھوڑا؟ رات کے اندھیرے میں جنگل میں کیوں چھوڑا؟ جناب آیئے! دنیا کے لوگو! او علمائے امت! آیئے مسئلے کو حل کیجیے، سوال میرا ہے، حل کیجیے، کوئی ہے شخص جو کہے، سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مصطفیٰ ﷺ جان بوجھ کر جنگل میں چھوڑ گئے، نہ عزت رہے نہ شان رہے، نہ شان نبوت رہے، نہ مقام نبوت رہے، تیری مرضی ہے، مان لے کہ جان بوجھ کر چھوڑ گئے، یا تیری مرضی مان کہ!

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

سنیے! غور کیجیے، ماننا پڑے گا، غیب کون جانتا ہے؟ اگر عقیدہ رکھ لیا جائے، کہ انبیاء علیہم السلام غائب جانتے ہیں، امام الانبیاء ﷺ غائب جانتے ہیں، شریعت مذاق بن جائے گی، مصطفیٰ ﷺ کی شان محفوظ نہیں رہے گی، ماننا پڑے گا، کہ اللہ پاک کے سوا کوئی غائب نہیں جانتا۔

آیئے! غور کیجیے، میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ تشریف فرما تھے، منافقین آئے، کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں تبلیغ کی ضرورت ہے، جو بہترین خطیب، وعظ و نصیحت، اچھے خطاب فرمائیں، اسے ہمارے حوالے کرو، میرے محبوب ﷺ نے نظر دوڑائی، چوٹی کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم بہترین خطیب چن کے فرمایا، لے جاؤ، لے گئے، لانے والے منافق تھے، راستے میں ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، مہینہ گزر گیا، میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی خبر یمن سے نہیں آئی۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے گئے کیسے استقبال ہوا؟ کیسے وعظ و نصیحت کامیاب ہوئی ہے یا نہیں؟ کوئی خبر

نہیں آئی؟

یمن سے کوئی بندہ آئے تو میرے پاس لے آنا، میں اس سے پوچھوں گا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خیر و عافیت، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے نہیں کہا، محبوب ﷺ جی! آپ تو حاضر بھی ہیں، ناظر بھی ہیں، عالم الغیب بھی ہیں، مختار کل بھی ہیں، کیوں سوال کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ کو خود نہیں پتہ، آپ ﷺ خود دھیان فرمائیں، نہیں، ابھی بات جاری ہے، وحی کی کیفیت شروع ہوگئی، آنکھوں سے آنسو گر پڑے، صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے، لگتا ہے، آسمان سے کوئی غم کی خبر آ گئی، وحی کی کیفیت ختم ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھو، ان منافقین کے خلاف بددعا کریں، ان کی ہلاکت و بربادی کی، جنہوں نے تمہارے نبی ﷺ کے ساتھ دھوکہ کر دیا۔

فرمایا: محبوب ﷺ جی کیا ہو گیا؟ فرمایا: وہ آنے والے منافق تھے، میرے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، میں پوچھنا چاہتا ہوں، مہینہ گزر گیا، محبوب ﷺ نے گھر بیان نہیں کیا، مہینہ گزر گیا، بیویاں بیوہ ہو گئیں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہیں خبر بیان نہیں فرمائی، بچے یتیم ہو گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے نہیں بیان کیا، میں کیسے مانوں؟

﴿وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

آپ ﷺ کو پتہ ہو، تو آپ ﷺ بیان نہ کریں، میں کیسے مانوں؟

﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ﴾

(التوبہ: ۱۲۸)

پیغمبر ﷺ کو تکلیف، صحابہ رضی اللہ عنہم کی گوارہ ہو کیسے ہو سکتا ہے؟ یتیم ہو گئے ہوں، مصطفیٰ ﷺ نے اطلاع بھی نہ کی ہو، آپ ﷺ کو پتہ ہو، حاضر و ناظر ہوں، مختار کل ہوں، جان بوجھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا ہو کہ شہید ہو جائیں، تیری مرضی مان تا کہ میں شان نبوت بچا کے رکھوں کہ حاضر ناظر بھی ہیں جان بوجھ کر بھیجا، عالم الغیب ہیں، جان بوجھ کر بھیجا، عالم الغیب ہیں، جان بوجھ کر بیان نہیں کیا، نہ عزت رہے گی، نہ شان رہے گی، اگر شان

مصطفیٰ ﷺ بچانا چاہتے ہو تو مان لو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

لوگو! اللہ کے سوا کوئی غائب جانتا؟ اللہ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں، اللہ کے سوا کوئی غائب جاننے والا نہیں۔ غور کرنا، میرے تمہارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس یہودی آئے ہیں، خیبر کے موقع پہ، کہنے لگے، اے محبوب ﷺ! ہم آپ کی دعوت پکانا چاہتے ہیں، اٹھاؤ، بخاری اور حدیث کی کتب، آپ ﷺ کی دعوت پکانا چاہتے ہیں، محبوب ﷺ نے دعوت قبول فرمالی، غور کرنا، اس حدیث پر اپنے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کے غور کرنا، فیصلہ کرنا، فیصلہ میں تمہارے ضمیر پہ چھوڑنا چاہتا ہوں۔

میرے محبوب ﷺ نے دعوت قبول فرمالی۔ یہودیوں نے سازش کیا کی، بکرے کو ذبح کیا، اس میں زہر ملایا، زہر ملا کے گوشت تیار کیا، دستر خوان پہ رکھا، میرے مصطفیٰ ﷺ نے وقت کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا، چلو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تمہاری اور میری دعوت آج فلاں یہودی کے گھر میں ہے، مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے، دسترخوان، لگا ہوا، کھانا پکا ہوا، گوشت پکا ہوا، میرے محبوب ﷺ بیٹھ گئے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں، ایک بندہ قتل ہو جائے، ایک بندہ ایک بندے سے کہے، یار تم فلاں جگہ سے ایک بندے کو لے آؤ، تم پر اعتماد کرتا ہے، میں چھپ کے بیٹھ جاتا ہوں، میں حملہ کر دوں گا، تم اس گلی سے اسے گزار دو تو سہی، تم پہ اعتبار کرتا ہے، وہ بندہ یہاں سے لے کر گزرو، وہ بندہ بلا کر لے تو آئے، یہ بندہ قتل ہو جائے، ایمان سے بتاؤ، بندہ قتل کرنے والا بھی قاتل ہے، جو لے کے آیا ہے، وہ بھی؟ قاتل ہوتا ہے، ذرا غور کرنا بات کو، سمجھنا ذرا۔ اپنے ٹھنڈے دل سے غور کرنا کہ اس کے بیک میں کیا ہے، پیغمبر ﷺ کی شان، عزت، محفوظ کس طرح کر سکتے ہو؟

غور کیجیے! میرے تمہارے محبوب ﷺ جناب محمد ﷺ تشریف لائے، دستر خوان لگا،

کھانا شروع کر دیا، چند لقمے لیے، پہلے وحی نہیں آئی، قربان جائیں، میں نے اپنا عقیدہ سمجھانے کی انتہا کر دی ہے، چند لقمے لے بیٹھے، جبریل امین علیہ السلام آ گئے، فرمایا: محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! کھانا نہ کھائیں، اس میں تو زہر ملایا گیا۔ جبریل امین علیہ السلام پہلے کیوں نہیں بتایا؟ فرمایا: بتانا چاہتے تھے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سامنے گوشت پڑا ہے، گوشت پڑا ہے، سامنے، ظاہر کون جانتا ہے؟ اللہ جانتا ہے، غائب بھی اللہ جانتا ہے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی سنا، جبریل امین علیہ السلام کی زبان سے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے، ایک لمحہ بھی انتظار نہیں کیا،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبة:۱۲۸)

فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم رک جاؤ، رک جاؤ، ہاتھ روک لو، کیا ہوا؟ فرمایا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم سے دھوکہ ہو گیا، گوشت میں تو زہر ملایا گیا، ہاتھ روک لو، روک لیے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ چند لقمے زیادہ کھا بیٹھا، فوراً ہی زہر اثر کر گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تڑپ تڑپ کر شہید ہو گیا، یہ شہید ہوا پڑا، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، ذرا تصورات کی دنیا میں آؤ، خیبر کو تصور میں لاؤ، مدینہ پاک کو تصور میں لاؤ، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما، دسترخوان لگا ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم کھانا کھا رہے، آسمان سے جبریل امین علیہ السلام آئے، کھانا کھانا رک گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ کھاؤ، زہر ملایا گیا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ چند لقمے زیادہ کھا بیٹھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تڑپ کر شہید ہو گیا، میت صحابی رضی اللہ عنہ کی سامنے تصورات کی دنیا میں جانا۔

یہ میری بات کو سننے والو، غور کرنا! تمہارے ضمیر کو جھنجھوڑنا چاہتا ہوں، فیصلہ تم پر چھوڑنا چاہتا ہوں، توجہ تمہارے دل کو لگے، تمہارے سینے پہ بات لگے، ذہن سے گزرے۔ غور کرنا، توجہ کرنا، اس بات کو سمجھنا کہ صحابی رضی اللہ عنہ کی میت سامنے پڑی ہے، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بھی ہیں، ناظر بھی ہیں، جس وقت زہر ملایا جا رہا ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم

الغیب ہیں، آپ ﷺ کو پتہ تھا، زہر ملایا جائے گا، جان بوجھ کر آئے، جان بوجھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لائے، جان بوجھ کر کھلایا، جان بوجھ کر کھلا کر صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔

تو پھر شان نبوت بچا کر دکھاؤ، عظمت نبوت بچا کر دکھاؤ، مقام نبوت بچا کر دکھاؤ، شان نبوت ﷺ بچا کر دکھاؤ، شان نبوت تب، بچتی ہے، تم پر فیصلہ چھوڑنا چاہتا ہوں، اگر جان بوجھ کر کھلایا تو نبی ﷺ کی شان محفوظ رہ سکتی؟ نہیں۔ تمہاری مرضی ہے، یہ مان لو، تمہاری مرضی ہے، مان لو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ﴾

لڑائی کس بات کی، جھگڑا کس بات کا، فیصلہ تمہاری مرضی پہ، مانو تمہاری مرضی جس کو ماننا چاہتے ہو، میرا تو عقیدہ ہے کہ شان تب بچتی ہے، عزت تب بچتی ہے، عظمت تب بچتی ہے، مقام نبوت، حرمت نبوت، تب بچتی ہے، جب عقیدہ ہو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۲)

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

نافرمان لوگوں کا انجام

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ١١٥)

آیت مبارکہ کا مقام:

ذی وقار علمائے کرام، بزرگو اور دوستو! قرآنِ پاک کی جو آیت مبارکہ تلاوت کی ہے۔ اس کی روشنی میں اپنی علمی بساط کے مطابق چند گزارشات بیان کروں گا۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾ جو شخص نافرمانی کرے۔ الرسول یہ خاص رسول جو اس آیت سے مراد ہیں۔ وہ کون ہیں؟ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو شخص ان کی نافرمانی کرے۔ ﴿مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى﴾ حق واضح ہو جانے کے بعد، ہدایت واضح ہو جانے کے بعد، مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد جو رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرے۔ ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور مومنوں کا راہ چھوڑ کر، المومنین مومنوں کا راہ اور مومن کون ہیں؟ بالاتفاق اس آیت کے اندر المومنین سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ تابعین کرام اور محدثین کرام کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راہ کی پیروی کرے۔

اللہ پاک نے فرمایا ہم اُس کو دو سزائیں دیتے ہیں۔ ایک دنیا میں سزا ملتی ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ وہ جس طرف کو پھرنا چاہتا ہے ہم اُسے پھیر دیتے ہیں۔ یہ دنیا کی سزا ہے کہ ہم اُس کو شرک، بدعات، گمراہی، فحاشی اور بے حیائی کی ایسی دلدل میں پھنسا دیتے ہیں

کہ جہاں سے اُس کو نکلنے کا کوئی راستہ معلوم نہیں ہوتا۔ توجہ میری طرف رہے۔ جو کچھ تم نے سنا ہے۔ وہ میں سناؤں گا۔ توجہ میری طرف ہی رہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ وہ جس طرف کو پھرنا چاہتا ہے ہم اُس کو پھیر دیتے ہیں۔ یہ دنیا کی سزا ہے اور آخرت کی سزا کیا ہے؟ ﴿وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ﴾ ہم اُس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ ﴿وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اِس آیت سے یہ بات واضح ہوئی کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرے۔ اُس کو دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور آخرت میں ملتی ہے۔ کیونکہ دو قسم کے ہی عذاب ہیں۔ ﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ یا عذاب دنیا میں ہے یا عذاب آخرت کو ہے۔ تیسرا کوئی عذاب نہیں۔ یہ جو قبر کا عذاب ہے۔ یہاں سے آخرت کے عذاب کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ بھی عذاب اُخروی ہے۔ برزخی ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ اس کے عذاب کا انکار نہیں کیا۔ یہ عذاب دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں ہے۔ آخرت کے عذاب مختلف اوقات میں اور مختلف قسم کے ہیں۔ پل صراط کی صورت میں، حساب و کتاب کی صورت میں، دھوپ کی تپش کی صورت میں، قبر کی تنگی کی صورت میں، قبر میں سانپ اور بچھوؤں کی صورت میں، پھر جہنم میں داخلے کی صورت میں اور جہنم کے اندر رہنے کی صورت میں، یہ سارے عذاب آخرت کے عذاب ہیں اور دنیا کا عذاب یہ ہے کہ اللہ انسان کو شرک پر لگا دے۔ بدعات میں پھنسا دے۔ گھر میں غیرت ختم ہوجائے۔ بندہ دیوث ہوجائے۔ گھر میں فحاشی اور بے حیائی عام ہوجائے۔ گھر میں گانا عام ہوجائے۔ اولاد نافرمان ہوجائے۔ اولاد باغی ہوجائے۔ اولاد بے نماز ہو۔ بچیاں بے نماز ہوں۔ بیوی بے نماز ہو۔ براوری ساری بے دین ہو۔ رسم و رواج میں آدمی پھنسا ہو۔ شادی، خوشی اور غمی میں ہندوؤں اور سکھوں کی رسومات جاری ہوں۔ ڈھول کی تھاپ پر بچیاں رقص کر رہی ہوں۔ گھر میں جناب صبح نہار منہ گانا چل رہا ہو۔ سود کھا رہا ہو۔ حرام آ رہا ہو۔ جھوٹ بول رہا ہو۔ رات دن غیبت جاری ہو۔ اگر کوئی عمل کر بیٹھے تو بدعات ہیں۔

اگر پیدا ہوا ہے تو بدعات ہیں۔ اگر شادی ہے تو رسم ورواج ہیں۔ اگر کفن دفن یا جنازہ ہے تو بدعات ہیں۔ اگر قبر کے اندر دفن کرنے کے بعد گھر پہنچا ہے تو بدعات ہیں۔ یہ جو شرک، بدعات، فحاشی، بے حیائی اور بے دینی میں پھنسا ہے۔ اس کو وہ امن وامان نہ سمجھے بلکہ یہ اللہ پاک کا عذاب ہے۔

﴿نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی﴾ اللہ ایسی گمراہی میں پھیر دیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا حیا نہ رہے، جب عقیدہ توحید کا حیا نہ رہے، پیغمبر ﷺ کی حدیث کا دل میں احترام نہ رہے، دل میں پیغمبر ﷺ کی سنت سے محبت ختم ہوجائے تو اللہ پھر ذلیل ورسوا کردیتا ہے۔ نہ دنیا میں کوئی سکون نصیب ہوتا ہے اور نہ آخرت کو کوئی سکون نصیب ہوتا ہے۔ نہ دنیا میں کوئی خوشی ہوتی ہے اور نہ آخرت کو کوئی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ ایک گھر لاؤ تم اپنی بستی میں سے، اپنے گاؤں میں سے، اپنے شہر میں سے کہ جس گھر میں نماز نہ ہو اور اُس گھر میں سکون ہو۔ ایک گھر ایسا لاؤ جس گھر میں سود ہو اور اُس گھر میں ساتھ سکون بھی ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ جس گھر میں گانا چلتا ہو اور اُس گھر کا ہر فرد مطمئن ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کیوں؟ اللہ دنیا میں ذلیل کرتا ہے۔ سزا دیتا ہے ہر اُس گھر کو، ہر اُس شخص کو جو میرے محمد ﷺ کی سیرت اور دین اور سنت اور حدیث کا حیا نہ کرے۔

اُمتِ محمدیہ ﷺ پر عذابِ الٰہی:

قرآنِ پاک کی دوسری آیت پر غور فرمایئے۔ فرمایا!

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور: ٦٣)

فرمایا ڈر جانا چاہیے اُن لوگوں کو جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم، امر، سنت اور حدیث کی نافرمانی اور مخالفت کر رہے ہیں۔ کس چیز سے ڈرنا چاہیے؟ ﴿اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ﴾ کہ ان پر دنیا میں کوئی گرفت نہ ہوجائے۔ کہیں عذاب نہ آجائے۔ آزمائش نہ آجائے۔ اللہ پاک کی پکڑ نہ آجائے اور اللہ پاک کی پکڑ کے مختلف انداز ہیں۔ ضروری نہیں کہ آسمان سے

پتھروں کی بارش ہی ہو۔ ایک دن آئے گا ایسا بھی ہو کر ہی رہے گا۔

سنن کبریٰ البیہقی میں حدیث ہے۔ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔ جب تک میری امت کے بعض قبائل پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہیں برسے گی۔ یہ عذاب بھی آئیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں کئی قبائل ایسے ہوں گے۔ جن کو راتوں رات اللہ خنزیر اور بندر بنا دے گا۔

یہ بھی ہوگا کہ بستیوں کی بستیاں، قبائل کے قبائل زمین میں دھنس جائیں گے اور زلزلے کا شکار ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم نے اپنی آنکھوں سے اپنے ملک میں گاؤں کے گاؤں زمین میں دھنستے ہوئے نہیں دیکھے؟ یہ اللہ کی گرفت ہے۔ یہ اللہ کا عذاب ہے۔ اسلام آباد جیسے شہر میں میں نے وہ عمارت جا کر خود دیکھی کہ بہت بڑی عمارت ہے۔ مگر اللہ نے سیدھا زمین کے اندر دھنسا دیا ہے۔ ساتھ والی عمارت بھی قائم ہے۔ چار چو فیرے عمارت قائم ہے۔ اُس عمارت کو دائیں بائیں گرایا بھی نہیں، سیدھا زمین کے نیچے دھنسایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ زمین قائم ہے تو اللہ پاک کے حکم سے قائم ہے۔ وگرنہ تمہارا کمال نہیں، یہ کسی چیز کا کمال نہیں، تم ذرا اندازہ لگاؤ، اس زمین کو کھودو۔ دس، پندرہ، بیس فٹ نیچے پانی ہے۔ عقل سے سوچو کیا پانی پر زمین کھڑی ہو سکتی ہے؟ نیچے تو پانی ہے، نیچے تو کیچڑ ہے۔ تمہاری زمین اور تمہارا گھر کس کے حکم سے کھڑا ہے؟ اللہ پاک کے حکم سے کھڑا ہے۔

اگر اللہ پاک چاہے تو یہ زمین جو پانی پر کھڑی ہے۔ نیچے تو پانی ہے۔ کون سی چیز ہے؟ جو زمین کو اپنی جگہ پر قائم رکھے۔ مگر یہ زمین اپنی جگہ پر قائم ہے۔ پانی کے اوپر حالانکہ کوئی چیز کھڑی نہیں ہو سکتی لیکن اللہ پاک نے زمین کو اِس پانی پر کھڑا کر کے ثابت کیا ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ اس لیے اپنے آپ کو مضبوط مت سمجھو، میری اور تمہاری طاقت اتنی ہے کہ یہ ایک بجلی کی تار ہے۔ اگر یہ ننگی ہو جائے اور میرا اس پر ہاتھ لگ جائے۔ تو میری موت کا سامان اس تار کے اندر موجود ہے۔ ہم اتنے کمزور ہیں۔ اگر ہم بٹن کو اندھیرے میں ہاتھ لگائیں۔ بٹن آگے سے ننگا ہو تو آدمی وہیں مر جائے۔ اتنے ہم کمزور

ہیں۔ ہماری موت کے آلات ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ اگر ہمیں زندگی مل رہی ہے تو اللہ پاک کی ذات ہی دے رہی ہے۔ اگر ہماری حفاظت کوئی کر رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ کبھی اپنی جان پر، اپنے آلات پر، اپنے اسلحے پر اور اپنی عقل پر مان نہ کیا کرو۔

جب بھی سر کو جھکاؤ۔ جب بھی اُٹھو تو اللہ پاک کی حمد بیان کرو کہ جس اللہ پاک نے تمہیں یہ زندگی عطا فرمائی ہے اور جو اللہ پاک تمہاری حفاظت فرما رہا ہے۔ اُس کی نافرمانی اور بغاوت سے باز آ جاؤ۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ فرمایا میرے پیغمبر ﷺ کی نافرمانی نہ کرو۔ وگرنہ دنیا میں بھی عذاب آئے گا اور آخرت کو بھی ملے گا۔ دنیا کے عذاب سے بچ گئے تو آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ قرآنِ پاک کی تیسری آیت پر غور کرو۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب: ٣٦)

فرمایا کسی مرد مومن اور مومنہ عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول ﷺ کوئی حکم کر دے۔ ﴿اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ پھر اپنی مرضی نہیں کر سکتے۔ پھر اپنی مرضی کا اختیار نہیں۔ قرآن سن لینے کے بعد، حدیث سن لینے کے بعد اپنی مرضی کا ہمیں اختیار نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ ہم حضور ﷺ کے غلام ہیں۔ آوارے نہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں اور جو غلام ہوتا ہے۔ وہ اپنی مرضی نہیں کرتا۔ ہم پیغمبر ﷺ کے غلام ہیں۔ آوارے نہیں، ہم بے مہار نہیں، ہم نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کی غلامی کا اعتراف کیا ہے۔ ہم ایمان لائے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں اور وہ ہمارے راہبر و راہنما ہیں۔

فرمایا جو شخص اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم آ جانے کے بعد اپنی مرضی کرے۔ ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٣٦) ایسا شخص کھلی گمراہی میں ہے۔ قرآن پاک کی چوتھی آیت پر غور کیجیے۔ فرمایا:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(النور : ۵۱)

اللہ پاک نے فرمایا: کامیاب وہ مومن ہیں۔حق والے وہ لوگ ہیں۔جن کے سامنے قرآن کی آیت پڑھی جائے اور حدیث پڑھی جائے اور اُس کی زبان پر ایک ہی کلمہ ہو۔ ﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ ہم نے حدیث مصطفےٰ ﷺ کو سن لیا اور ہم نے مان لیا۔اپنی مرضی نہیں ہوسکتی اور جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بعد اپنی مرضی کرے۔

قرآن نے کہا ہے: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ تو ہم اُس کو پھیر دیتے ہیں۔جس طرف کو وہ پھرنا چاہتا ہے۔

قبر کو پختہ کرنا:

اب غور کیجیے۔اس آیت کی روشنی میں سمجھئے کہ وہ کون سا گروہ ہے؟ وہ کون سی جماعت ہے؟ جن جماعتوں پر اللہ کا عذاب مسلط ہو چکا ہے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔اللہ نے پھر عذاب مسلط کیا ہے۔اب دیکھنا سارا دین پڑھ جاؤ۔ذخیرہ احادیث کا مطالعہ کر جاؤ۔ایک بھی حدیث ایسی نہیں، صحیح تو دور کی بات ہے۔میرے علم کے اندر، نہیں مطلق نفی نہیں کرتا۔ہوسکتا ہے کسی عالم یا کسی شیخ کے علم میں کوئی حدیث ہو۔میرے علم کے اندر کوئی ایسی حدیث نہیں، صحیح تو دور کی بات ہے۔میرے علم میں ایسی ضعیف روایت بھی نہیں کہ جس میں پیغمبر رحمت جناب محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہو یا اُس حدیث میں یا اُس روایت میں یہ الفاظ آئے ہوں کہ جب کوئی انسان فوت ہو جائے تو اُس کی قبر کو پختہ کرو۔کسی مسلمان کی قبر کو پختہ کرنے کی اجازت نہیں۔صحیح حدیث تو دور کی بات ہے۔میرے علم میں ضعیف بھی نہیں ہے کہ قبر کو پختہ کرو۔اسی متعلق ضعیف روایت بھی موجود نہیں۔حیرانگی کی بات ہے کہ جب قبر کو پختہ کرنے کی ضعیف روایت بھی موجود نہیں تو ایمان سے فیصلہ کرنا۔

تمہارے گاؤں میں جو قبرستان ہے۔کیا اُس میں کسی کی قبر بھی پختہ نہیں؟ وہاں پکی

قبریں ہیں۔ تمہارے قبرستان میں ہیں۔ کن کی قبریں ہیں؟ مسلمانوں کی ہیں۔ کلمہ گو، کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کی ہیں۔ اہل حدیثو کیا تمہاری بھی قبریں پکی ہیں؟ تم پر اللہ کی رحمت ہونی چاہیے۔ تمہاری بھی ہوں گی۔ تم اہل حدیث ہو اور اہل حدیث ہوتا ہی وہ ہے جو آپ ﷺ کی ایک بات نہ مانے۔ اُسے ہی اہل حدیث کہتے ہیں نہ؟ قبر کو پختہ کرنا اِس کے بارے میں آپ ﷺ کی کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کی ممانعت کی احادیث موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے پکی قبر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ قبر کو چونا کرنا، قبر پر کچھ لکھنا اس سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے۔

ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ جواز کی حدیث موجود نہیں۔ ضعیف روایت بھی موجود نہیں۔ اس کے باوجود مسلمان کہلوانے والے، کلمہ پڑھنے والے، اہلسنّت اور اہل حدیث کہلوانے والے یا آگے بڑھیے کہ جو قبر کو پختہ کرتا ہے۔ مذہب اُس کا بھی یہی ہے کہ قبر کو پکا کرنا جائز نہیں۔ مگر وہ پھر بھی پختہ کر رہا ہے۔ پھر قبر کو پختہ کرنے کے بعد اُس کے اوپر مزار بنا رہے ہیں۔ مزار بنانے کے بعد پھر اُس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے۔ اُسی میت کو پکار رہا ہے اور سمجھتا کیا ہے کہ میرے حالات سے یہ واقف ہے۔ میرے دکھ اور سکھ کا یہ مالک ہے اور جو کچھ میں لینا چاہتا ہوں یہ دینے پر قادر ہے۔ شاید تمہارا اِس طرح واسطہ نہ پڑا ہو لیکن ہم تو باہر جاتے ہیں۔ ہم باہر دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں۔ کئی مسجدوں میں لکھا ہوتا ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

کیا معنی ہے کہ اے عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اللہ کے لیے کوئی چیز دو۔ پہلے سننے میں آتا تھا کہ پیر، فقیر، بزرگ اللہ سے کچھ لینے کا وسیلہ ہیں۔ لیکن اب وہ عقیدہ ختم ہو گیا ہے۔ پرانا ہو گیا ہے۔ اب نیا عقیدہ ہے۔

شیئاً للہ ، اللہ وسیلہ ہے اور دینے والا پیر ہے۔ اللہ نیچے آ گیا ہے۔ نعوذ باللہ۔ پہلے تو عقیدہ ہوتا تھا کہ پیر فقیر وسیلہ ہیں۔ یہ اللہ پاک سے لے کر دیتے ہیں۔ لیکن اب اللہ پاک ان سے لے کر دیتا ہے۔ شیئاً للہ، پیر صاحب آپ دو۔ تمہیں وسیلہ کس کا ہے؟ اللہ کا وسیلہ

ہے۔ اللہ کا واسطہ ہے۔ ہمیں کوئی چیز دو۔ یعنی دینے والا پیر ہے اور لے کر دینے والا اللہ ہے۔ آگے سے بھی اللہ لے کر دے رہا ہے اور اندازہ لگاؤ۔ کفر کے کیا کوئی سینگ ہوتے ہیں؟ شرک کو کیا کوئی سینگ لگے ہوتے ہیں؟ شرک کہتے کس کو ہیں؟ کفر کس کو کہتے ہیں؟ غور کرنا، توجہ میری طرف رہے۔ میں تمہیں ایک لائن پر لگانا چاہتا ہوں۔ اگر تمہاری توجہ میری طرف رہی تو! غور کرتے جانا، اعلانیہ قوالیوں میں سن لو، قوالیوں کے اندر، کیسٹوں کے اندر، تقریروں کے اندر، مساجد کے اندر، کتابوں کے اندر یہ الفاظ درج ہیں۔

یا امام بری میری کھوٹی قسمت کردو کھری

یہ عقیدہ کیا پیش کر رہا ہے کہ قسمت کھری اور کھوٹی امام بری کرتا ہے۔ اچھا میں نے ایک کو کہا کہ یہ بات تو تمہاری سمجھ میں آ گئی ہے کہ کھوٹی قسمت کھری امام بری کرتا ہے۔ لیکن ہمیں ایک عقیدہ سمجھاؤ کہ کھوٹی کون کرتا ہے؟ کھری تو امام بری کرتا ہے۔ مگر کھوٹی قسمت کون کرتا ہے؟ وہ چار منٹ سوچنے کے بعد کہنے لگا پھر کھوٹی تو اللہ ہی کرتا ہے۔ کھوٹی کون کرتا ہے؟ کھری کون کرتا ہے؟ ﴿اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (النحل: ۵۹) ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح: ۱۳) اللہ فرماتا ہے: اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تمہاری نظروں میں میرا وقار ہی نہیں رہ گیا کہ کھوٹی کرنے کے لیے اللہ ہے اور کھری کرنے کے لیے پیر ہے۔ کوئی پیر پورے ملک میں ایسا نہیں کہ جس کا مرید کہتا ہے کہ میرا پیر قسمت کھوٹی کرتا ہے۔ کھوٹی اللہ کرتا ہے اور کھری امام بری کرتا ہے۔

بری چیز کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں۔ اچھی چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرتے ہیں۔ ابھی بھی اس دور میں کہ جس دور کو کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا پڑھا لکھا دور ہے۔ روشن خیالی کا دور ہے اور اس میں بڑا تعلیم کا عروج ہے۔ اس دور میں بھی یہ تھوڑے عرصے پہلے کی بات ہے۔ میں اپنے محلے میں ایک نکاح پڑھا رہا تھا۔ نکاح پڑھاتے پڑھاتے وہ گواہ کے نام والا رجسٹر نکالا۔ نام لکھا تو میں نے پوچھا اس کی ولدیت کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگا پیراں دتہ، یقین جانو ولدیت پیراں دتہ، میرا تو قلم رک گیا۔ میں نے کہا اس بارات میں اللہ دتہ کوئی نہیں۔

سارے پیروں نے دیے ہیں۔ بارات میں کوئی اللہ دتہ ہو۔ وہ یہاں لکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ!

﴿یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ﴾ (الشوریٰ: ۴۹)

کم از کم میرے رجسٹر میں پیراں دتہ کا نام نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق بیٹا بھی اللہ دیتا ہے اور بیٹیاں بھی اللہ دیتا ہے۔ ایک پیر نے دیا ہو۔ پھر بھی گزارہ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ پیراں دتہ ہے یعنی سب نے مل کر دیا ہے۔ ایک نے دیا ہو تو چلو پھر بھی آدمی سوچ لیتا ہے کہ چلو ایک بزرگ نے دیا ہے۔ لیکن یہ تو سب بزرگوں نے مل کر دیا ہے۔ پیراں دتہ یعنی کفر کی انتہا ہے۔ شرک کی انتہا ہے۔ اگر شک ہو تو تم کل ہی آجانا، ہمارے محلے میں ابھی بھی ایک مکان موجود ہے۔ اُس کے دروازے پر بورڈ لگا ہے۔ پیراں دتہ ابھی بھی پیراں دتہ ہے۔ یعنی کہ اندازہ کیجیے یہ کیا ہے؟ کہ مرنے والے کو غسل بھی آپ دیتا ہے۔ کفن بھی آپ دیتا ہے۔ دفن بھی آپ کرتا ہے۔ مٹی بھی آپ ڈالتا ہے۔ پھر پیر کا جنازہ بھی آپ پڑھتا ہے اور جنازے میں کہتا کیا ہے؟

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا یہ بھی مانتا ہے کہ سامنے میت ہے۔ کبھی کسی نے کہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَزِنْدِنَا یہ تو کبھی کسی نے نہیں کہا۔ میتنا کہتے ہیں چلو ہم تو نیت لفظوں میں نہیں کرتے ہیں۔ لیکن مولویوں نے تو نیت بھی پکائی ہوئی ہے کہ دعاؤں کے لیے حاضر اس میت کے، مانا بھی ہے کہ یہ میت ہے۔ زندہ نہیں۔ جس کا جنازہ پڑھ رہا ہے۔ یہ میت ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی شور و پکار کیوں ہے؟ جس کو مردہ تسلیم کیا۔ اُس کو مشکل کشاء کیوں کہہ رہا ہے؟ جس کا جنازہ خود اٹھایا۔ اُس کو مشکل کشا کیوں کہہ رہا ہے؟ جس کا کفن دفن خود کیا۔ اُس کو مشکل کشا کیوں کہہ رہا ہے؟ جس کے جنازے میں دعا خود پڑھی۔ جس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا خود مانگی۔ اُس کو مشکل کشا کیوں کہتا ہے؟ یہ کوئی عقیدہ نہیں یہ تو اللہ کی سزا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے سزا ملی۔ تم سمجھتے ہو یہ عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ نہیں، یہ عقل سے سوچتا ہی نہیں، جو مشرک آدمی ہوتا ہے۔ اُس کے سوچنے کی قوت کو اللہ سلب کر لیتا ہے۔ میں کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں کہ یا اللہ یہ جب مردے کو پوجتا ہے۔

تو کیا اس کے ذہن میں آتا نہیں کہ میں زندہ اور وہ مردہ ہے۔ میں نے بھی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ اس نے بھی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ میں دعا کروں تو اللہ کے آگے کروں۔ کیوں پوجتا ہے؟ اللہ فرماتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو سوچ یہ آتی نہیں۔ حالانکہ کھانے پینے میں، اٹھنے بیٹھنے میں، اولاد پیدا کرنے کروانے میں، نکاح میں، کاروبار میں یہ عقل والا ہے۔ لیکن ربّ فرماتا ہے۔ اس کو عقل نہیں کہتے۔ یہ تو حیوان بھی کرتا ہے۔ کیا حیوانوں کی اولاد نہیں ہوتی؟ اُن کی بھی اولاد ہوتی ہے۔ اولاد سے محبت حیوان بھی کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے وہ بھی ہیں۔ لیکن اصل عقل یہ ہے کہ اللہ کی ذات کو آدمی جان لے اور اللہ کی صفات کو آدمی پہچان لے۔ پھر آدمی عقل والا ہے۔ جس نے اللہ کو ہی نہیں پہچانا، اللہ کی قسم وہ آدمی عقل والا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔ اللہ کی ذات وصفات کو نہیں پہچانا۔

یہ اب قبر پر سجدہ کرتا ہے۔ کیوں؟ عقیدہ نہیں، اللہ نے سزا دی ہے اور قرآن میں فرمایا ہے۔ فرمایا: ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء : ۱۱۵) فرمایا جو آدمی مخالفت کرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی، آپ ﷺ کی شریعت کی، عقیدہ توحید کی مخالفت کرے۔ پیغمبر ﷺ کی سنت کی مخالفت کرے۔ آپ ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرے۔ ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ چھوڑ دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ چھوڑ دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا منہج چھوڑ دے۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ ہم اُس کو پھیر دیتے ہیں، جس طرف کو وہ پھرنا چاہتا ہے۔ ہم اُس کی سوچنے کی قوت ختم کر دیتے ہیں۔ اُس کی غیرت کو ختم کر دیتے ہیں۔ اُس کی عقل ختم کر دیتے ہیں۔ سنت کا جس کے دل میں حیا نہیں، اللہ اُس کو پھر مشرک بنا دیتا ہے۔ جس کے دل میں سنت کا حیا نہیں، اللہ اُس آدمی کو بے غیرت اور دیوث بنا دیتا ہے۔ اللہ اُس کے گھر سے پردے ختم کر دیتا ہے۔ فحاشی اُس گھر میں، بے حیائی اُس گھر میں، جس گھر میں عقیدہ توحید نہیں، اُس گھر میں غیرت بھی نہیں آسکتی جس گھر میں عقیدہ توحید نہیں، پیغمبر ﷺ کی حدیث اور سنت کا حیا نہیں، اُس گھر میں پھر برکت

اور رحمت نازل نہیں ہوسکتی۔ جس گھر میں توحید وسنت کا حیا نہیں، اُس گھر میں پھر اللہ پاک کی طرف سے عذاب آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کون سے عذاب؟

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء : ۱۱۵)

یہ تو چلو قبر ہے۔ اس میں مرا ہوا انسان پڑا ہے۔ یہ اُس کو پوج رہا ہے۔ مگر دو دن گزرے ہیں۔ گھوڑے کی بھی پوجا شروع ہوگئی۔ صرف دو دن بعد گھوڑے کی پوجا شروع ہوجاتی ہے۔ گھوڑے کی پوجا کون کررہا ہے؟ انسان کررہا ہے۔ انسان بھی کیسا؟ جس کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا:

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝﴾ (التین : ۱ تا ۴)

دوسرا مقام ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝﴾ (الانفطار : ۶ تا ۸)

اے انسان تمہیں اللہ کے بارے میں کس نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

تم کیوں غیر اللہ کی پوجا کرتے ہو؟ دیکھو اللہ فرماتا ہے: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء : ۱۱۵) یہ آیت تمہیں آج یاد کروانی ہے۔ تم نے دیکھنا ہے کہ یہ آیت کن کن پر فٹ آرہی ہے؟ کون سے ہیں؟ جن کو اللہ نے ایسی گمراہی کی دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میرے اندر، میرے علماء اندر ہزاروں غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ لیکن ہم پر اللہ کی رحمت ہے کہ ہم غیر اللہ کے پجاری نہیں ہیں۔ ہمیں اللہ پاک نے عقیدہ توحید کی غیرت نصیب کی ہے اور پیغمبر رحمت جناب محمد ﷺ کی سنت کی غیرت نصیب فرمائی ہے۔

کون مشکل کشاء:

آؤ جناب اللہ فرماتا ہے۔ اگر تم عقیدہ توحید کا حیا نہیں کرو گے تو تمہیں اللہ قبروں کا

پجاری بنا دے گا۔ آج کل کیا ہے؟ ٹو ڈی گاڑی آدمی لیتا ہے۔ بارہ تیرہ لاکھ گاڑی پر لگاتا ہے۔ پھر دو کپڑے کے ٹکڑے پرانے لے کر ایک کار کے آگے باندھ دیتا ہے۔ ایک پیچھے باندھ دیتا ہے۔ یہ کپڑے کے ٹکرے کیا کرتے ہیں؟ کہتا ہے یہ لگے ہوں تو نظر نہیں لگتی۔ اگر یہ کپڑے کا ٹکڑا تیرا مشکل کشا ہے۔

تو مجھے بتاؤ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ تیرے انسان ہونے کا، مسلمان ہونے کا، لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا فائدہ کیا ہے؟ تم تو ظالم کپڑے کے ٹکڑوں (لیروں) کے پجاری ہو۔ اس لیے ربّ غصے میں فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (التوبة : ۲۸) مشرک ناپاک ہے کہ جب یہ پوجا کرتا ہے تو ایسی چیزوں کی ہی کرتا ہے۔ یہ مسلمان لیروں کا پجاری ہے۔ یا اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا! ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾ یہ تو لیروں کی پوجا ہے۔ آگے آیئے۔ ایک آدمی نے پچاس ساٹھ لاکھ روپے لگا کر ایک کوٹھی بنائی۔ پھر اُس کوٹھی کی چھت پر یہ ایک نئی نہیں بلکہ پرانی ہنڈیا رکھ دیتا ہے۔ یہ پرانی ہنڈیا کیا کرتی ہے؟ آگے سے کہتا ہے یہ جناب رکھی ہو تو نظر نہیں لگتی۔ اگر پرانی ہنڈیا تیری مشکل کشا ہے۔ اگر پرانی ہنڈیا تیرے گھر کو بری نظر سے بچاتی ہے۔ حالانکہ قرآن کیا فرماتا ہے؟

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر آرہے تھے اور سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے بیٹو ایک دروازے سے داخل نہ ہونا، یہ میں تمہیں ترکیب بتا رہا ہوں۔ وگرنہ نظرِ بد سے اللہ پاک کے سوا بچانے والا کوئی نہیں۔ فرمایا میں بھی بچانے والا نہیں ہوں۔ یہاں پیغمبر فرماتا ہے۔ میں بچانے والا نہیں ہوں۔ لیکن یہاں پرانی ہنڈیا مشکل کشا ہے۔ اُدھر سے ربّ اعلان فرماتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) لوگو جو آدمی عقیدہ توحید کا حیا نہیں کرتا، پیغمبر ﷺ کی حدیث کا حیا نہیں کرتا تو اللہ اُس کو سزا دیتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) اللہ پاک نے فرمایا: اگر میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرو گے تو میں دنیا میں بھی سزا دوں گا۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾ میں پھر اُس کو سوچنے بھی نہیں دوں گا کہ میں کیا

کررہا ہوں؟ یہ لیروں کا پجاری، ہنڈیا کا پجاری، جانوروں کا پجاری، کپڑوں کا پجاری، درختوں کا پجاری، قبروں کا پجاری، یہ تو ان کے عقیدے کی حالت ہے۔ دوسری طرف آؤ۔ کبھی تم نے یہ مسئلہ سنا ہے۔ کہتے ہیں۔

یہ جو لوہے کا کڑا (چھلا) ہوتا ہے۔ اِس کو تم اگر انگلی میں پہن لو تو تمہیں بواسیر نہیں ہوگی۔ اب بتاؤ لوہے کے ٹکڑے کا بواسیر سے کیا تعلق ہے؟ بہر حال میں تو سوچتا ہوں۔ مجھے ایک اچھا بھلا مولوی کہنے لگا۔ یہ جو مسواک ہوتا ہے۔ ایک ہاتھ (گٹھ) بنایا کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ ایک ہاتھ پورا بنانے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ کہنے لگا اگر اس سے بڑا ہوا تو شیطان بیٹھ جائے گا۔ اگر مسواک ایک ہاتھ سے بڑا ہوا تو شیطان بیٹھ جائے گا اور اگر چھوٹا ہوا تو بواسیر ہو جائے گی۔ اب چھوٹے مسواک کا بواسیر سے کیا تعلق ہے؟ یہ کیوں کہہ رہا ہے؟ اچھا بھلا پڑھا، لکھا، رائیونڈ جانے والا، پڑھا لکھا، سمجھ دار مشرک، سمجھ دار آدمی، شرک کرنے والا یہ رائیونڈ بھی جاتا ہے۔ چلہ پورا لگا کر آتا ہے۔ کہتا ہے اگر چھوٹا مسواک ہوا تو بواسیر ہو جائے گی۔ چھوٹے مسواک کا بواسیر سے کیا تعلق ہے؟ یا اللہ یہ کیوں کہہ رہا ہے؟ رب فرماتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ یہ اللہ پاک نے سزا دی ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

اس لیے تو درّ مختار میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پینتالیس سال لگاتار ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں۔ ایک پرانی روایت مشہور تھی۔ وہ اب پرانی ہوگئی ہے۔ اب ایک نئی درمختار مارکیٹ میں آئی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پینتالیس سال لگاتار پینتالیس سال ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھتے رہے۔ کتنے سال؟ ایک وضو سے پینتالیس سال پڑھتے رہے۔ اب میں نے ایک سے کہا کہ پینتالیس سال ایک وضو سے امام صاحب رحمہ اللہ نے پانچ نمازیں کس طرح پڑھیں؟ کیا بزرگوں نے پینتالیس سال کبھی حاجت نہیں کی؟ کہنے لگا کی ہے۔ میں نے کہا پھر وضو کا کیا ہوا؟ کہنے لگا وضو نہیں ٹوٹا ہوگا۔ کیونکہ بزرگوں نے لکھا ہے۔ لکھنے کے لیے بھی بزرگ ہوں اور پڑھنے کے لیے تبلیغی جماعت ہو۔

پھر سن کر سبحان اللہ کہتے جاتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے، بس صحیح ہے۔ جو بھی ہوتا ہے۔ ایک آدمی ہمارا اہل حدیث تھا۔ کہنے لگا جی مجھے بڑا سکون آتا ہے۔ میں نے کہا کہاں سے؟ کہنے لگا جی چلہ لگانے سے مجھے بڑا سکون آتا ہے۔لیکن میں ویسے اہل حدیث ہوں۔

میں نے کہا تمہاری ضرورت پھر کیا ہے؟ جاؤ تم وہاں ہی دفعہ ہو جاؤ۔ اگر تمہیں سکون آتا ہے۔ تجھ میں کیا غیرت نہیں؟ ایک آدمی صریحاً سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی مخالفت کر رہا ہے۔ کہتا ہے جناب وہ ہاتھ سے چھوٹا مسواک ہو تو بواسیر ہو جاتی ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ پانچ وقت نماز پڑھتے تھے۔ میں نے کہا پھر کس طرح پڑھتے تھے؟ کیا انہوں نے حق زوجیت ادا نہیں کیا؟ آخر بیٹی بھی حنیفہ پیدا ہوئی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے وظیفہ زوجیت بھی ادا کیا ہوگا۔ بیوی کے حقوق بھی ادا کیے ہوں گے، کہنے لگا جی ہاں کیے ہوں گے۔ میں نے کہا پھر کیا ہونا چاہیے؟ کہنے لگا شاید بزرگوں نے پھر بھی وضو نہ کیا ہو۔ میں نے کہا کیا پینتالیس سال بزرگ نہیں سوئے؟ کہنے لگے لگا سوئے تو ہوں گے۔ میں نے کہا پھر کیا ہونا چاہیے؟ کہنے لگا شاید بزرگوں نے وضو پھر بھی نہ کیا ہو۔ یہ تو بزرگوں نے لکھا ہے۔ چونکہ بزرگوں نے لکھا ہے۔ اس لیے یہ غلط نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا یا اللہ بزرگوں نے لکھا ہے۔ یہ غلط نہیں ہوسکتا۔ یہ کیا کہتا ہے؟ یہ مسلمان ہے۔کلمہ پڑھنے والا ہے۔ ربّ نے فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾

اللہ نے فرمایا سوچ تو میں اُس کو دیتا ہوں جو محمد ﷺ کی سنت کا حیا کرتا ہو۔ وہ پھر سوچتا ہے کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن جو بزرگوں کے اقوال پر لگ جائے پھر یہی حال ہوتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء : ١١٥) پھر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ وہ مانا جاتا ہے۔لوگو غیرت عقیدہ توحید سے ملتی ہے۔ پیار محمد ﷺ کی سنت سے ملتا ہے۔ عزت محمد ﷺ کی سنت سے ملتی ہے۔ جو سنت کا حیا نہیں کرتا، عقیدہ توحید کا حیا نہیں کرتا، تو اللہ پھر اُسے اسی طرح سزا دیتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء : ١١٥)

الٹا لٹکنا کس گناہ کی سزا؟

پھر کہتے ہیں، ایک بزرگ تھے۔ وہ بارہ سال کچے دھاگے کے ساتھ کنویں میں اُلٹے لٹکے رہے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے وہ فقیری لینے گئے تھے۔ فقیری لینے گئے تو بارہ سال کنویں میں اُلٹے لٹکے رہے۔ کچے دھاگے سے اُلٹے لٹکے رہے۔ میں نے کہا ایک تو کنویں میں لٹکے تھے۔ تو جو اوپر سے کچا دھاگا تھا۔ وہ کس کے ساتھ بندھا تھا؟ کہنے لگا پتہ نہیں اوپر کس کے ساتھ بندھا تھا؟ کسی بھی چیز سے نہیں بندھا ہوگا۔ بس کچا دھاگا تھا۔ اُس کے ساتھ بزرگ لٹکے رہے۔ میں نے کہا اچھا بھلا مولوی کچے دھاگے سے قابو میں نہیں آتا۔ تو وہ جو بزرگ تھے۔ وہ کچے دھاگے سے اُلٹے لٹکے رہے۔ وہ کیسے؟ یہ عقل نہیں مانتی، کہنے لگا عقل تو ہماری بھی نہیں مانتی، میں نے کہا پھر کیوں مانتے ہو؟ کہنے لگا ویسے ہی بزرگوں نے جو لکھا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے اسی لیے اس طرح ہوگا۔ میں نے کہا کہ میں نے جو دین پڑھا ہے۔ میں نے اُس پورے دین میں کوئی ایسا گناہ نہیں دیکھا کہ جس کی سزا بارہ سال الٹا لٹکنا ہو۔ کوئی جرم ایسا نہیں کہ جس کی سزا بارہ سال کنویں میں الٹا لٹکنا ہو۔ بزرگوں نے کیا کیا تھا؟ کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا وہ الٹے لٹکے رہے۔ کیا انہوں نے روٹی نہیں کھائی؟ کہنے لگا نہیں، میں نے کہا پانی تو پیا ہوگا، کہنے لگا نہیں پیا۔ میں نے کہا وہ زندہ رہے، کہنے لگا جی بالکل زندہ رہے، میں نے کہا انہوں نے حاجت کی، کہنے لگا نہیں کی، میں نے کہا نماز پڑھی، کہنے لگا نہیں پڑھی، میں نے کہا پھر وہاں کیا تھا؟ کہنے لگا بزرگ وہاں سے فقیری لینے گئے تھے۔

میں نے کہا نماز کے بغیر فقیری مل گئی۔ کہنے لگا جی مل گئی۔ بزرگوں نے لکھا ہے۔ الٹے لٹکے رہے جب سیدھے ہوئے تو فقیری مل گئی۔ کیسے ملی؟ یا اللہ یہ کیوں مانتے ہیں؟ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ ذرا ہمارے اسٹیج پر اس طرح کا واقعہ بیان تو کرو۔ کوئی بیان کرنے کی جرأت تو کرے۔ ہمارے اہل حدیث تو اچھے بھلے مولوی کو اسٹیج سے پکڑ لیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف بیان کی ہے۔ یہ تو ضعیف بیان نہیں کرنے دیتے۔ جھوٹا واقعہ بیان کرنا تو پھر دور کی بات ہے۔

اگلے دن مجھے ایک عورت کا فون آیا کسی شہر سے مائی صاحبہ کا فون تھا۔ کہنے لگی یہ ایک مسئلہ ہمارے مولوی نے بیان کیا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا تو اُس مولوی نے کہا۔ میرے علم میں نہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ میں نے کہا ہم نے تو یہی پڑھا اور سنا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ وہ عورت کہنے لگی اچھا یہ ضعیف روایت ہے۔ میں نے کہا ہاں ضعیف روایت ہے۔ کہنے لگی یہ پکی بات ہے۔ میں نے کہا ہاں پکی بات ہے۔

اُس نے کہا کہ میں نے پھر اُس مولوی کو فون کیا۔ میں نے کہا تم صحیح کیوں نہیں بیان کرتے۔ تم ضعیف روایت بیان کیوں کرتے ہو؟ اب میں سوچ رہا تھا کہ ایک عورت ہے۔ اللہ نے اہل حدیث کو عزت بھی عطا فرمائی ہے۔ شعور بھی عطا فرمایا ہے۔ عورت ایک خطیب کو کہہ رہی ہے کہ تم نے ضعیف روایت کیوں بیان کی؟ ہمیں تو کوئی ضعیف روایت بیان نہیں کرنے دیتا، لیکن یہاں کچے دھاگے سے بزرگ اُلٹے لٹکے رہے۔ سبحان اللہ! قوم نعرے مار رہی ہے۔ یہ خطیب ملت ہے۔ جو یہ بیان کرتا ہے کہ بزرگ کچے دھاگے سے اُلٹے لٹکے رہے۔ یہ ربّ کی طرف سے سزا ہے۔ یہ قوم کیوں مانتی ہے؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی﴾ اللہ نے ان سے غیرت کو چھین لیا۔ عقل کو چھین لیا۔ اگر سنت کا حیا نہ رہے، عقیدہ توحید نہ رہے تو اللہ اِسی طرح ذلیل کر دیتا ہے۔ اللہ گپ شپ میں لگا دیتا ہے۔ اللہ حکایات میں لگا دیتا ہے۔ قصوں میں لگا دیتا ہے۔ کہانیاں مسلط کر دیتا ہے۔ اللہ اس طرح کے قصے کہانیوں میں عقیدہ بنا دیتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

فرض نماز کے وقت کوئی بھی عمل قبول نہیں:

دیکھ لو جب آدمی سنت کا حیا نہ کرے تو اللہ کس طرح ذلیل کر دیتا ہے۔ میرے تمہارے رہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح البخاری میں ہے۔ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا جب فرضی نماز کھڑی ہو جائے۔ تو کوئی سنت نماز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب فرضی نماز شروع ہو جائے۔ پھر کوئی اور جماعت نہیں۔ اب تم عملی تجربہ کر لو۔ تم کہو گے ہوسکتا ہے یہ

روایت ہمارے علم میں نہیں، یہ مسئلہ تمہارے علم میں نہیں، یہ تو مسئلہ تم جانتے ہو۔ فجر کی نماز کے وقت کسی بھی مسجد میں جاؤ۔ مولوی آگے نماز پڑھ رہے ہوں گے اور مقتدی اپنی اپنی پیچھے پڑھ رہے ہوں گے۔ کوئی اُس کونے میں لگا ہوا ہے۔ کوئی اُس کونے میں لگا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ تم الگ الگ سنتیں کیوں پڑھتے ہو؟ کہنے لگے کہ ہمیں مولویوں نے کہا ہے۔ تم آؤ اگر نماز کھڑی ہو تو پیچھے چھپ کر پڑھ لیا کرو۔ میں نے کہا کس سے چھپ کر؟ کہنے لگا اللہ سے چھپ کر، میں نے کہا اللہ سے تو کوئی آدمی چھپ ہی نہیں سکتا۔

کہنے لگا پھر نمازیوں سے ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا بے وقوف اُن کے منہ تو پہلے ہی قبلہ کو ہیں۔ تم تو اُن کے پیچھے کھڑے ہو۔ کس سے چھپ کر پڑھنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا ہمیں مولویوں نے کہا ہے کہ کسی کونے میں لگ کر پڑھ لیا کرو۔ فرض گئے مگر یہ سنتیں پڑھ رہا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نماز باجماعت کے وقت سنتیں نہیں ہوتیں۔ سنتیں قبول نہیں ہوئیں۔ کیونکہ آگے فرض پڑھے جا رہے تھے۔ فرض گئے اور یہ سنتیں پڑھ رہا ہے۔ سنتیں پڑھنے کے لالچ میں فرض گئے اور سنتیں گئیں۔ فرض پڑھنے کی وجہ سے سنتیں گئیں اور فرض گئے سنتیں پڑھنے کی وجہ سے ملا کیا؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ ملا کیا؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ دیکھ لو یہ سزا ملتی ہے۔ نہ فرض ملے، نہ سنتیں ملیں، سنتیں بھی ضائع کر بیٹھا، فرض بھی ضائع کر بیٹھا، آسمان سے آواز آتی ہے جو محمد ﷺ کی حدیث کا حیا نہ کرے تو ہم اس طرح کر دیتے ہیں۔ نہ سنتیں ملنے دیتے ہیں۔ نہ فرض ملنے دیتے ہیں۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

عدالت میں شادی:

جائیے جا کر پوچھئے، عدالت میں جائیے۔ سرگودھا جاؤ، عدالتوں میں جاؤ، وکیلوں سے پوچھو، کہ روزانہ کتنے نکاح وکیلوں کے چیمبروں میں ہوتے ہیں۔ عورت بچی گھر سے نکلی اور گئی۔ عدالت میں مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو گئی کہ میں جوان ہوں، عاقل ہوں، بالغ ہوں، میں اپنی مرضی سے اس لڑکے سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ اُس نے اجازت دے دی۔ یہ

دونوں وکیل کے چیمبر میں آئے۔ وکیلوں نے بھی پیچھے کھڑکی بنائی ہوتی ہے کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ مولوی کو ابھی بلا لیتے ہیں۔ عدالت کی مسجد کا جو سرکاری ملاں ہوتا ہے۔ اُس کو بلایا۔ عام نکاح کی فیس پانچ سو ہے اور خطرناک نکاح کی پانچ ہزار ہے۔ پانچ ہزار روپے وکیل کو دیا۔ اندر مولوی نے نکاح پڑھا دیا۔

اب پورے ملک کی عدالتوں میں جاؤ۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ پورے ملک کی عدالتوں کو چھان ڈالو، ایک بھی عدالت میں، ایک بھی چیمبر میں تمہیں اہل حدیث عالم نکاح پڑھاتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ وہ کون ہیں؟ جو تمہاری عزتوں کے ڈاکو ہیں۔ وہ کون ہیں؟ اُس مولوی کا جا کر گریبان پکڑو۔

جو وکیلوں کے چیمبر میں بیٹھ کر نکاح پڑھا رہا ہے۔ اُس سے جا کر پوچھو کہ حضرت کیا کر رہے ہو؟ وہ کہے گا میں نکاح پڑھا رہا ہوں۔ اُس کو کہو اے ظالم اُس لڑکی کے باپ سے پوچھو جو اُس گاؤں میں رہنے کے قابل نہیں رہا، اُس کے بھائی سے پوچھو، جس کی عزت خاک میں مل گئی اور پیغمبر ﷺ نے فرمایا: لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ نہ حدیث رہی، نہ عزت رہی، نہ غیرت رہی، غیرت محمد ﷺ کی حدیث کی برکت سے آتی ہے۔ عدالت میں نکاح ہوگیا۔ وہ کون سے مولوی ہیں؟ جنہوں نے نکاح پڑھایا ہے۔ وہ تمہیں اہل حدیث علماء نظر نہیں آئیں گے۔ وہ کون ہیں؟ جو تیری عزت کے ڈاکو ہیں۔ جو تیری بچیوں کی عزت کے ڈاکو ہیں۔ وہ کون ہیں؟ جو عدالتوں میں پانچ ہزار کے بدلے میں تیری عزت کو نیلام کر رہے ہیں۔ تیری عزت کو برباد کر رہے ہیں۔ جو تیری عزت کے ڈاکو ہیں۔ تم اُن کے عقیدے میں کیوں ہو؟ اُن کی طرف آ جاؤ جو پیغام دیتے ہیں۔

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء : ۱۱۵)

حلالہ حرام:

کراچی ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھا۔ جب طلاق دے بیٹھا تو پھر مولوی صاحب کے پاس گیا کہ مولوی جی اب بتاؤ۔ جب طلاق دے بیٹھا تو سوچا کہ جس کوٹھی میں رہتا ہوں۔ وہ بھی بیوی کے نام ہے اور جو فیکٹری ہے۔ وہ بھی بیوی کے نام ہے۔ پریشان ہوگیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کوٹھی بھی گئی، فیکٹری بھی گئی اور ساتھ محترمہ بھی گئی۔ جا کر اپنی بیوی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے۔ کیا معافی نہیں ہوسکتی؟ مہربانی نہیں کرسکتی ہو؟ محترمہ مجھے معاف کردے۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اُس نے کہا غلطی تو ہوگئی۔ لیکن اب شریعت کا مسئلہ ہے۔ کسی سے پوچھ کر آؤ۔ اُس نے کہا اچھا میں پوچھ کر آتا ہوں۔ مولوی صاحب کے پاس جامعہ بنوریہ گیا۔ کہنے لگا حضرت صاحب اب میں کیا کروں؟ وہ کہنے لگا حلالہ کروالو۔ اُس نے کہا حلالہ کس طرح ہوگا؟ اُس نے کہا تیری بیوی کا کسی سے نکاح ہوگا۔ ایمان سے بتاؤ یہ جو تمہیں شادی کارڈ آتے ہیں کہ میری بچی کی شادی ہے، میری بہن کی شادی ہے، میری بھانجی یا بھتیجی کی شادی ہے۔ کیا کبھی کسی کو کارڈ آیا ہے کہ میری بیوی کا نکاح ہے؟ کیا کبھی کسی کو کارڈ آیا کہ میری بیوی کی شادی حلالہ ہے بیوی کا نکاح، محترمہ کی شادی، یہ اب حلالہ ہونے لگا ہے۔ اُس مولوی نے کہا حلالہ کروالو، اگر تمہارے پاس کوئی آدمی نہیں تو ہم نے آدمی بھی رکھے ہوئے ہیں۔ طالب علم ہیں۔ اُن سے نکاح پڑھا دیں گے۔ اگر کوئی اور آدمی مل جائے تو بہتر ہے۔ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ گھر آیا۔ بیوی کو کہنے لگا تیرا تین دن کے لیے کم از کم کسی سے نکاح ہوگا۔ پھر وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔ اُس کی بیوی نے کہا شریف آدمی تو پھر ہمارا چوکیدار ہی ہے۔ اِس کے ساتھ ہی پڑھا دیتے ہیں۔ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ میں تین دن مری رہ آتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ نکاح پڑھالو! اُس کے ساتھ نکاح پڑھایا اور خود یہ غیرت مند انسان جہاز پر بیٹھ کر مری پہنچ گیا۔ مری چار پانچ دن رہ کر واپس گھر پہنچا۔ جب گھر پہنچا تو جا کر بیل دی۔

وہ میاں بیوی کہیں راضی ہوگئے تھے۔ اُنہوں نے کہا چلو چوہدری کو دفعہ کرو۔ ہم دونوں

ٹھیک ہیں۔ وہ دونوں راضی بازی ہوگئے۔ انہوں نے کہا چوہدری کو ہم جواب دے دیتے ہیں۔ جب چوہدری آیا۔ آ کر بیل دی تو وہ باہر نکلا۔ چوہدری کو سلیوٹ مارا کہ چوہدری صاحب آ گئے ہو۔ جی آیاں نوں، چوہدری کو اندر بٹھایا۔ چائے وغیرہ پوچھی، اُس نے کہا چائے میں نے پی لی ہے۔ بس یار اب تم مہربانی کرو۔ جلدی کرو طلاق دو۔ اُس نے کہا چوہدری صاحب کس کو طلاق دوں؟ اُس نے کہا میری بیوی کو دو۔ اُس نے کہا بے وقوف تیری بیوی کو میں طلاق کیسے دے سکتا ہوں؟ چوہدری کہنے لگا نہیں نہیں جو تیری بیوی ہے۔ اُس نے کہا اگر میری ہے تو میں کیوں دوں؟ اگر تیری ہے تو میں دے نہیں سکتا۔ معذرت خواہ ہوں۔ چوہدری صاحب اگر تیری ہے تو میں دے نہیں سکتا اور اگر میری ہے تو میں کیوں دوں؟ چوہدری نے کہا نہیں جو فی الحال تیری ہے۔ اُس نے تیری لفظ نکالا، جو فی الحال تیری ہے۔ اُس نے کہا حضرت جی وہ تو پکی میری ہے۔

ہماری تو بات چیت ہوگئی ہے۔ وہ تو پکی ہی میری ہے۔ چوہدری کہنے لگا پھر میں کیا کروں؟ وہ کہنے لگا پھر آپ جا سکتے ہو۔ چوہدری کہنے لگا اِس کا مطلب جواب ہے۔ اُس نے کہا جی جواب ہے۔ چوہدری گیٹ کے پاس پہنچا اور پیچھے دیکھتا ہے۔ بیوی گئی، کوٹھی گئی، فیکٹری گئی، میں نے کہا بے غیرت اب دیکھتے کیا ہو؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ اب کیا دیکھتے ہو؟ اُن پر رو جنہوں نے فتویٰ دیا۔ رو اُن کو جن کے مذہب میں رہے ہو۔ سب کچھ گنوایا ہے۔ کس کی وجہ سے؟ میں نے کہا یہ مذہب نہیں، آسمان سے آواز آئی، ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ جو محمد ﷺ کی حدیث کا حیا نہ کرے۔ "لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ" پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا۔ حلالہ جس نے کیا اس پر بھی اور جس کے لیے کیا جائے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔ تم نے اُس لعنت کا خیال نہیں کیا۔ پھر اللہ نے لعنت کس طرح ڈالی ہے؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ کوٹھی بھی گئی، بیوی بھی گئی، کچھ بھی نہ رہا۔ سزا یہ ملی، ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

لوگو اگر عزت چاہتے ہو تو عقیدہ توحید کو اپنا لو، اگر عزت چاہتے ہو تو محمد ﷺ کی سنت

سے پیار کرو۔ پھر اللہ تمہیں دنیا میں بھی عزت عطا کرے گا اور آخرت کو بھی عزت سے نوازے گا۔ اللہ پاک نے فرمایا!

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (آل عمران : ۳۱)

جو محمد ﷺ کی سنت کا حیا نہیں کرتا، اللہ پاک اُس کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیتا ہے اور آخرت کو بھی ذلیل کرے گا اور جو سنت سے پیار کرتا ہے۔ اللہ اُس کو دنیا میں بھی عزت عطا کرتا ہے اور آخرت کو بھی عزت سے نوازے گا۔ اللہ خود بھی محبت فرماتا ہے۔ جب اللہ محبت کرلے تو اللہ پاک اُس کو عزت عطا کر دیتا ہے عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ذلت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو سنت کا حیا کرتا ہے۔ اللہ اُس کو عزت عطا کرتا ہے۔ جو سنت کا حیا نہیں کرتا، اللہ اُس کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور آخرت کو بھی سزا دے گا۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) لوگو سنت سے پیار کرو، نہ ایک مولوی نے فیضان سنت کتاب لکھی ہے۔

کراچی سے چھپی ہے۔ موٹی کتاب ہے۔ سبز رنگ کی طوطی ہے۔ موٹی کتاب ہے۔ کراچی کا سگ ہے۔ اُس نے لکھی ہے۔ کراچی کا سگ، سگ کا ترجمہ نہیں کروں گا۔ سگ ہے۔ کراچی کا خاص نسل کا سگ ہے۔ پیور کسی خالص نسل کا سگ ہے۔ کہتا ہے میں سگ مدینہ ہوں۔ مدینے کا سگ ہے۔ پیور خالص سگ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب سے بڑا سگ ہے۔ باقی تو چھوٹی چھوٹی سکیاں ہیں۔ اصل سگ تو وہ کراچی کا ہے۔ وہ سگ جو ہے۔ اُس نے ایک کتاب فیضان سنت لکھی۔ اُس کتاب میں وہ لکھتا ہے۔

اے مدینہ تجھے سلام

ٹھیک ہے کہ وہ محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ عقیدت کا اظہار کر رہا ہے۔

اے مدینہ تجھے سلام

میں نے کہا چلو ٹھیک ہے۔ یہ عقیدت کا اظہار ہے۔ کہنے لگا۔

اے مدینہ تجھے سلام

میں نے کہا شاید یہاں بس کر دے گا مگر نہیں، آگے کہنے لگا

اے مدینے کے پہاڑو تجھے سلام

یہ پیار ہے، یہ عشق ہے۔

اے مدینے کے پتھرو تجھے سلام

چلو یہاں بھی گزارہ ہوسکتا ہے کہ چلو مدینے کے پتھروں کو سلام پیش کر رہا ہے۔ لیکن آگے کیا کہتا ہے؟

اے مدینے کی سبزیو تجھے سلام

واللہ باللہ تاللہ کبھی یہ کتاب پڑھ کر دیکھو، ایک ایک لفظ کا میں ذمہ دار ہوں۔

اے مدینے کی سبزیو تجھے سلام

پھر سبزیوں پر بھی یقین نہیں آیا۔ آگے کہتا ہے۔

اے مدینے کے بینگنو تجھے سلام

یہ محبت ہے، یہ عشق ہے۔

اے مدینے کے ٹماٹرو تجھے سلام

ایک ایک لفظ مدینے کے آلوؤ، مدینے کے پیازو، مدینے کے مٹرو تجھے سلام ہو۔ چاہے وہ کوفہ ہی گئے ہوں۔ کیا پتہ ہے؟ وہ مدینے میں نہ ہوں۔ انڈیا سے گئے ہوں۔ پاکستان سے گئے ہوں۔

بس مدینے کے مٹرو تجھے سلام

پھر یہاں ہی صبر نہیں آیا۔ آگے کہتا ہے۔

اے مدینے کے گلاب جامنو، لڈوؤ، اے مدینے کی برفی تجھے سلام

مدینے کی برفی کمال کی ہوگی۔ میں نے کہا اے ظالم اگر سلام کرنے پر آئے ہو تو مدینے کی برفی کو سلام کرتے ہو اور چھوڑنے پر آئے ہو تو محمد ﷺ کی سنت کا استہزا کرنے لگ

پڑے ہو۔ پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔ اگر کوئی رفع الیدین کرے تو تم کہتے ہو۔ مکھیاں مار رہا ہے۔ اگر پاؤں سے پاؤں ملائے تو تم کہتے ہو۔ ٹانگیں کھلی کر رہا ہے۔ اگر مذاق کرنے پر آئے ہو تو محمد ﷺ کی سنت کا مذاق کر بیٹھے ہو اور اگر سلام کرنے پر آئے ہو تو مدینے کے ٹماٹروں کو سلام کر رہے ہو۔ یہ سزا ہے۔ ربّ فرماتا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) لوگو سنت کا حیا کرو۔ اگر سنت کا حیا نہیں کرو گے تو اللہ پھر ایسی بدعتوں پر لگا دیتا ہے۔ خود ساختہ طریقوں پر لگا دیتا ہے۔ یہ مدینے کی سبزیوں اور گلاب جامنوں کو سلام کر رہا ہے۔ مگر سنت کا حیا نہیں کر رہا۔ ان کے دل سے سنت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾

خود ساختہ اعمال:

پھر سنتیں پتہ ہے کتنی لکھی ہیں؟ کہنے لگا استنجا کرنے کی ایک کم اسّی سنتیں ہیں۔ استنجا کرنے کی ایک کم اسّی سنتیں ہیں۔ میں نے کہا ایک کم اسّی کیسے ہیں؟ کہنے لگا بزرگوں نے بڑی کمال کی سنتیں بنائی ہیں۔ بہرحال بزرگوں نے بنائی خود ہیں۔ کس طرح کی بنائی ہیں؟ کہنے لگا اگر گرمی میں استنجا کرنا ہو تو اس کا طریقہ الگ ہے اور سردی کا الگ ہے۔ اگر سردی کا ہو تو چار اُنگلیاں اور اگر گرمی کا ہو تو پھر تین اُنگلیاں استنجا کرنے کے لیے صحیح ہیں۔

اگر سردی ہو تو چار اُنگلیاں، تین انگلیاں نیچے اور ایک انگلی اوپر ہو اور اگر جگ ہو تو اُس کو اِس طرح پکڑنا ہے اور اگر لوٹا ٹوٹی والا ہو تو اُس کو اِس طرح پکڑنا ہے۔ اگر ٹوٹی کے نیچے ڈائریکٹ استنجا ہو۔ علماء حضرات کیا ٹوٹی کے نیچے ڈائریکٹ استنجا ہو سکتا ہے؟ یہ اُس کا طریقہ ہے کہ اگر شاور کے نیچے استنجا ہو۔ اب بتاؤ شاور کے نیچے استنجا کس طرح ہوگا؟ ڈائریکٹ کرنا ہے۔ کہتا ہے اگر استنجا کرنا ہے تو یہ طریقہ ہے۔ یہ فیضان سنت تو نہ ہوئی، یہ تو فیضان بدعات ہے۔ دیکھئے، اندازہ کیجیے۔ اگر سنتیں بڑھانے پر آیا ہے تو گرمی، سردی، لوٹے، جگ، شاور اور ٹوٹیوں کی بنائے بیٹھا ہے اور اگر چھوڑنے پر آیا ہے۔ تو محمد ﷺ کی حقیقی سنت چھوڑے بیٹھا ہے۔ یہ سزا ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

مسلم کے اندر حدیث پاک آتی ہے۔ میرے تمہارے رہبر و راہنما محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب تم کوئی جماعت کرواؤ۔ فرمایا تو تم میں امام وہ ہو، جو تم میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو۔ اگر قرآن جاننے والے برابر ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جماعت وہ کروائے جس کو سنت کا علم زیادہ ہو۔ اگر سنت کے علم میں برابر ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جماعت وہ کروائے، جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں۔ پھر جماعت وہ کروائے، جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں۔ پھر جماعت وہ کروائے، امام وہ بنے جس نے اسلام پہلے قبول کیا ہو۔ یہ امامت کی شرائط حدیث میں ہیں۔ کتنی ہیں؟ چار، پہلے قرأت قرآن پاک، پھر سنت کا علم، پھر ہجرت، پھر اسلام یہ کل چار شرائط ہیں۔

لیکن یہ مولوی کہنے لگا نہیں، کیسی شرائط ہیں۔ سترہ اپنے پاس سے نئی بنائی ہیں۔ کہتا اکیس شرائط ہیں۔ چار یہ حدیث والی ہیں۔ کہنے لگا باقی سترہ ہمارے مولوی نے بنائی ہیں۔ چلو ایک دو کوئی جہنمی جاہل ملاں بنالے لیکن اُس نے سترہ اپنے پاس سے بنائی ہیں۔ کہنے لگا ٹوٹل شرائط اکیس ہیں۔ چار نہیں، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا آپ ﷺ کی تو مثال ہی نہیں، آپ ﷺ نے جو بتائی ہیں۔ اُن کی تو مثال ہی کوئی نہیں۔

لیکن ہمارے بزرگ بھی کوئی کسی سے کم نہیں، وہ بھی بڑے علم والے ہیں۔ بڑے گہرے ہیں۔ انہوں نے بھی سوچ سوچ کر سترہ اور بنائی ہیں۔ وہ بھی تم سنو تم حیران ہو جاؤ کہ واقع ہی بزرگ بڑے کمال کے بزرگ تھے۔ انہوں نے بڑا سوچ کر یہ شرائط بنائی ہیں۔ میں نے کہا اچھا کوئی دو چار بتاؤ۔ کہنے لگا کبھی آپ سنو گے تو کہو گے۔ واقعی ہی فقیہوں کے بغیر دین سمجھ میں نہیں آتا۔ کہنے لگا بڑی کمال کی شرائط ہیں۔ میں نے کہا وہ کون کون سی ہیں؟ کہنے لگا چار تو حدیث میں آگئیں۔ میں نے کہا ہاں کہنے لگا ہمارے بزرگ نے بھی کمال کردی ہے۔ لیجیے سنیے میں نے کہا سنایئے۔ کہنے لگا ہمارے بزرگوں نے پانچویں شرط بتائی ہے۔ میں نے کہا بتاؤ۔

کہنے لگا امام وہ ہونا چاہیے۔ جس کا سر موٹا ہو۔ میں نے سوچا کہ سر موٹا کیوں ہونا چاہیے؟ کہنے لگا آپ کو نہیں پتہ کہ اس میں گہرائی کیا ہے؟ میں نے کہا بتاؤ گہرائی کیا ہے؟ کہنے لگا اگر سر موٹا ہوگا تو پھر عقل بھی موٹی ہوگی۔ اگر عقل موٹی ہوئی تو پھر ماننے رکھے گا۔ ﴿نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی﴾ پھر جو ہم نے کہا وہ کیسے رکھے گا۔ جو ہم نے منوایا وہ ماننے رکھے گا۔ ﴿نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی﴾ کہنے لگا۔ امام کا سر موٹا ہو۔ میں نے کہا چھوٹے سر والوں کا کیا ہوگا؟ دولے شاہ کے چوہے تو ویسے ہی فارغ ہو گئے ہیں۔ چھوٹے سر والے گئے۔ کہنے لگا سر موٹا ہو میں نے کہا امام کا رنگ کیسا ہو؟ کہنے لگا رنگ اُس کا گورا ہو۔ چہرہ چوڑا ہو۔ کمال کے بزرگ تھے۔ کوفے بیٹھ کر کمال کی ہے۔ امت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ کوفہ سے خیر کی خبر ہی آ سکتی ہے۔ کبھی سر موٹا ہو، رنگ سفید ہو، مگر رنگ سفید ہونے کی مولوی کو کیا مجبوری تھی؟ مولوی کے لیے رنگ گورا ہونا چاہیے۔ چہرہ چوڑا ہو۔ سر موٹا ہو۔ کہنے لگا ایک اگلی شرط ہے۔ اُس پر بزرگوں نے اس سے بھی بڑھ کر کمال کی ہے۔ میں نے کہا بتاؤ۔ کہنے لگا ہمارے نزدیک امام وہ ہونا چاہیے، جس کی بیوی خوبصورت ہو۔ میں نے کہا کیوں؟ اصل میں تم نے مذاق سمجھ لیا ہے۔

تم اہل حدیث ہو۔ غیر مقلد ہو۔ لیکن ہمارے بزرگوں نے بڑا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اگر بیوی خوب صورت ہوگی تو اُس کی نظر پاک رہے گی۔ مولوی نیک ہوگا۔ متقی ہوگا۔ وہ گناہ سے بچے گا۔ اس لیے بیوی خوب صورت ہو۔ میں نے کہا لیکن اگر کنوارا ہوا۔ کہنے لگا اُس کی تو بزرگوں نے بات ہی نہیں کی، پتہ نہیں کیوں نہیں کی، کنوارے فارغ ہو گئے۔ بیوی خوب صورت ہو۔ میں نے کہا پھر جماعت کو کیسے پتہ چلے گا کہ اس کی بیوی خوب صورت ہے۔ یہ بزرگوں نے بتایا ہے۔ کہنے لگا نہیں، میں نے کہا وہ بزرگ کیا ہم سے کافی اچھے تھے۔ انہوں نے اگر سترہ بنا لی ہیں تو کیا ہم اٹھارویں نہیں بنا سکتے؟ میں نے کہا میں بنا لیتا ہوں کہنے لگا جی آپ بتایئے میں نے کہا تمہارے بزرگوں نے سمجھایا نہیں کہ بس بیوی خوب صورت ہونی چاہیے۔ لیکن جماعت کو کیسے پتہ چلے گا کہ

جماعت کے سارے افراد سے مولوی صاحب کی بیوی زیادہ خوب صورت ہے۔ یہ کیسے پتہ چلے گا؟

کہنے لگا پتہ نہیں، میں نے کہا اِس کا طریقہ پھر ایک ہی ہے۔ کہنے لگا کون سا؟ میں نے کہا کہ جب مولوی دیکھنا ہو تو مسجد میں آدمی اعلان کرائیں۔ حضرات تمہیں پتہ ہے دو ماہ ہو گئے ہیں۔ مسجد میں مولوی کوئی نہیں، لہٰذا ہم ایک جوڑا لے کر آئے ہیں۔ وہ ہم رکھنا چاہتے ہیں تو جو جو ہماری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ وہ اپنی اپنی بیویاں لے کر مسجد میں آ جاؤ۔ جب سارے آ جائیں تو جو مائیں، بہنیں وہ لے کر آئیں اُن سب کو بٹھا دو۔ مسجد میں ایک لائن میں وہ بیٹھ جائیں۔ تو جو مولوی صاحب کی بیوی ہے۔ وہ منبر پر بیٹھ جائے۔ چار پانچ گاؤں کے معزز آدمی بلا لیے جائیں کہ آ جاؤ۔ فقہ حنفی شریف پر عمل ہونے لگا ہے۔ مولوی نے کمال کی شرط بتائی۔ وہ مجھے کہنے لگا جناب سارے آدمی آ کر بیٹھ گئے۔ پھر کیا کریں؟ میں نے کہا پھر اعلان کرو کہ حضرات کافی لوگ آ گئے ہیں۔ جو نہیں آئے وہ بعد میں نہ آئیں۔ پھر ہم نے کسی کو مسجد میں نہیں آنے دینا، جس جس نے نماز پڑھنی کرنی ہے، وہ آ جائے آ گے۔ عورتیں بیٹھ گئیں۔ اب درمیان میں چار پانچ آدمی کھڑے ہو جائیں اور دیکھیں کہ جماعتیوں کی عورتیں خوب صورت ہیں۔ یا اللہ یہ تو عزت نہ رہی، کہنے لگا عزت نہ رہی، غیرت نہ رہی، آسمان سے آواز آتی ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ ظالمو تم نے محمد ﷺ کی سنت کا حیا نہیں کیا اور ہم نے تمہاری عزتوں کا حیا نہیں کیا۔ تمہاری عزتیں اس طرح نیلام اور برباد ہوتی ہیں۔ کیونکہ تم نے پیغمبر ﷺ کی سنت کا حیا نہیں کیا فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ تمہیں چاہیے کیا تھا؟ کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا۔ چار شرائط امامت کی ہیں کہ امام قرآن زیادہ جاننے والا ہو۔ اگر قرآن جاننے والے برابر ہوں۔ پھر سنت کو زیادہ جاننے والا ہو۔ اگر سنت میں بھی برابر ہوں۔ پھر اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں۔ پھر جس نے پہلے اسلام قبول کیا ہو وہ امام ہو۔ یہ چار شرائط آپ ﷺ نے بیان کیں۔ تو تم یہ شرائط سن کر کہہ دیتے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا محبوب ﷺ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔

اللہ پاک نے ہمیں عزت بھی عطا فرمائی ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں غیرت بھی عطا فرمائی۔ عزت عقیدہ توحید کو اپنانے سے ملتی ہے۔ محمد ﷺ کی سنت سے حیا ملتا ہے۔ دیکھ لو! اہل حدیث پر اللہ پاک نے اپنی خاص رحمت فرمائی ہے۔ ہمارے عقیدے میں شرک بھی موجود نہیں، ہمارے عقیدے میں بدعت بھی موجود نہیں، ہمارے عقیدے میں اللہ پاک نے پردے کی عزت اور غیرت بھی عطا فرمائی ہے۔ اللہ پاک نے ہم پر احسان کیا ہے۔ جاؤ پورے ملک کا چکر لگا کر دیکھ لو۔ جتنے بھی گناہ یا بدمعاشی کے اڈے ہوں گے۔ اُن میں بیٹھنے والی عورتیں جو ہیں۔ اُن میں سے تمہیں ایک بھی اہل حدیث کی بچی نظر نہیں آئے گی۔ یہ اہل حدیث پر اللہ پاک کی خاص رحمت ہے۔ پورے ملک کا چکر لگا کر دیکھ لو، ایک گلوکار، فنکار، اداکار اہل حدیث کا بچہ نظر نہیں آئے گا۔ اہل حدیث کا فرزند نظر نہیں آئے گا۔ اللہ پاک نے ہمیں غیرت بھی عطا فرمائی۔ بے حیائی پھیلائی ہے تو تم نے پھیلائی ہے۔ گانے پھیلائے ہیں تو تم نے پھیلائے ہیں۔ فحاشی پھیلائی ہے تو تم نے پھیلائی ہے۔ شرک پھیلایا ہے تو تم نے پھیلایا ہے۔

بے پردگی پھیلائی ہے تو تم نے پھیلائی ہے۔ اس ملک میں بدمعاشی پھیلائی ہے تو تم نے پھیلائی ہے۔ اہل حدیث کے مسلک میں نہ فنکار ہیں۔ نہ گلوکار ہیں، نہ اداکار ہیں۔ نہ بدکاری کے اڈوں پر بیٹھنے والی عورتیں ہیں۔ اللہ پاک نے ہمیں غیرت بھی عطا فرمائی ہے۔ محمد ﷺ کی سنت کی برکت سے، اللہ پاک نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے۔ محمد ﷺ کی سنت کی برکت سے، اللہ پاک نے ہمیں عقیدہ عطا فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے ہمیں غیرت بھی عطا فرمائی ہے۔ ربّ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

تم بے حیائی پھیلا لو، یہ دنیا میں تم پر عذاب آیا ہے۔ جو تم نے تقلید کا پٹا اپنے گلے میں

پہنا ہے۔ اس وجہ سے اللہ پاک نے تمہیں ذلیل ورسوا کر دیا ہے۔ نہ قرآن کے لائق چھوڑا ہے۔ نہ محمد ﷺ کی حدیث کے لائق چھوڑا۔ جو تقلید کا پٹا پہن لیتا ہے۔ اُس کا یہی حال ہوتا ہے۔ آدمی حیوانیت میں پہنچ جاتا ہے۔ انسانیت سے آدمی نکل جاتا ہے۔ اُس میں نہ قرآن کا حیا رہتا ہے۔ نہ محمد ﷺ کی حدیث کا حیا رہتا ہے۔ نہ سنت کا حیا رہتا ہے۔ نہ سنت کا احترام رہتا ہے۔

مسئلہ اکہری تکبیر:

اِدھر سے حدیث مصطفیٰ ﷺ آ جائے۔ بخاری کی حدیث آ جائے۔ اُدھر سے آدمی سوچتا ہے کہ اس کو میرا امام نہیں مانتا۔ جائیے پورا ذخیرہ اسلام چھان ماریے۔ ایک روایت لائیے۔ صحیح نہ ملے تو ضعیف ہی لائیے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی دوہری تکبیر کہی ہو۔ ایک حدیث ایسی لاؤ۔ تمہیں نہیں ملے گی۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی ہے تو تکبیر بھی کہی ہے تو کون سی؟ اکہری تکبیر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔ جاؤ یہ حدیث بخاری میں ہے۔ اپنے علماء کے پاس لے جاؤ۔ کہو حضرت یہ بخاری میں حدیث ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اکہری تکبیر کہتے تھے۔ اِس حدیث پاک کو اپنے علماء کے دروازے پر لے جاؤ۔ اگر تیرا عالم کہے کہ میں اس حدیث کو مانتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری میں ہے۔ میں اس حدیث کو مانتا ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں۔ میں جمعہ میں اعلان کرتا ہوں۔

ایک دن تم اکہری تکبیر کہہ دو۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ مولوی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے مگر اکہری تکبیر پڑھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا اور ہماری طرف دیکھو۔ ہماری مسجد میں اگر کوئی غیر اہل حدیث آ کر دوہری تکبیر کہے تو ہم اُس کو بھی محمد ﷺ کی سنت سمجھتے ہیں۔ ہم نے کبھی اُس سے انکار نہیں کیا۔ ہم میں تعصب نہیں، لوگ غلط کہتے ہیں کہ اہل حدیث متعصب ہیں۔ نہیں اگر ہم میں تعصب ہو تو ہماری مساجد میں بریلوی، دیوبندی آ کر پہلی صف میں نماز پڑھتے ہیں کہ نہیں؟ آ کر پڑھتے ہیں۔ ہم نے کبھی اُن کو روکا ہے۔ ہماری مسجد میں آ کر اذان کہہ دے تو ہم نے کبھی نہیں روکا ہے۔ ہمارے امام کے پیچھے کوئی بریلوی، دیوبندی ساتھی نماز

پڑھنے لگ پڑے تو اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ ہم نے اُس کو کبھی نہیں ہٹایا۔ ہم نے اُسے کبھی نہیں کہ دوسری صف میں کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ تم اہل حدیث نہیں ہو۔ نہیں کہا، وہ اپنی دوہری تکبیر کہہ دے۔ جو اہل حدیث کے نزدیک سنت ہے۔ ہم نے اُسے کبھی نہیں کہا کہ تم نے دوہری تکبیر کہی ہے۔ لہٰذا ہم تیری تکبیر پر جماعت نہیں کروائیں گے۔ ہم میں تعصب نہیں، ہماری مسجد میں بریلوی، دیوبندی ساتھی آ کر دس سال نماز پڑھتا رہے۔ وہ اپنے عقیدے کے مطابق پڑھتا رہے۔ ہمیں اُس سے کوئی اعتراض نہیں۔

اب ذرا ہمیں اپنی مسجد میں ایک ہفتہ اونچی آمین کہنے دو۔ ہم دس اکٹھے آتے ہیں۔ تم ہمیں اونچی آمین کہنے دو۔ مولوی مر جائے گا۔ مولوی نے نماز میں ہی جلدی سے سلام پھیر دینا ہے۔ یہ اب بھی وہ عامر سعید کاظمی ہے۔ جو وزیر مذہبی امور ہے۔ وہ وہاں مکہ مدینہ گیا ہے۔ اُس نے مکہ مدینہ میں بھی امام کعبہ اور امام مدینہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ وہ بیچارہ غلطی سے کسی کو بتا بیٹھا۔ کہنے لگا میں نے ایک بھی جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی۔ میں نماز کے وقت لیٹرین میں بیٹھ جایا کرتا تھا۔ جب خانہ کعبہ اور مدینہ میں نماز ہوتی تھی۔ تو اُسی وقت میں لیٹرین میں چلا جاتا تھا۔ میں نے کہا یہ تمہارا قصور نہیں، یہ تو آسمان سے ربّ پہلے ہی فرما دیا تھا۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

ایک طرف امام کعبہ نماز کروا رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ پاک تمہیں لیٹرین میں داخل کر دے۔ اس سے بڑی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اے ظالم تم اِس لائق تھے کہ بیت اللہ میں نماز ہو رہی ہے اور تم اپنا وقت لیٹرین میں گزار رہے ہو یہ تیرا حق بنتا تھا۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ تم ظالم تھے۔ اس لیے تمہیں اللہ پاک نے بیت اللہ کی جماعت نصیب نہیں فرمائی، تمہیں مسجد نبوی ﷺ کے امام کی اقتدا میں تمہیں نماز اللہ پاک نے نہیں پڑھنے دی۔ یہ اللہ نے تمہیں سزا دی ہے۔ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ یہ سزا دنیا میں ہے اور کل قیامت کو کیسا ہونا ہے؟ ﴿وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) اکہری تکبیر والی حدیث بخاری میں ہے۔ ہم دوہری اذان کو بھی ماننے والے، ہم دوہری تکبیر کو بھی ماننے والے، اکہری اذان کو بھی ماننے

والے، اکہری تکبیر بھی ماننے والے، ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں کہ جس کا اہل حدیث انکار کرتا ہو۔ اپنے علماء کے پاس لے جاؤ۔ اکہری تکبیر والی حدیث علماء کے پاس لے جاؤ اور اگر کوئی اکہری تکبیر والی حدیث نہ مانے اور کہے کہ میں سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی تکبیر کہتا ہوں۔ تو اُس کو ہاتھ جوڑ کر کہو! اگر سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی تکبیر کہتے ہیں تو پھر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان بھی ذرا کہہ دو۔ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان کس طرح دیتے تھے؟

کہتے تھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر واپس پلٹ کر آتے اور کہتے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ کلمات اذان سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ لیکن مولوی جناب اذان سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ والی لیتا ہے اور تکبیر سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی لیتا ہے۔ اہل حدیث جب اذان سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ والی دے تو تکبیر بھی سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ والی کہتا ہے۔ جب اذان سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی دے تو تکبیر بھی سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی کہتا ہے۔ ہم چاروں احادیث کے قائل ہیں۔ تم سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے انکاری ہو۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تکبیر کے انکاری ہو۔ یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ تیرا مولوی بخاری کی حدیث کو ماننے کا اعلان کرے۔ لیکن اہل حدیث کہتا ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آ جائے۔

﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (النور : ۵۱)

ہم نے حدیث کا انکار نہیں کیا۔ اللہ پاک نے اِس وجہ سے اہل حدیث کو عقیدہ توحید عطا فرمایا ہے۔ ہم نے حدیث کا انکار نہیں کیا۔ اللہ پاک نے ہمیں سنت کا پیار نصیب کیا ہے۔ ہم نے حدیث کا انکار نہیں کیا۔ اللہ پاک نے ہمیں غیرت نصیب کی ہے۔ اللہ پاک نے عزت عطا فرمائی ہے۔ تمہیں اللہ پاک نے گمراہی کی دلدل میں کیوں پھنسایا ہے؟ کیونکہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کیا ہے۔ حدیث بخاری میں ہے۔ حمداً کثیراً والی لیکن تم نہیں مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں حدیث آتی ہے۔ پاؤں سے پاؤں ملانے والی، لیکن تم نہیں

مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں حدیث آتی ہے۔ آٹھ تراویح والی، لیکن تم نہیں مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں حدیث آتی ہے۔ اونچی آمین کہنے والی، لیکن تم نہیں مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں حدیث آتی ہے۔ اللھم باعد بینی پڑھنے والی لیکن تم نہیں مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں پانچ احادیث آتی ہیں۔ رفع الیدین کرنے والی لیکن تم نہیں مانتے۔ صحیح البخاری میں جو وضو کا طریقہ ہے۔ اُس کو تم نہیں مانتے ہو۔ صحیح البخاری میں جس طرح اذان شروع ہوئی۔ وہ تم نہیں مانتے ہو۔ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اذان دی ہے۔ اُس طرح تم نہیں مانتے ہو۔ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقامت کہی ہے۔ اُس طرح تم نہیں مانتے ہو۔

جب تم نے سنت کا حیا نہیں کیا تو اللہ پاک نے تم پر ذلت اور رسوائی مقرر کردی ہے۔ اللہ پاک نے تقلید مسلط کردی ہے۔ اللہ پاک نے بے حیائی مسلط کردی ہے۔ اللہ پاک نے شرک مسلط کردیا ہے۔ میری جماعت میں شرک کیوں نہیں؟ بدعت کیوں نہیں؟ کیونکہ ہمارے دل میں سنت کا احترام ہے۔ مگر تم پر یہ عذاب کیوں مسلط ہوا ہے؟

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾ (النساء : ۱۱۵)

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ پاک سب کا آنا، بیٹھنا اور سننا اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے، آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



بشریت مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ۹۳)

سامعین محترم ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

توجہ میری طرف رہے، ان شاء اللہ چالیس پینتالیس منٹ بیان کروں گا اور بس کر دوں گا، ان شاء اللہ، کیا خیال ہے؟ صرف، توجہ میری طرف رہے، کیونکہ علمائے کرام کے لیٹ ہونے کی وجہ سے پروگرام میں تاخیر ہو گئی ہے اور تمہیں نیند کا بہت غلبہ ہے، اس لیے تم پر رحم کرنا چاہیے، کیونکہ جب نیند آئی ہو، نماز نہیں ہوتی، جب نیند آتی ہو، تو تقریر کیسے ہو سکتی ہے، ماشاءاللہ۔

تم ہاتھ کھڑے کر کرو، میں نے جو کہہ دیا ہے کہ کر دو، ہاتھ کھڑے کرو، ماشاء اللہ جو تنگ ہو، دیواریں چھوڑ دو، آگے آ جاؤ، جو اچھے بھلے جوان ہو، آگے آ جاؤ، آگے آ جاؤ، پوری امت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات اپنی مخلوق سے بلند شان ہے، اور اپنے عرش پہ بلند ہے۔

توجہ میری طرف رہے۔

ابھی باہر صحن میں لڑکے گفتگو کر رہے ہیں اندر بھیج دو۔

ذات الٰہی سب سے جدا:

اللہ کی ذات اپنی مخلوق سے جدا ہے، اور اپنے عرش پر بلند ہے، مخلوق سے جدا کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے، جس لفظ میں بہت سارے باطل عقائد اور نظریات کا رد موجود ہے، کہ اللہ کی ذات اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اپنے عرش پر بلند ہے، اس بلند کیفیت کی حیثیت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اتنا معلوم ہے کہ عرش پر بلند ہے، کیفیت مجہول ہے علم میں نہیں اور

سوال بدعت ہے، یہ کہنا کہ اللہ نے عرش پر بیٹھ کر یہ کام کر چھوڑا ہے، یہ کہنا جائز نہیں، اللہ کے عرش پہ بیٹھنے کی کیفیت بیان ہوئی ہے، اللہ نے عرش پر بیٹھ کر یہ لفظ نہیں کہنا چاہیے بیٹھا کھڑا ہونا یہ کیفیت کون جانتا ہے، وہ خود ہی جانتا ہے۔

لہٰذا عرش پر بلند ہے، اِسْتَوَاءِ عَلَی الْعَرْشِ، وہ اپنے عرش پر بلند ہے، کفیت بیان نہیں کرنی، کس طرح بلند ہے، وہ خود بلند ہے، سوال اس بارے میں جائز نہیں، اس لیے ہی تو سرور کائنات جناب محمد ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب یہ بات ذہن میں آئے کہ مجھے کس نے بنایا ہے، سوچو اللہ نے، میری ماں کو، میرے باپ کو، میرے رشتہ داروں کو، میرے شجر و نسب کو پہلی ابتدا تک کس نے بنایا ہے، اللہ نے۔

اگر تمہارا ذہن و عقل یہاں تک پہنچ جائے، کہ اللہ کو کس نے بنایا ہے؟ چپ کر جاؤ، خاموش ہو جاؤ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھو، اس کو کوئی بنانے والا ہے ہی نہیں، تو اس لیے اللہ کی مخلوق اللہ سے جدا ہے، کسی مخلوق میں اللہ داخل ہو، حلول کرے، اس سے وہ پاک ہے، اس عقیدہ کا رد ہے، وحدۃ الوجود کا وحدۃ الشہود کا باطل پرست کہتے ہیں کہ اصل میں ایک اللہ ہی ہے، یہ سارے اللہ کی پرتاؤ ہے، شکلیں ہیں، کبھی انسان کی صورت میں آ جاتا ہے، کبھی حیوان کی صورت میں آ جاتا ہے، ہر شے میں حقیقت میں اللہ ہے۔

اللہ عرش پر موجود:

تم عام طور پر سنتے ہو گے کہ دم دم میں اللہ ہے، تجھ میں اللہ، مجھ میں اللہ، اس میں اللہ، جدھر دیکھتا ہوں، ادھر تو ہی تو ہے، ہر گل میں اللہ، ہر پھول میں اللہ، اوپر اللہ، نیچے اللہ، آگے اللہ پیچھے اللہ، اوپر اللہ، نیچے اللہ، یہ سارے گمراہ کن عقائد ہیں۔ مسلمانوں کا متفقہ، امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ وہ اپنے عرش پر بلند ہے، اور مخلوق سے جدا ہے۔

اس کے بعد مخلوق میں حلول کرے، لہٰذا ساری مخلوق میں سے اعلیٰ ترین ہستی جناب محمد ﷺ کی ذات ہے، جب آپ ﷺ میں اللہ نہیں، غور فرمائیں، جب آپ ﷺ کی ذات اللہ سے جدا ہے، آپ ﷺ میں اللہ داخل نہیں ہوا، اور کون ہے؟ جس میں اللہ داخل ہو، اللہ

کی محبت ہر مومن کے دل میں ہے، اللہ کا پیار ہر مومن کے دل میں ہے۔ اللہ کا ادب و احترام ہر مومن کے دل میں ہے، اس پر ایمان ہر مومن رکھتا ہے، دیکھنا سننا قبضہ اختیار اس کا ہر جگہ پہ ہے، لیکن وہ اپنے عرش پر بلند ہے، ابھی حضرت شاہ صاحب بیان کر رہے تھے، چیونٹی کا منہ اٹھا ہوا تھا، کس طرف؟

"اِلَی السَّمَآءِ"

آسمان کی طرف، اور چیونٹی کیا سمجھاتی ہے کہ جس سے مانگا جائے وہ اوپر ہے، جب تم ہاتھ اٹھاتے ہو، دعا میں اس طرح ہی اٹھاتے ہو نا، کبھی اس طرح بھی اٹھائے ہیں، نیچے کو، بھلا ایسے اٹھاؤ، دعا میں اس طرح بھی نہیں، اس طرح بھی نہیں، اوپر کو کیوں؟

اگر اللہ کی ذات ہر جگہ پر ہو تو پھر دعا میں اس طرح بھی ہاتھ اٹھائے جا سکتے ہیں، نیچے بھی تو اللہ ہے نا، دائیں طرف بھی اللہ ہے، بائیں طرف بھی اللہ ہے، جب ہاتھ اوپر کو گئے تو کیا معنی ہے کہ جس سے مانگا جا رہا ہے، وہ اپنے عرش پر بلند ہے، اوپر ہے، نیچے نہیں۔

اللہ تعالیٰ کہاں؟

نبی پاک ﷺ معراج پر زمین سے اوپر کو گئے، اس کا مطلب ہے، جس سے ہمکلام ہونے گئے، وہ اوپر ہے، قرآن پاک اوپر سے آیا ہے، اوپر سے آیا ہے، مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰهِ، اوپر سے نیچے کی طرف قرآن پاک اترا ہے، نازل ہوا، اترا، اور فرشتہ اوپر سے آسمان سے لے کر آتا تھا، اگر اللہ کی ذات ہر جگہ پر موجود ہے تو پھر اوپر سے آنے کا معنی تو ختم ہو جائے گا، اوپر سے آنے کا مطلب کیا ہے کہ اللہ کی ذات اپنے عرش پر بلند ہے، پھر آسمان سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں۔

وہ ہمارے اعمال نوٹ کر کے اوپر لے جاتے ہیں، اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں، اعمال اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ جب بندہ بلندی کی طرف چڑھتا ہے تو کیا کہتا ہے، اَللّٰهُ اَكْبَرُ سیڑھیوں پر چڑھے تو کیا کہتا ہے، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، کیا معنی اللہ میں جتنا بھی اوپر آ جاؤں، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اے اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ نیچے اترے تو

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اوپر کو جائے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اب ذرا سمجھئے! جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ عقلی طور پر بھی نقلی طور پر بھی ہر بندے کا نظریہ عقیدہ قرآن وحدیث میں ہی ہے کہ اللہ کی ذات مخلوق سے جدا ہے، اور اپنے عرش پہ بلند ہے، چھوٹا سا بچہ دو سال کا ہو تو اس سے پوچھ کر دیکھ لو، کہ اللہ کہاں ہے، وہ بھی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرے گا، اس کو کس نے بتایا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والا اوپر ہے، اس کی انگلی کا اشارہ فطری عقیدہ ہے نا، ہر بچے کی فطرت ہے، اسلام پہ پیدا ہوا ہے۔

اب جب اٹھارہ بیس سال کا ہو، کیا ہے، اب پوچھو تو کہے گا، کہ ہر جگہ پر ہی ہے، میرے اندر بھی ہے، میرے باہر بھی ہے، ہر اٹھارہ بیس سال بعد نئی پٹی پڑھی ہے، جب تک فطرت پہ رہا ہے، چھوٹے بچے سے پوچھو تو کیا کہتا ہے، میرا اللہ اوپر ہے، آسمان پہ ہے، عرش پہ ہے، بلند ہے، اس لیے ایمان کی بنیاد اللہ کی ذات استواء العرش العرش پہ ایمان لانا یہ ہی انسان کے ایمان کی بنیاد ہے۔

عقیدہ صحابیہ رضی اللہ عنہا:

یہاں ایمان باللہ شروع ہوتا ہے، میرے تمہارے پیر ومرشد جناب محمد ﷺ کا صحابی سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہے، اس کی ایک لونڈی تھی اور لونڈی بکریاں چرا رہی تھی اور ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا، اور بکریوں کا نقصان ہوا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لونڈی پر غصہ آ گیا، کہ تمہاری سستی لاپرواہی کی وجہ سے وہ بھیڑیا بکری کھا گیا ہے، اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غصے میں لونڈی کو تھپڑ مار دیا۔

تھپڑ مارنے کے بعد سوچ میں پڑ گئے کہ ماتحت کو مارنا جائز نہیں، شریعت میں صرف ایک گناہ ہے، جس کی وجہ سے اسے سزا دی جا سکتی ہے، گھر میں بچہ کو، وہ ہے کہ دس سال کا بچہ ہو اور نماز نہ پڑھے، اس کو مارا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی نقصان کرے، کوئی مالی نقصان کر بیٹھے تو کسی بچے کو مارنا جائز نہیں۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم ہر قصور پہ بچے کو مارتے ہیں، نہیں مارتے تو جس موقع پر مارنا

ہو، وہاں نہیں مارتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا اخلاق:

اب سنیں! حضرت انس رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں، میں دس سال پیغمبر ﷺ کی خدمت میں رہا ہوں، آپ ﷺ نے دس سالوں میں مجھے کبھی جھڑکا بھی نہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مجھے نبی پاک ﷺ کسی کام کے لیے بھیجتے، میں باہر جا کر بچوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتا، کام میں بھول جاتا، نبی پاک ﷺ تلاش میں نکلتے، میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا، آپ ﷺ فرماتے، انس رضی اللہ عنہ! کدھر بھیجا تھا؟ یا رسول اللہ ﷺ! بس میں ابھی جا رہا ہوں، فرماتے، اس طرح بھی مجھ سے سستی ہو جاتی، لیکن پیغمبر ﷺ نے کبھی جھڑکا نہیں۔

غلطی کے بعد غلطی کا احساس:

سنیئے! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تھپڑ مارنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ لونڈی کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا، لیکن دل میں ڈر گیا میں، اس ڈر کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کے پاس آیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی لونڈی کو تھپڑ مار بیٹھا ہوں، اب مجھے بتائیں کہ میرے لیے کیا سزا ہے، میں اس سے تھپڑ کھاؤں یا اس سے معذرت معافی مانگوں، کیا کروں؟

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بہترین طریقہ یہ ہے کہ لونڈی کو آزاد کر دو، تم لونڈی کو آزاد کر دو، عرض کرتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے لونڈی کو آزاد کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! ذرا یہ بتاؤ، تمہاری لونڈی مسلمان ہے، اگر مسلمان نہیں تو پھر اس سے معذرت کر لو اور اپنے کام کاج کے لیے رکھ لو، اور اگر مسلمان ہے، تو اسے آزاد کر دو، اللہ غلام آزاد کرنے کا تمہیں اجر و ثواب بھی دے گا، وہ عورت بھی خوش ہو جائے گی۔

فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ لونڈی تو مسلمان ہے، فرمایا، ذرا اس کو میرے پاس بلا کر لاؤ، میں پرکھوں، پڑتال کرو کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں، اس کو میں پرکھنا چاہتا ہوں، اب نبی پاک ﷺ کے پاس حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ گئے اور لونڈی کو بلا کر لائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ لونڈی ہے، خدمت میں حاضر ہے، اس سے

پوچھ لیں جو کچھ پوچھنا ہے، آتے ہی آپ ﷺ نے پوچھا، اے لونڈی! جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ!

اَیْنَ اللّٰہُ؟ اَیْنَ اللّٰہُ.

اللہ کہاں ہے؟ اَیْنَ اللّٰہُ؟ تمہارا اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

عین اللّٰہ؟ اللہ کہاں ہیں؟ جواب یہی بنتا تھا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے دل میں ہے، یا رسول اللہ ﷺ! کون سی جگہ ہے، جہاں اللہ نہیں، ہر جگہ پہ اللہ ہے، نہیں، لونڈی نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، فِی السَّمَآءِ، میرا اللہ آسمان پہ، اوپر، اپنے عرش پہ بلند ہے۔

فرمایا، میں کون ہوں؟ فرمایا،

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ!

آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں،

آپ ﷺ نے فرمایا، اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! اس کو آزاد کر دو، اس عورت کے ایمان میں کوئی شک نہیں، جس کا عقیدہ ہو، اللہ کہاں ہے، عرش پہ بلند ہے، اس کے ایمان میں کوئی شک نہیں ہے۔

عقیدہ نور من نور اللہ:

آپ غور فرمائیں! ساری مخلوق اللہ سے جدا ہے، اللہ اپنی مخلوق سے جدا ہے، کسی شے میں اللہ نے حلول نہیں کیا، جب سرور کائنات جناب محمد ﷺ کے بارے میں قرآن پاک نے وضاحت فرما دی ہے کہ میرا حصہ نہیں میرا جز نہیں، میرا حصہ نہیں، میرا جز نہیں، میری مخلوق ہے، میرا عبد ہے، میرا رجل ہے، وہ عبد ہے، وہ انسان ہے، وہ بشر ہیں، مجھ سے نہیں۔

اور کون ہے جو پیغمبر ﷺ کے علاوہ اللہ کی ذات میں سے ہو، میرا عقیدہ ہے، اگر اللہ کی ذات میں سے ہونا ہوتا تو میرے مصطفیٰ ﷺ ہوتے، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ اللہ میں سے ہیں، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بھی اللہ کے بیٹے ہیں، اگر میرے مصطفیٰ ﷺ اللہ کا جز نہیں، پھر

حضرت عزیر علیہ السلام بھی اللہ کا جز نہیں۔

اہل شرک، اہل رائے، اہل ہوا ہیں، اللہ کے ساتھ مخلوق کو ایک کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ کے حصے اور جز بنائے۔

عیسائیوں اور یہودیوں کا جھگڑا:

عیسائیوں نے کہا، عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، یہودیوں نے کہا، عزیر اللہ کا بیٹا ہے، قرآن پاک نے جواب میں کیا فرمایا ہے،

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ (المائدہ:۷۳)

فرمایا، البتہ تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ تینوں میں سے تیسرا ہے۔

"جنہوں نے اللہ کے حصے بنائے، وہ کافر ہو گئے۔"

پھر اللہ پاک نے دوسرے مقام پر کیا فرمایا ہے:

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ (المائدہ:۷۵)

فرمایا:

"عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا رسول ہے، اس کی ماں صدیقہ ہے، نبی ﷺ سے پہلے عیسیٰ رسول گزر چکے۔"

﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾

عیسیٰ علیہ السلام میرا جز نہیں، عیسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا نہیں، عیسیٰ علیہ السلام میرا حصہ نہیں، کیوں جی؟ یا اللہ ایسا کیوں؟

فرمایا، میرے پاس دلیل ہے، یا اللہ! دلیل کیا ہے؟ فرمایا:

﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾

اس لیے کہ ماں مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام!

﴿ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾

عیسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا نہیں، مریم علیہا السلام میری بیوی نہیں، دلیل کیا ہے،

﴿ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾

اس لیے کہ دونوں کھانا کھاتے تھے، لہٰذا میرا بیٹا نہیں، میرا جزء نہیں، مریم علیہا السلام میری بیوی نہیں، کیونکہ کھانا کھاتی ہے، کیوں؟ فرمایا، ہمیشہ جنس پہ جایا کرتی ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا ہوتا، میں کھانا نہیں کھاتا، میرا بیٹا کھانا کیوں کھائے، میں پانی نہیں پیتا، میں پینے سے پاک، میں کھانے سے پاک، میں حاجت سے پاک، بیماری سے پاک، دکھ سے پاک، پریشانی سے پاک، زوال سے پاک۔

جناب پہ ساری زوال بشریوں سے میری ذات چونکہ پاک ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا ہوتا، تو کھانا نہ کھاتا،

﴿ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾

قرآن ہے، قرآن!

﴿ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾

کہ دونوں کھانا کھاتے تھے، لہٰذا میرا جزء نہیں ہو سکتے، اور میں پوچھتا ہوں، عیسائیوں کو مغالطہ لگ گیا، مغالطہ کیوں لگا، عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں ہے، اس لیے اللہ کا جز قرار دے بیٹھے، یہودیوں کو مغالطہ لگا کیونکہ عزیر علیہ السلام موت کے بعد سو سال زندہ ہو کر واپس گاؤں میں، بستی میں آ گئے، اس لیے مغالطہ لگ گیا۔

بشریت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

میں حیران ہوں، کہ ہماری قوم کو مغالطہ کیوں لگا ہے؟ پیغمبر ﷺ کی ماں بھی ہے، پیغمبر ﷺ کا باپ بھی ہے، پیغمبر ﷺ کا دادا بھی ہے، پیغمبر ﷺ کا سلسلۂ نسب بھی ہے، آپ ﷺ کا خاندان بھی ہے، آپ ﷺ کا قبیلہ بھی ہے، آپ ﷺ کا کھانا بھی ہے، آپ ﷺ کا پینا بھی ہے، آپ ﷺ کا سونا بھی ہے، آپ ﷺ کا جاگنا بھی ہے،

آپ ﷺ کی دستار بھی ہے، آپ ﷺ کے نعلین بھی ہیں، آپ ﷺ کی پگڑی مبارک بھی ہے، آپ ﷺ کے جبہ پاک بھی ہیں، آپ ﷺ کی کملی مبارک بھی ہے، آپ ﷺ کا سفر و حضر بھی ہے۔

سارے لوازمات بشریت سارے آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، پھر آپ ﷺ کی بشریت وانسانیت کا انکار کیوں اور پیغمبر ﷺ کو اللہ کا جزء کیوں قرار دیا گیا ہے۔

آپ سنیئے! غور کیجیے!

سب سے پہلی سازش یہ کی گئی، کسی طریقہ سے پیغمبر ﷺ کو اللہ کا حصہ بنا دیا جائے، عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو، یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو، اور مسلمان، کلمہ پڑھنے والوں نے، سرور کائنات جناب محمد ﷺ کی ذات کو اور رافضیت نے پنج تن پاک کو۔

اگر ایسے سمجھ نہ آئے تو کبھی گاڑی دیکھی ہے، اور گاڑی کی سکرین کے پیچھے لفظ، اللہ، ہوتا ہے، گاڑی کا شیشہ جو ہوتا ہے، اس پہ لفظ کبھی گاڑیوں پہ لکھا ہوا دیکھا ہے، تھوڑا سا قریب ہو، دور سے اللہ لگتا ہے، قریب جاؤ، تو ''الف'' میں محمد ﷺ ہیں، اور ''ل'' میں علی رضی اللہ عنہ ہے، دوسرے ''ل'' میں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے، آگے حسن رضی اللہ عنہ ہے، آگے حسین رضی اللہ عنہ ہے۔

پنج تن کے نام لفظ ''اللہ'' میں اور پیغام کیا دینا چاہتے ہیں؟ کہ یہ پانچ ملیں تو اللہ بنتا ہے، یہ پانچ مل جائیں، اکھٹے ہو جائیں، یہ پانچ ملیں تو اللہ بنتا ہے، اسی کو تو جناب شرک کہا جاتا ہے، اس کو تو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے، اس کو تو وحدۃ الشہود کہا جاتا ہے، یہ سارے اللہ کے جزء حصے شریک ہیں، اللہ ہر چیز میں داخل ہے اور اس حمام میں سب ننگے ہیں۔

یہودیت سے لے کر اسلام والوں تک سارے گروہ، سارے فرقے، کسی نہ کسی انداز میں اس وحدۃ الوجود کے عقیدہ میں ملوث ہیں، اللہ کی زمین پر واحد گروہ، صرف اہل الحدیث محدثین کرام کا ہے، کہ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات اپنی مخلوق سے جدا ہو کر اپنے عرش پہ بلند ہے، وہ کسی چیز میں داخل نہیں ہوئے، یہ صرف اہل الحدیث محدثین کرام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین کرام کا عقیدہ ہے۔

اُمت مسلمہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر:

اس کے بعد جتنے فرقے ہیں، اب ان فرقوں کے بارے میں ایک حدیث سن لیجیے!

صحیح البخاری میں ہے!

میرے تمہارے پیر و مرشد! جناب محمد ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی، اور پیغمبر ﷺ کی حدیث غلط ہو سکتی ہے؟ حدیث غلط نہیں ہو سکتی، ایمان ہے نا، یقین ہے نا، کہ حدیث میں غلطی نہیں ہو سکتی، حدیث معصوم ہے، زبان مصطفیٰ ﷺ معصوم ہے، آپ ﷺ کی زبان سے غلطی کا امکان نہیں، تو نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

روایت صحیح البخاری میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! سن لو، جی یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا، میں محمد ﷺ گارنٹی دیتا ہوں، قیامت نہیں آئے گی، کب تک؟ فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! قیامت سے پہلے پہلے ایک کام ضرور ہو کر رہے گا، جب تک یہ کام نہیں ہوگا، تب تک قیامت نہیں آئے گی۔

یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا کام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تک میری امت یہود و نصاریٰ کے عقیدے نہیں اپنائے گی، قیامت نہیں آئے گی، میری امت کے عقیدے اور نظریے یہود و نصاریٰ جیسے ہو جائیں گے، بالکل ایسی ہو جائے گی جیسے پاؤں کا ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔

کبھی دوکان پر جاؤ، جوتے لینے ہوں، عید پر کئی لوگوں نے لی ہوں گی، جب دوکان پہ جاؤ، تو دوکاندار پوچھتا ہے، کہ آپ کا نمبر کون سا ہے، بندہ بتاتا ہے کہ جی میرا آٹھ نمبر ہے، نو نمبر ہے، وہ پھر نو نمبر جوتے نکال کر دیتا ہے، بندہ اپنے ایک پاؤں میں ڈال کر دیکھتا ہے، اگر ایک پاؤں میں پوری آ جائے، تو اسے کہتا ہے، مجھے جوتے پسند ہیں، اسے پیک کر دو، جوتے لے کر گھر چلا جاتا ہے۔

دوسرا پاؤں کوئی بندہ بالعموم چیک نہیں کرتا، اسے یقین ہوتا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کا

سائز برابر ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جیسے دونوں پاؤں کا سائز برابر ہوتا ہے، تم ہو بہو یہودیوں اور عیسائیوں کے برابر ہو جاؤ گے، جو جو ان کے عقائد و نظریات تھے، وہ تمہارے ہو جائیں گے، اور یہودیوں اور عیسائیوں کا کیا عقیدہ تھا، کہ ہمارے نبی ﷺ اللہ کا جزء ہیں، اللہ کے بیٹے ہیں، اللہ کا حصہ ہیں، اللہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

اور قرآن پاک نے ان کا رد کر کے کیا فرمایا ہے، فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (اخلاص:۱۔۴)

فرمایا، اس جیسا کوئی نہیں، اس میں سے کوئی پیدا بھی نہیں ہوا، وہ کسی میں سے پیدا نہیں ہوا، کوئی اس میں سے پیدا نہیں ہوا اور اس کا ہمسر بھی کوئی نہیں ہے۔ اس جیسا بھی کوئی نہیں ہے، وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے، فرمایا، وہ کوئی میرے جیسا ہوتا، اگر کوئی میری ذات جیسا ہوتا، میرے اختیارات کا کوئی مالک ہوتا، میری صفات کا کوئی مالک ہوتا، میرا جزء اور کوئی میرا حصہ ہوتا تو ساری مخلوق میں سے سب سے اعلیٰ ہوتا، وہ کون ہیں، جناب محمد ﷺ، اگر وہ نہیں تو پھر کوئی اور ہو سکتا ہی نہیں۔

زبان مصطفیٰ ﷺ سے بشریت کا اقرار:

قرآن پاک نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ﴾

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

فرمایا، میرے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ! اعلان فرما دیجیے،

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ﴾

میرا رب پاک ہے۔

کفار کے مطالبات:

اور یہ کس موقع پر آپ نے بیان فرمایا ہے، ایک دفعہ قریش مکہ اکٹھے ہو کر آئے، میرے

تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کے پاس اکٹھے ہو کر آ کر کہنے لگے، اے محمد ﷺ! ہم آپ کو نبی ماننے کو تیار ہیں لیکن ہماری چند شرائط ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، بتاؤ، تمہاری کون سی شرائط ہیں، کہنے لگے، نبی تب مانیں گے، اگر آپ ﷺ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھو، دن کے وقت، وہ رات جو معراج کی ہے؟

یہ ہمیں سمجھ نہیں آتی، دن کے وقت اعلان کرو کہ کل میں نے آسمان پہ جانا ہے۔ہم سب اکھٹے ہو کر میدان میں آ جائیں، آپ ﷺ بھی آ جائیں، ہم آپ ﷺ کو جاتا ہوا دیکھیں، کہ آپ ﷺ جا رہے ہوں، ہم دیکھ رہے ہوں کہ نبی پاک ﷺ آسمان پہ جا رہے ہیں، آگے سے دروازہ کھلے، آپ ﷺ اندر چلے جائیں، پھر آگے سے آسمان کا دروازہ بند نہیں ہونا چاہیے، اللہ آپ ﷺ کو کتاب دے، آپ ﷺ پکڑ رہے ہوں، اللہ دے رہا ہو، وہ کتاب آپ ﷺ لے کر زمین پہ آئیں، پھر بغیر پڑھے مان لیں گے۔

نہیں، پھر ہم پڑھیں گے، اگر اس کتاب میں ہمارے بزرگوں کے خلاف کوئی بات ہوئی، پھر بھی نہیں مانیں گے، اگر ہمارے بزرگوں کے خلاف کوئی بات نہ ہوئی، پھر مان لیں گے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اگر یہ کام نہ کروں، تو پھر؟

کہنے لگے، پھر اللہ پاک سے کہو کہ خود نیچے آ جائیں، ہمارے سامنے آ جائیں، پیچھے آپ ﷺ ہوں، اللہ کہے کہ یہ میرا نبی ہے، تب مان لیں گے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اگر یہ بات نہ مانوں، تو پھر؟

کہنے لگے، پھر اس طرح کرو، فرشتوں کی ایک جماعت آ جائے، وہ آگے آگے چلے، آپ ﷺ پیچھے پیچھے ہوں، وہ فرشتے ہمیں نظر آئیں، اور وہ کہیں کہ یہ اللہ کا نبی ہے، تب مان لیں گے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اگر ایسا بھی نہ ہو تو پھر؟

کہنے لگے، پھر آپ ﷺ پھونک ماریں اور سونے کا محل آپ ﷺ کے لیے بن جائے، رہتے جھونپڑی میں ہو، کچے پکے مکان میں رہتے ہو، اور نبوت کا اعلان کرتے ہو، آپ ﷺ اپنے لیے سونے چاندی کا محل بنا لیں، ہم نبی مان لیں گے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اگر یہ

بھی نہ ہو تو؟ کہنے لگے، پھر آپ ﷺ اپنا ایک کھجوروں کا باغ اگائیں، فرمایا، اگر یہ بھی نہ ہو تو؟

کہنے لگے، پھر آپ ﷺ اپنی انگلی ایسے زمین پر پھیریں کہ چشمے اور نہریں جاری ہو جائیں، پتہ چلے، ہم قحط سالی سے مر رہے ہیں اور آپ ﷺ کو نبی مانیں، چشمے کے چشمے جاری کر دو، تب نبی مانیں، جب سارے مطالبے اکٹھے کر لیے تو پندرہویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل ہے، سارے مطالبے نوٹ کر کے نبی پاک ﷺ کے پاس آئے، کہ یہ یہ مطالبے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

یا اللہ! یہ مطالبے اگر تو پورے فرمادے، تو یہ سارے نبی مانتے ہیں،

فرمایا، میرے محبوب ﷺ جی! جواب دو، فرمایا، یا اللہ! جواب کیا ہے؟ فرمایا

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ﴾

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ﴾

اے میرے محبوب ﷺ! فرما دو کہ یہ سارے کام میرے اختیار میں نہیں، یہ سارے کام میرے رب کے اختیار میں ہے، یہ میرے اختیار میں نہیں ہیں، میں کون ہوں؟

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

میں ایک بشر رسول ﷺ ہوں، یہ چیزیں میرے اختیار میں نہیں، میں اللہ نہیں، میں اللہ کا جزء نہیں، میں اللہ کا حصہ نہیں، میں اللہ سے جدا ہوں،

﴿هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

میں ایک بشر رسول ﷺ ہوں، جب نبی پاک ﷺ نے بھرے اجتماع میں فرمایا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں، میں ایک بشر رسول ﷺ ہوں، پتہ ہے، مشرکین نے کیا کہا، ہمیں پتہ تھا، آپ ﷺ کی طرف سے یہی جواب آنا ہے کہ میں بشر ہوں، میرے اختیار میں نہیں۔

نبی پاک ﷺ اور پریشان ہو گئے، کہنے لگے، یا اللہ! میں نے ان کو یہ قرآن سنا دیا ہے، انہوں نے آگے سے یہ بات کہی ہے، مذاق اڑایا ہے۔

فرمایا، میرے محبوب ﷺ! پریشان کیوں ہوتے ہو؟

﴿وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء:٩٤)

اے میرے نبی!

آپ کی بات نہیں، یہ تو ہر قوم نے کہا ہے، اللہ بشر کو رسول بناتا ہے، یہ تو ہر قوم کہتی رہی ہے، آپ ﷺ کیوں پریشان ہیں،؟

یا اللہ! ہر قوم نے کہا ہے، فرمایا، ہاں، آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہر پیغمبر ﷺ کی قوم نے کہا ہے کہ ہم بشر کو رسول تسلیم نہیں کرتے، یہ نورانیت کا جو عقیدہ ہے، یہ عیسائیت کا بھی ہے، یہودیت کا بھی ہے، مرزائیت کا بھی ہے، رافضیت کا بھی ہے اور حنفیت کا بھی ہے، اس حمام میں سب ننگے ہیں، کسی نہ کسی انداز میں یہ باطل عقیدہ نظریہ اللہ کے جزء، اللہ کے حصے، ہونے کے یہی عقائد و نظریات تم کہو گے۔

اب مجھے سمجھ آ رہی ہے، کہ تم نے یہودیت عیسائیت رافضیت مرزایت کے بارے میں مان لیا ہو گا، اگلے گھر کا بھی مان لو، آخری گھر کا تم نے نہیں ماننا، تم نے کہنا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ نہیں، اگر تبلیغی نصاب کھول لو تو یہی عقیدہ وہاں بھی موجود ہے، اگر کھولو، تو یہ عقیدہ و نظریہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نبی پاک ﷺ کو تسلی دینا:

جب نبی پاک ﷺ کو اللہ نے حوصلہ دیا، محبوب ﷺ جی! ہر قوم یہ بات کہتی رہی ہے، آپ ﷺ پریشان نہ ہوں، نبی پاک ﷺ اور پیار میں آ گئے، میرے اللہ! اگر ہر قوم نے کہا تھا، کہ بشر کو نبی نہیں مانتے، تو پھر کس کو نبی مانتے ہیں، کس طرح کا مانتے ہیں، فرمایا: میرے پیغمبر ﷺ! وہ کہتے تھے کہ نوری نبی آئے۔

اللہ تعالیٰ سے نبی رحمت ﷺ کا سوال:

یا اللہ ہر قوم نے؟ فرمایا، ہاں! یا اللہ! اگر آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہر قوم کہتی

رہی ہے کہ نوری رسول آئے یا اللہ تو آپ کسی قوم کا مطالبہ پورا کر دیتے، کوئی کم از کم ایک لاکھ چوبیس ہزار سے بیشتر انبیاء آئے، سارے بشر ہی آئے۔ یا اللہ! ایک نوری بھیج دیتے تو بات ہی ختم ہو جاتی یا تقسیم کر دیتے، کچھ نوری بھیج دیتے، کچھ بشر بھیج دیتے، جو نوری سے زیادہ پیار کرتے، وہ ادھر ہو جاتے، جو بشر کو مانتے وہ ادھر ہو جاتے۔

اگر ان کی ہدایت کے لیے کوئی نوری رسول آ جاتا تو کیا حرج تھا۔

اللہ تعالیٰ کا جواب:

اللہ نے پھر جواب دیا ہے، فرمایا،

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ۹۵)

محبوب ﷺ جی اعلان فرما دیجیے، اگر زمین پر رہنے والے نوری ہوتے، اگر زمین میں رہنے والے، نوری ہوتے، چلنے والے نوری ہوتے، پھرنے والے نوری ہوتے، تو میں آسمان سے نوری نبی بھیجتا، میں نے نوری نبی دنیا میں کیوں نہیں بھیجا؟

فرمایا، جن کی طرف نبی بن کر آئے ہیں، ہر مخلوق نوری نہیں، اگر نوری نبی آ جاتا، بتاؤ، اگر کوئی فرشتہ نبی بن کر تمہارے پاس آ جاتا فرشتہ!

توجہ میری طرف رہے، پندرہ منٹ رہ گئے ہیں، توجہ میری طرف!

توجہ میری طرف ہے، نا؟ ماشاءاللہ!

توجہ میری طرف رہے، بات کو سنیئے اور سمجھیے!

نور بشر کی طرف:

کبھی سوچو، اگر نوری رسول آ جاتا، اگر نوری رسول آ جاتا، اللہ کے رسول پہ غور کیجیے، اگر نوری رسول ﷺ میں بھیج دیتا تو فرمایا، میں کس شکل میں بھیجتا، نوری شکل میں؟ نوری اپنی اصل شکل میں رسول بن کر آ جاتا، تو تمہیں نظر آنا تھا؟ دو فرشتے تو تمہارے پاس ہیں، دیکھو ذرا ہاتھ مارو، شاید کسی کو نظر آ جائے، کسی کے ہاتھ کے ساتھ لگتا ہو، اگر نوری

فرشتہ آجاتا، اپنی اصل شکل میں تو تمہیں نظر نہ آتا، نہ تم دیکھتے۔

اچھا رسول تھا، جسے تم دیکھ بھی نہیں سکتے، تو صحابی کیسے بنتے، کیسے ہوتی، ملاقات کیسے ہوتی، گفتگو کیسے ہوتی، وہ بولتا جاتا، تم نے کہنا تھا، پتہ نہیں کہاں تم سے آواز آرہی ہے، کوئی بولتا ہے، لیکن نظر نہیں آتا، نمونہ نہ بنتا، اگر وہ اصل شکل میں رہتا، نہ وہ کھاتا نہ پیتا، نہ چلتا نہ پھرتا، نہ حاجت پر جاتا، نہ نکاح نہ خوشی، نہ غمی اور تمہیں اپنا نبی کہتا، کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو، تم نے کہنا تھا، نبی پاک پڑھتے تو ہیں، لیکن آپ کہاں ہیں؟

فرمایا، ہم نظر نہیں آتے، فرمایا، ہمارے بیوی بچے اگر آپ کی بیوی بچے ہوتے تو پھر آپ نمازیں پڑھتے تو پتہ چلتا آپ کی نہ بیوی نہ بچے نہ نظر آؤ، نہ کھاؤ، نہ پیو، آپ کو کیا پتہ ہے، کہ یہ سارے کام کر کے نمازیں پڑھنا مشکل ہیں یا یہ معاملات کرنے مشکل ہیں، کیسا نبی بھیجا ہے،

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

اس لیے اللہ تعالیٰ نے بشر کو نبی بنایا ہے، پہلے بشر کام کرتا جائے اور قوم سے کہے کہ اس طرح کرو، اگر کوئی کہے، کہ میری شادیاں زیادہ ہیں، تو میں یہ سارے کام نہیں کر سکتا، محبوب ﷺ! ان کو چار کی اجازت دو، اور آپ ﷺ نوکر کے بتائیں کہ میں نوکر کے بھی سارے کام کرتا ہوں، جو کام کرنے کا عذر پیش کریں، تو جواب آئے،

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

اگر نوری نبی آجاتا تو؟

اے میرے محبوب ﷺ جی! ہم نے آپ ﷺ کو کائنات کے لیے نمونہ بنایا ہے، اگر ایک نوری نبی آجاتا، وہ نہ کھاتا نہ پیتا نہ نظر آتا، رسول بن سکتا تھا؟ نمونہ بن سکتا تھا؟ فرمایا، میں کسی فرشتے کو نبی نہیں بناتا، جو نظر نہ آتا، یا اللہ! آپ جنوں میں سے بناتے، فرمایا، اگر جنوں میں سے بناتا، تو جن ہوتا ہی وہ ہے جو نظر نہ آئے، مجنون، مجنون، جن میں سے ہی ہے

جس کی عقل غائب ہو جائے، وہ کیا ہوتا ہے، مجنون، جن پوشیدہ ہے، اگر وہ نظر نہ آئے، تو تمہارے لیے نمونہ کیسے؟

یا اللہ! بناتے نوری لیکن بشر بن کر آئے، واہ، ہو نوری لیکن بشر بن کر آئے، فرمایا، اگر نوری کو بشر بنا کر بھیجنا ہے، تو پھر بشر آ جائے، تو جھگڑا کس بات کا ہے، اگر نوری کو ہی بھیجنا ہے، بشر بنا کر، تو پھر بشر آ جائے، تو اعتراض کیوں؟

سارا قرآن وحدیث پڑھ جایئے، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، جب نوری انسانی شکل میں آ جائے، اللہ چھپاتا نہیں، اللہ واضح کر دیتا ہے، جبرائیل آئے، ماں مریم علیہا السلام کے پاس، حقیقت میں بشر نہیں، تمثیل بشر بن کر آئے، کہنے لگے نہیں، نبی پاک ﷺ اوپر اوپر سے بشر بن کر آئے تھے، اندر سے نوری تھے، اندر سے نوری تھے، اوپر سے بشر تھے، اور قرآن پاک نے بارہویں پارہ سورۂ ھود میں بڑی پیاری بات بیان فرمائی ہے، فرمایا،

نوریوں کی صفت:

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ (ھود:٦٩)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس نوری فرشتے مہمان بن کر آئے، اور آئے اوپر سے بشر اور اندر سے نوری تھے۔ اوپر سے بشر تھے، آئے، آتے ہی ابراہیم کو سلام کہا ہے، آپ نے جواب دیا ہے، آپ ﷺ نے بیٹھک میں بٹھایا ہے، بٹھا کر گھر گئے، پوچھا نہیں، تمہاری طرح کہ چائے، گرم پیو گے یا ٹھنڈا؟

دس منٹ بعد پھر گرم پیو گے، خلیل اللہ علیہ السلام نے پوچھا، نہیں، ویسے ہی اندر گئے ہیں، بچھڑا کو ذبح کیا ہے، گوشت بنایا ہے، اور مہمانوں سے تعارف کوئی نہیں، میں تمہارے پاس آؤں، تم مجھے کوئی چیز کھلاؤ، تم میرے پاس آؤ، میں تمہیں کوئی چیز کھلاؤں، یہ کمال نہیں، کمال یہ ہے کہ جس سے تعارف نہ ہو، اس کے لیے بچھڑا ذبح کر دینا، تعارف نہیں، پہچان نہیں، یہ جی ہمارے پاس ہوتا ہے، وہ آج کھلائے گا تو کل کھلائیں گے۔

تعارف نہیں، پہچان نہیں، مہمان آئے ہیں، انسانی صورت میں، فرمایا، مہمانوں نے کھانا کھانا ہوگا، اندر گئے، بچھڑا ذبح کیا ہے، گوشت بھونا ہے، بنا کر لے آئے، لا کر سامنے رکھ دیا، مہمانوں کے سامنے کھانا گوشت پڑا ہوا ہے، اب گوشت پڑا ہو، اور مہمان ہوں، اور گوشت آگے ہو تو مہمان دور سے آئے ہوں، اپنے علاقے گاؤں محلے کو تو بندہ سمجھتا ہوتا ہے، دور سے بھی آئے ہیں، کھانا آگے پڑا ہے،

﴿فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ﴾

وہ کون سی بات ہے، جو قرآن پاک نے تم سے چھپائی ہے، اب ویسے تمہیں ہدایت نہ ملے تو ہمارا کوئی قصور نہیں،

﴿فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴾

جناب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا،

﴿لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا، یہ کھانوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، ہاتھ ہی نہیں لگاتے،

فرمایا، مہمانوں! جی ابراہیم!

فرمایا، کھاؤ، تمہارے لیے بنایا ہے، تو آگے سے کیا کہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ توجہ ہی نہیں کرتے، کھانے کی طرف رغبت ہی نہیں،

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے:

﴿وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً﴾

ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے، کہ لگتا ہے، کوئی دشمن ہے، کوئی واردات ڈالنے تو نہیں آئے، میرے گھر کا نمک نہیں کھاتے، پرانے دور کا خیال تھا، کہ جس کا نمک کھائیں، اس کا تو خیال کیا کریں، اب تو نمک کھا کر ہی نمک حرامی ہوتی ہے، اب تو ماحول ہی ویسا ہے، جب دیکھا،

ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے، فرشتے کیا کہتے ہیں،

﴿قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴾

اے ابراہیم علیہ السلام! ڈرو نہیں، ہم اوپر سے بشر ہیں، اندر سے نوری ہیں، ہم نے کبھی کھانا نہیں کھایا، ہمارا جسم بدلا ہے، فطرت نہیں بدلی، ظاہری بشر ہیں، حقیقت میں نور ہیں، قرآن پاک سورۂ ھود بارہویں پارہ میں ثابت کیا ہوا، جو اوپر سے بشر ہو، اندر سے نوری ہو، وہ کھانا نہیں کھایا کرتا۔

میرے پیغمبر ﷺ ظاہری بشر ہیں، اور اندر سے نوری ہیں، میرا سوال ہے، آپ ﷺ نے کھانا کیوں کھایا؟ آپ ﷺ نے جناب! سحری تناول کیوں فرمائی، افطاری کیوں فرمائی، کھانا کیوں کھایا ہے؟ اگر کھانا کھایا ہے، سحری کی ہے، افطاری کی ہے، قرآن پاک نے فرمایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

الفاظ بشریت:

یاد رکھیے! کہ بشر کو ثابت کرنے کے لیے قرآن میں چار لفظ آئے ہیں، یا لفظ بشر آتا ہے، یا لفظ رجل آتا ہے، یا لفظ عبد آتا ہے، یا لفظ انسان آتا ہے، یہ چاروں لفظ پیغمبر ﷺ کے لیے قرآن و حدیث میں موجود ہیں، لفظ انسان بھی پیغمبر ﷺ کے لیے آیا ہے، لفظ رجل مرد بھی پیغمبر ﷺ کے لیے آیا ہے، لفظ بشر بھی آیا ہے، لفظ عبد بھی آیا ہے،

میری معلومات کی حد تک پیغمبر ﷺ کی بشریت پر قرآن پاک میں دو تین نہیں ایک سو آیات موجود ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کی بشریت کو بیان کیا ہے، آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا حقیقت میں پیغمبر ﷺ کی رسالت کا انکار ہے، آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا حقیقت میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کا انکار ہے۔

بشریت کا انکار:

عقل و نقل کا انکار ہے، آپ ﷺ کی ازواج کا انکار ہے، آپ ﷺ کی بیٹیوں کا انکار ہے، آپ ﷺ کے داماد کا انکار ہے، آپ ﷺ کی آل اولاد کا انکار ہے، آپ ﷺ

کی اولاد کا انکار ہے، زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا، کا انکار ہے، آپ ﷺ کی بشریت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا امی عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا کا انکار لازم آتا ہے۔

جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، آپ ﷺ کے باپ عبداللہ کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، سردار عبدالمطلب کے دادا ہونے کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، سلسلۂ نسب کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، وہ آل علی رضی اللہ عنہ، آل حسن رضی اللہ عنہ، آل حسین رضی اللہ عنہ، آل جعفر رضی اللہ عنہ، آل عقیل رضی اللہ عنہ کا انکاری ہے۔

جو پیغمبر ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، وہ شان عظمت کا انکاری ہے، جو بشریت مصطفیٰ ﷺ کا انکاری ہے، وہ آپ ﷺ کے جبہ زلفوں کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، آپ ﷺ کی ولادت کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، وہ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، وہ پیغمبر ﷺ کے بچپن کا انکاری ہے، آپ ﷺ کی جوانی کا انکاری ہے۔

آپ ﷺ کے بڑھاپے کا انکاری ہے، آپ ﷺ کے نکاح کا انکاری ہے، آپ ﷺ کے طائف کے سفر کا انکاری ہے، آپ ﷺ کے دکھ اور سکھ کا انکاری ہے، آپ ﷺ کے نکاحوں کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، حقیقت میں آپ ﷺ کے دندان شہید کا انکاری ہے، آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہونے کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، حقیقت میں وہ مصطفیٰ ﷺ کی بیماری کا انکاری ہے۔

جو آپ ﷺ کی بشریت کا انکاری ہے، وہ آپ ﷺ کے معجزوں کا انکاری ہے، جو آپ ﷺ کی بشریت و انسانیت کا انکاری ہے، وہ آپ ﷺ کی وفات کا آپ ﷺ کے دفن کا، آپ ﷺ کے کفن کا، آپ ﷺ کی قبر کا روضۂ مصطفیٰ ﷺ کا انکاری ہے۔

اگر یہ ساری چیزیں حقائق ہیں، اگر آپ ﷺ کی ولادت حق ہے، بچپن حق ہے، لڑکپن حق ہے، جوانی حق ہے، اگر آپ ﷺ کی نبوت حق ہے، رسالت حق ہے، آپ ﷺ کا جبہ

کملی، لباس کھانا پینا چلنا پھرنا اولاد، بیویاں، بچے سسرال ننھیال، سارے رشتے دار اور آپ ﷺ کی بیماری تکلیف دکھ سکھ اگر حق ہیں، اگر آج بھی آپ ﷺ کا مدینہ پاک میں روضۂ مبارک اگر حق ہے تو پھر محمد ﷺ کے بشر ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

کیا خیال ہے؟ کوئی سمجھ آ رہی ہے، ہاتھ کھڑے کرو، ماشاء اللہ!

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

میں ایک بشر اور رسول ہوں، دوسرا مقام فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

اے میرے محبوب! فرما دیجیے،

﴿اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

میں ہوں بشر مثل تمہاری، بشریت میں مثل تمہاری، شان میں، مقام میں، عزت میں، عظمت میں، عفت و پاکدامنی میں، صورت میں، حسن میں، جمال میں، مقامات میں، معجزات میں، ذات میں، میری حیثیت کیا ہے،

﴿یُوْحٰۤی اِلَیَّ﴾

عہدہ ملنے سے جنس نہیں بدلتی:

جو شان اللہ نے مجھے دی ہے، وہ تمہیں نہیں دی، اچھا! مجھے بتاؤ، عہدہ ملنے سے جنس بدل جاتی ہے، عہدہ اگر ملے، تو جنس بدل جاتی ہے؟ ایک بندہ نماز نہ پڑھتا ہو، انسان ہو تو نماز شروع کر کے کیا وہ انسان نہیں رہتا؟

کیا خیال ہے؟ حج کر آئے تو؟ انسان نہیں رہتا، اگر قرآن پاک کا حافظ ہو جائے تو؟ انسان ہی رہتا ہے، اگر عہدہ ملے، مقام ملے، منصب ملے، شان ملے، عزت ملے، صفت ملے، تو جنس تبدیل نہیں ہوتی، حافظ ہے، درجات بڑھ گئے، شان بڑھ گئی ہے، جنس نہیں بدلی، عالم بن گیا ہے، احترام بڑھ گیا ہے، شان بڑھ گئی ہے، جنس تبدیل نہیں ہوئی، حاجی بن گیا ہے، مقام بن گیا ہے، عزت بڑھ گئی ہے، جنس تبدیل نہیں ہوئی، محدث بن گیا ہے، فقیہی بن

گیا ہے، تابعی بن گیا ہے، شان بڑھ گئی، جنس تبدیل نہیں ہوئی۔

تبع تابعی بن گیا ہے، مقام بڑھ گیا ہے، جنس نہیں بدلی، صحابی رسول ﷺ کو دیکھا، تابعی بن گیا ہے، شان بڑھ گئی، جنس نہیں بدلی، پیغمبر ﷺ کو دیکھا ہے، ایمان لایا ہے، صحابی بن گیا ہے، جنس نہیں بدلی، پیغمبر ﷺ کو اللہ نے نبوت عطا فرمائی، شان بڑھ گئی ہے، جنس تبدیل نہیں ہوئی، یہ اصول اور ضابطہ ہے، کہ درجہ ملنے سے صفات ملنے سے مقام ملنے سے منصب ملنے سے درجہ ملنے سے شان بڑھ جاتی ہے، جنس تبدیل نہیں ہوتی۔

فرمایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

بلکہ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا، لاکھ بار کلمہ پڑھے، تو بھی مسلمان نہیں کروڑ بار کلمہ پڑھے تو بھی مسلمان نہیں، اگر کوئی عیسائی، یہودی دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگا ہے، اس نے کلمہ پڑھا ہے، تو کیا یہ پڑھے گا؟

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا نُوْرُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

پڑھا کر بریلویوں سے تصدیق کروا کر لاؤ کہ مسلمان ہوا ہے یا نہیں، عیسائی سے مسلمان ہونے لگا ہے، غسل کروا دیا ہے، اس نے کلمہ پڑھایا ہے، کون سا؟

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا نُوْرُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

یہ اس نے پڑھ لیا ہے، جاؤ، کسی مفتی پاکستان سے مہر لگواؤ کہ یہ مسلمان ہوا ہے یا نہیں؟ اگر وہ یہ تبدیل شدہ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہوتا تو اہل سنت کیسے ہوسکتا ہے؟ کلمہ پڑھالو، لاکھ بار پڑھالو، کہ ((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا نُوْرُهٗ)) کیا خیال ہے؟

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهٗ وَعَبْدُهٗ))

کیا ایسے بھی ہے؟ عَبْدُهٗ پہلے کیوں فرمایا، جب تک محمد کو بشر نہ مانے، وہ رسول ﷺ ہیں، مانتا ہے پہلے عبد مانے، تسلیم کرے کہ اللہ کا جزء نہیں، اللہ کا حصہ نہیں، اللہ سے پیدا نہیں

ہوا، کون ہے،

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

جہاں سے مغالطہ لگ سکتا تھا مولوی کہنے لگا، نبی پاک ﷺ بشر ہی تھے، لیکن جب آسمان پر گئے، تب نوری ہو گئے ہیں، اوپر معراج پر گئے، اوپر سے نوری ہو کر آ گئے، ایک تو اتنا مشرک تھا کہتا ہے، جب اوپر گئے، تو لبادہ بشریت زمین پر ہی اتار گئے، جب آگے گئے، سدرۃ المنتہیٰ پر لبادہ نورانیت بھی اتار چھوڑا۔

پھر کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نیچے ہوئے ہیں، نبی ﷺ اوپر ہوئے ہیں، آگے اللہ نے دروازہ کھولا ہے، نبی پاک ﷺ اندر داخل ہو گئے ہیں، ملکے، ملکے، ملکے، ملکے، جو ایک کی یکتائی کو رد کر جائے، وہ مشرک ہے، کہتا ایک ہے اللہ! اور نبی ﷺ ایک ہیں، اب بھی ٹیپ لگا لو، طاہر القادری کے یہ الفاظ نہ ہوں، تو میں منبر مصطفیٰ ﷺ پہ کبھی نہیں چڑھوں گا، اور اگر الفاظ موجود ہوں تو عبرت پکڑیئے۔

کہتا ہے ایک ہیں، ایک ہیں، ایک ہیں، یعنی اللہ اور نبی ﷺ ایک ہیں ایک ہیں، ایک ہیں، جو ایک کو دو کر جائے وہ کافر اور مشرک ہے۔ کیا معنی کہ جو اللہ اور نبی ﷺ کو ایک ساتھ نہیں مانتا، وہ کافر بھی ہے، مشرک بھی ہے، اور قرآن پاک کیا کہتا ہے،

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾

اللہ پاک فرماتے ہیں، وہ سارے بندے کافر ہو گئے، کون سے؟

جنہوں نے کہا، عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک ہیں، جو تینوں کو ایک کہے، وہ کافر ہے، اور جو نبی ﷺ کو اور اللہ کو ایک کہے؟ وہ کون؟

اس لیے قرآن پاک نے اعلان کیا ہے، فرمایا،

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ﴾

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

یہ تو انہوں نے کہا ہے، اور مولانا زکریا صاحب نے کیا کہا؟ جنہوں نے آج سب کو

رائیونڈ بلایا ہے، انہوں نے پتہ کیا فرمایا، جو تم ہو وہ میں ہوں، نبی ﷺ تو دور کی بات ہے، جو تو ہے، وہ میں ہو، جو میں ہوں، وہ تو ہے، ہم خود شرک در شرک ہیں، تو مجھ میں ہے، میں تجھ میں ہوں۔

سنیئے!

اور قرآن پاک نے کیا اعلان کیا ہے؟

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ﴾

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

میرے محبوب جناب محمد ﷺ فرما دیجیے! میں بشر ہوں، میں بشر ہوں، میں اللہ کا جزء نہیں ہوں، اللہ کا حصہ نہیں ہوں، جب میرے مصطفیٰ ﷺ معراج پر گئے، یہ کہتے ہیں معراج پر گئے، اللہ کا حصہ ہو گئے، آواز کیا آتی ہے، فرمایا،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾

میرا اللہ ایسے بھی فرما دیتا

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِرَسُوْلِهٖ﴾

میں نے اپنے رسول ﷺ کو سیر کروائی،

ایسے بھی فرما دیا جاتا، بات تو پوری ہو جانی تھی نا نہیں کہا۔

اللہ تعالیٰ نے بشر کو سیر کروائی:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾

اگر اس طرح قرآن پاک میں آ جاتا، بات پوری پھر بھی ہو گئی ہے، اس طرح قرآن پاک میں اللہ نے نہیں فرمایا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِنُوْرِهٖ﴾

میں نے اپنے نور کو سیر کروائی۔

تینوں الفاظ نہیں کہے، کیا کہا ہے،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی﴾

دیکھ لو، جس کو، لے کر جا رہا ہو، وہ کون ہے،

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾

میرا عبد، میرا بندہ ہے، میں اپنے بندے کو لے کر جا رہا ہوں۔

ایک مولوی کہنے لگا، جاتے وقت بشر ہی تھے، اوپر نوری ہو گئے، کہیں تمہارا داؤ لگاؤ نہیں، قرآن داؤ لگانے دیتا ہے، اوپر قرآن پاک نے کیا کہا ہے، یا اللہ! جب نیچے سے گئے تھے، عبد تھے، جب اوپر آپ سے ہمکلام ہوئے، آپ سے ہمکلام ہوئے، وہاں کس حیثیت سے؟

قرآن پاک میں سورۃ النجم:

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی﴾ (النجم:۱۰)

فرمایا، میں نے اپنے بندے کو اوپر بلا کر اپنا بندہ سمجھ کر میں نے وحی فرمائی، فرمایا، میں نے اپنے عبد پر وحی فرمائی۔

قرآن پاک کی ایک نہیں ایک سو آیات موجود ہیں، کہ پیغمبر ﷺ رب سے جدا تھے، پیغمبر ﷺ کے بشر ہونے، پیغمبر ﷺ کی ذات کے الگ ہونے پر قرآن پاک کی سو آیات اور اگلی سنیئے، حدیث میرے تمہارے محبوب پیغمبر محمد ﷺ نبی پاک ﷺ کے گلے میں پگڑی ڈال کر، کپڑا ڈال کر، مکہ کی گلی میں گھسیٹا جا رہا ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وہ کیسے ہیں۔

ولادت مصطفیٰ ﷺ:

سیدہ آمنہ کا عبد اللہ سے نکاح ہوا، نکاح کے بعد مدت حمل پوری ہوئی، میرے مصطفیٰ ﷺ فطرت کے تحت پیدا ہوئے، پھر آپ ﷺ نے بچپن گزارا، سیدہ حلیمہ کا دودھ پیا، چھوٹے سے بچپن میں رہے، جب آپ چالیس سال تک پہنچے، اللہ نے جناب کو نبوت سے سرفراز فرمایا، اگر اللہ کے نور سے پیدا ہوئے، تو ڈائریکٹ آسمان سے پیغمبر ﷺ کو اتارا

جاتا نہیں اترے، پیدا ہوئے، اور فطرت کے ساتھ پیدا ہوئے۔

اور اگلی بات سن لیجیے،

حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے، نبی پاک ﷺ کو مکہ پاک کی گلی میں گھسیٹا جا رہا ہے، صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ہے، فرمایا،

"اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا ."

تم کیوں قتل کرتے ہو، اس رَجُلٌ کو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے، صدیق رضی اللہ عنہ نے مصطفیٰ ﷺ کو کیا کہا ہے، رَجُلٌ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ موجود ہیں، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے اور کہنے لگے، ماں جی، نبی پاک ﷺ کو آتے جاتے باہر نکلتے جو کچھ کرتے ہیں ہم دیکھتے ہیں، ذرا آپ رضی اللہ عنہا بتائیں، فارغ کیسے رہتے ہیں؟

گھر کے معمولات بتائیں، اماں جی فرماتی ہیں،

عاجزی مصطفیٰ ﷺ:

اے نبی ﷺ کے پروانو، نبی پاک ﷺ کے جوتے مبارک ٹوٹ جائیں تو ٹانکہ خود لگاتے ہیں، بتاؤ، کہاں عاجزی مصطفیٰ ﷺ کی؟ ٹوٹے ہوئے جوتے کو گھر بیٹھ کر خود ٹانکہ لگا رہے ہیں، شان کہاں؟ اس کا مطلب ہے، گھر کے کام کرنے میں شان کم ہو جاتی ہے، جوتے کو خود ٹانکہ لگا رہے ہیں،

اگلی بات، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، بکریوں کا دودھ خود دوھ لیتے ہیں،

گھر کی گواہی:

"فَكَانَ بَشَرٌ مِّنَ الْبَشَرِ"

نبی پاک ﷺ گھر میں ایسے رہتے ہیں، جیسے ایک بشر رہتا ہے، جیسے ایک عام بندہ رہتا ہوتا ہے، ایسے گھر میں رہتے ہیں، اماں جی فرماتی ہیں،

"فَكَانَ بَشَرٌ مِّنَ الْبَشَرِ"

ایک اور حدیث سنیے!

جو صحیح البخاری میں ہے، نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی ہے، ماشاء اللہ، ہمارے سرگودھا میں تو چار فرض ہیں، تمہارے علاقہ میں کتنے ہیں؟ ماشاء اللہ، یہاں بھی چار فرض، چلو جی، سعودی عرب میں؟ افغانستان میں؟ امریکہ میں؟ امریکہ میں کوئی مسلمان تو ہوں گے نا؟ وہاں تو سیلاب آیا ہے،

توجہ میری طرف رکھیں، سنیئے جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں۔

کہ میرے تمہارے رہبر و راہنما جناب محمد ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی ہے، نماز پڑھا کر، تو کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں، ظہر یا عصر کے فرائض کی؟ چار، تو آپ نے دو پڑھائیں۔

تمہارے علاقے میں کتنی ہیں؟ پوری دنیا میں؟ کیوں چار ہیں کہ سنت پوری دنیا میں ایک ہی ہوتی ہے۔

بدعت کی حقیقت:

جو بدعت ہوتی ہے، ہر گاؤں کی علیحدہ ہوتی ہے، ہر مولوی کی علیحدہ ہوتی ہے، ہر گاؤں کی علیحدہ ہوتی ہے۔

ایک مولوی اعلان کرتا ہے، حضرت جی،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ .

اس کے درود کے لفاظ الگ، پھر دوسری مسجد کے مولوی نے اسپیکر کھولا ہے،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ .

اس کے لفظ الگ ہیں، تیسرے نے اسپیکر کھولا ہے،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَموْلَانَا .

اس کے الفاظ الگ ہیں، اذان ایک، مسجد ایک، مسلک ایک، عقیدہ ایک، نظریہ ایک، درود الگ الگ کیوں؟

یہ جواباً بولتے ہیں کہ ہم بدعتی ہیں، بدعت ہر مسجد کی الگ ہوتی ہے، سنت پوری دنیا میں

ایک ہوتی ہے، سنت کو اللہ نے مقام دیا ہے، بین الاقوامی انٹرنیشنل ہوتی ہے، بدعت علاقائی، ہر علاقہ کی اپنی اپنی ہر گاؤں بستی کی اپنی اپنی، نبی پاک ﷺ نے دو رکعت پڑھائی، اور سلام پھیرا، سلام پھیر کر پھر مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔

بشر رسول ﷺ بھول گئے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں باتیں کرنے لگے، یار لگتا ہے، آج نماز کم ہوگئی ہے، چار رکعتیں ہیں، آج دو پڑھائی ہیں، کسی نے کہا ہوسکتا ہے، حضور ﷺ بھول گئے ہوں، اس نے کہا، نہیں یار، نماز کم ہوگئی ہے، پوچھ نہ لیں، کہتے، پوچھنے کی کیا بات ہے، وہ کون سا زیادہ ہوئی ہے، پوچھیں تو تب گر زیادہ ہوئی ہو، کم ہی ہوئی ہے، نا، فائدہ ہی ہوا ہے، چپ رہو، کسی نے کہا، نہیں، پوچھ لینا چاہیے، یار تسلی تو کر لیں، ایک صحابی اٹھے، سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچے، فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! نماز کم ہوگئی ہے، واہ صحابہ رضی اللہ عنہم، آپ کے ادب پہ قربان جایئے، فرمانے لگے، محبوب ﷺ جی! نماز کم ہوگئی ہے، یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا، ذوالیدین رضی اللہ عنہ میں بھولا بھی نہیں، اور نماز کم بھی نہیں ہوئی، حاضر، ناظر تھے، نا، عالم الغیب تھے، اسی لیے تو فرمایا، میں بھولا بھی نہیں، اور نماز کم بھی نہیں ہوئی، محبوب ﷺ جی، پھر پہلے چار پڑھتے تھے، آج دو کیوں پڑھائی ہیں، فرمایا، میں نے دو پڑھائی ہیں؟ جی محبوب ﷺ جی، فرمایا، بھولے ہی نہیں، بھول کر بھی بھول گئے، صرف بھولے ہ نہیں، بھول کر بھی بھول گئے، فرمایا، نہ میں بھولا، نہ نماز کم ہوئی، فرمایا، محبوب ﷺ جی! پھر دو رکعت پڑھائی ہیں،

فرمایا، پھر آؤ، نبی پاک ﷺ واپس آئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں، آتے ہی کیا پوچھا،

اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ

یہ نہیں فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہ ہم اللہ کے نبی ﷺ ہوتے ہیں، ہم حاضر بھی ہوتے

ہیں، ناظر بھی ہوتے ہیں، پوشیدہ ظاہر کا پتہ ہوتا ہے، خبردار ہمارے بارے میں کوئی بولے، کوئی اعتراض کرے، کوئی بات کرے، کوئی پوچھے، کوئی یاددہانی کرائے، ہم جو کرتے ہیں، صحیح کرتے ہیں، نہیں،

آپ ﷺ نے فرمایا،

اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ

اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم، ذوالیدین جو کہتا ہے، سچ کہتا ہے، آج میں نے دو رکعت پڑھائی ہیں، جی محبوب ﷺ جی، دو پڑھائی ہیں، فرمایا، آؤ، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر نبی پاک ﷺ نے دو رکعت پڑھائی، دو رکعت، کتنی؟ دو، درمیان میں باتیں ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں؟

حضرت ذوالیدین گئے بات چیت کی، واپس آئے، بات چیت ہوئی، تو کتنی پڑھائی؟ مولوی صاحب پتہ کیا فرماتے ہیں، اگر درمیان میں بات چیت ہو جائے، تو پھر چار پڑھنی پڑھتی ہیں، میں نے کہا، وضو بھی دوبارہ کرنا پڑے گا۔

بے وقوف، چار رکعت نہیں، دو رکعت پڑھائی، میرے پیغمبر ﷺ نے، سلام پھیرا، دو رکعت پڑھا کر، آپ ﷺ نے فرمایا،

اَنْسٰی کَمَا تُنْسَوْنَ.

اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! میں ایسے بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، جب میں بھول جاؤں، کیوں میں بھول جاتا ہوں، فرمایا،

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾

میں بشر ہوں، مثل تمہاری، جب میں بھول جاؤں، تو پیچھے سے سبحان اللہ کہہ دیا کرو، میں بشر ہوں، میں بشر ہوں،

سچ فرماتا ہے، قرآن پاک:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء:۹۳)

اے میرے محبوب ﷺ! فرما دیجیے، میں بشر ہوں، میں نہیں ہوں مگر بشر ایک رسول ﷺ بن کر آیا ہوں، لہٰذا میرے پیغمبر ﷺ بشر ہوں، کہیے اگر حضور ﷺ بشر ہوتے تو آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا، نبی پاک ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا،

ایسے لگتا ہے، جیسے حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں، کہتے ہیں، نبی پاک ﷺ کا سایہ نہیں تھا، میں نے کہا، رسول اللہ کا سایہ تھا،

یادرکھو!

مولوی زہر کا پیالہ میں خود بنا کر دوں تو پی جا اور مرجا دعا کرو، لیکن جواب نہ دے سکے گا۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مغالطے اور ان کا رد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (الفتح : ۲۸)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق مغالطے:

ذی وقار علمائے کرام بزرگو اور دوستو!

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس کامیابی و کامرانی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے، جس میں بہت سے علمائے کرام رضی اللہ عنہم خطابات فرما چکے ہیں، اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، ان شاء اللہ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی شخصیت، مقام، عزت، صفات و عادات کے بارے میں بعض لوگوں نے عوام الناس میں کئی مغالطے اور شبہات پھیلائے ہیں۔

پہلا مغالطہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے پہلا مغالطہ جو عوام الناس میں معروف کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ دل سے مسلمان نہیں ہوئے، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہیں پڑھا،

اور اسی کے ساتھ ملتا جلتا دوسرا مغالطہ ہے، کہ جس گروہ کو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پریشانی و تکلیف ہے، ان سے پوچھو، کہ آخر کیا وجہ ہے، کہ تمہیں رب کی اس زمین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ملتا، جس کے ایمان پہ عقیدہ پہ بحث و جرح کرو،

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنان صحابہ کے چند مغالطے پیش کروں گا، پہلا مغالطہ تو یہی

ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعوذ باللہ دل سے نبی پاک ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا، اور دل سے اسلام نہیں لائے،

دوسرا مغالطہ:

یہ ہے کہ کلمہ پڑھا، تو تھا، لیکن نبی ﷺ کے بعد یعنی آپ ﷺ کی وفات پاک کے بعد اسلام سے نعوذ باللہ پھر گئے تھے، بات سمجھ میں آ رہی ہے، نا؟

پہلا مغالطہ یہ کہ انہوں نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا، دوسرا مغالطہ یہ کہ اسلام سے پھر گئے تھے، اگر تمہیں یہ بات سمجھ آ رہی ہے اور توجہ میری طرف ہے تو پھر سوچو کہ یہ دونوں باتیں آپس میں کتنا ٹکرا رہی ہیں، کہ انہوں نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا، اسلام سے پھر گئے تھے، اگر دل سے نہیں پڑھا تو پھر پھرنے کا کیا معنی ہے؟

تیسرا مغالطہ:

یہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے بعد خلافت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبردستی خلافت چھین لی۔

چوتھا مغالطہ:

یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تکفین میں تدفین میں میں، کفن و دفن میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک نہیں ہوئے، رسول اکرم ﷺ کو اکیلا چھوڑ گئے۔

پانچواں مغالطہ:

یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وراثت میں آپ ﷺ کے ورثہ میں، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حصہ بنتا تھا، المعروف باغ فدک، وہ حصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو، نعوذ باللہ،

چھٹا مغالطہ:

یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، بیماری کی حالت میں آپ ﷺ بیمار تھے، آپ ﷺ کاغذ اور قلم منگواتے رہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے رہے،

کہ کاغذ لاؤ، قلم لاؤ، میں کچھ الفاظ لکھوانا چاہتا ہوں، ہماری ناراضگی غصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ اس لیے ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کاغذ اور قلم لے کر نہیں آئے، پھر سوال کرو گے نا، کہ کاغذ اور قلم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخر کیوں منگوانا چاہتے تھے، دین جو کامل ہو چکا ہے، مکمل ہو چکا ہے، اعلان ہو چکا ہے کہ

تکمیل دین:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (المائدہ: ۳)

پھر اس بیماری کی حالت، کیفیت میں کاغذ قلم منگوانے کی ضرورت کیوں پڑھی، کیا وجہ تھی؟ پھر جواب آئے گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے، چلو یہ بات تو طے ہوگئی کہ اس سے پہلے لکھوائی بھی نہیں اور اعلان بھی نہیں ہوا،

توجہ ہے نا، میری طرف؟ ہاں توجہ، میری طرف کرو گے تو بات سمجھ میں آئے گی، ان شاء اللہ!

کاغذ قلم منگواتے رہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں لائے، منگواتے کیوں رہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانی تھی نا اس کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے اس کا اعلان بھی نہیں ہوا اور خلافت بھی نہیں لکھوائی گئی، اور وہ جو واقعہ غدیر خم یا خم غدیر پہ پیش آیا کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اعلان ہوا کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ ہوگا، وصی میرا ہوگا،

پھر وہ بات تو ختم ہوگئی، یہ خلافت لکھوائی نہیں، اس کا مطلب ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کاغذ اور قلم نہیں لائے، تو خلافت نہیں لکھوائی گئی، وہ وحی ہونے کا عقیدہ باطل ٹھہرا ہے،

اگلی بات پہ غور فرمائیں!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں نہ لائے، وجہ کیا تھی؟ علی پاک رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانی تھی، سبھی توجہ فرماؤ، خلافت لکھوانی ہے، علی پاک رضی اللہ عنہ کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون کون بیٹھے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ خلافت علی پاک رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، بقول ان کے کہ خلافت علی پاک رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، کاغذ قلم ابوبکر رضی اللہ عنہ

عمر رضی اللہ عنہ لائیں، تو جن کو لکھوانی ہے، وہ بھی تو پاس تشریف فرما ہیں نا؟

وہ بھی تو کاغذ اور قلم لینے جا سکتے ہیں نا، خلافت علی رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، اور کاغذ قلم صدیق رضی اللہ عنہ ابوبکر دیں کیوں؟ کوئی وجہ؟ کہ اگر خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، پھر تو صدیق رضی اللہ عنہ کا حق بنتا ہے، کہ وہ لائے، ان کی جو خلافت لکھوانی ہے، اگر خلافت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، پھر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہ لائیں، اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانی ہے، پھر تو حق ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کا، اگر خلافت علی پاک رضی اللہ عنہ کی لکھوانی ہے، پھر کاغذ اور قلم بھی تو انہیں ہی لانا چاہیے نا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہو کہ نہیں نہیں، اے، ابوبکر رضی اللہ عنہ تم جاؤ، دنیا کی کوئی ایسی کتاب پیش نہیں کی جا سکتی، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تشویش فرمائی ہو کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم جاؤ، کاغذ اور قلم لاؤ، اے عثمان رضی اللہ عنہ، تم جاؤ، کاغذ اور قلم لاؤ،

کہنے لگے، یہ بات تو صحیح البخاری میں ہے کہ کاغذ اور قلم لاؤ، میں نے کہا، تمہارے نزدیک صحیح البخاری درست ہے؟ تمہارے نزدیک صحیح البخاری کا کوئی مقام ہے؟ تمہارے نزدیک صحیح البخاری کی حدیث سند دلیل کی حیثیت رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر صحیح البخاری کا حوالہ دینے کی تمہیں ضرورت نہیں، اور اگر تمہارے نزدیک صحیح البخاری کا کوئی مقام ہے، کوئی درست دلیل ہے، تو پھر صحیح البخاری میں موجود ہے،

اس کی سند وضاحت بھی موجود ہے، پھر یہ مفروضہ کہاں سے کھڑا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی لکھوانا چاہتے تھے؟

خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

صحیح البخاری میں یہ حدیث بھی موجود ہے، دوسری حدیث بھی موجود ہے، ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کر رہی ہے، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے فرمایا کہ اپنے بھائی عبد الرحمٰن کو بلاؤ، اور اپنے بھائی عبد الرحمٰن سے کہو کہ کاغذ لائے اور قلم بھی لائے، فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! کیوں؟

فرمایا، میرا دل کرتا ہے، کوئی چاہنے والا چاہت نہ کرے، کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے، میرا دل کرتا ہے، کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمہارے باپ کے بارے میں لکھوا کر جاؤں کہ میرے بعد خلیفہ و امام صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا، اگر بخاری کی یہ حدیث حجت ہے، تو یہ بھی صحیح البخاری کی حدیث حجت ہے، اگر یہ دونوں حجت ہیں، تو پھر تیسری پہ بھی غور کیجیے،

یا تو پھر بخاری کا حوالہ دیتے ہیں، اگر دیں تو پھر ساری بخاری پڑھیں، اور بخاری پہ ایمان کامل ہو، تب ہی صحیح البخاری سمجھ میں آتی ہے، اور جس کو شرک بدعت اور کفر و ذلالت کا بخار چڑھا ہو، نہ ہی صحیح البخاری اسے سمجھ آتی ہے، نہ ہی صحیح البخاری پہ وہ غور کرتا ہے، نہ وہ اس کی ہدایت کا ذریعۂ سبب بنتی ہے، ہاں عقل سلیم ہو، دل تسلیم کرے، پھر صحیح البخاری پڑھے، تو ایمان اور اسلام میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی ہوتی ہے۔

صحیح البخاری میں یہ روایت بھی موجود ہے، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، اے عباس رضی اللہ عنہ! میرا دل کرتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں، دونوں چچا بھتیجا مل جایئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون خلیفہ بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نائب کون ہوگا، تو عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، اے علی رضی اللہ عنہ نہ جانا،

اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ تم نہیں ہوگے، تو پھر ہمیں کسی نے بھی نہیں بنانا، لہٰذا جانے کی ضرورت نہیں، لہٰذا یہ روایت صحیح البخاری میں موجود ہے، لیکن جو بات آج کے پیغام میں میں تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے پہلا، مغالطہ مرزائیت پہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ دل سے مسلمان نہیں، بالخصوص سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، تینوں دل سے اندر سے مسلمان نہیں، ظاہری کلمہ پڑھا ہے، ظاہر ایمان لائے،

عقیدہ اہل حدیث:

توجہ میری طرف، ایک ایک بات نوٹ کیجیے، لکھیے،

اور اہل حدیث کے جوانو!

میرے ان دلائل پر غور کیجیے، اور سنیئے، اور اس کی روشنی میں آگے گفتگو کیجیے،

رافضی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے، لیکن جواب نہیں دے سکتا، سن لیجیے، لکھ لیجیے، نوٹ کر لیجیے، یہ فقرہ موجود ہے جو گروہ کہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ دل سے اندر سے مومن نہیں، ان سے سوال کرو، علی رضی اللہ عنہ کے باپ ابو طالب مسلمان ہیں یا نہیں؟ کلمہ پڑھا ہے یا نہیں؟

وہ کہے گا کلمہ پڑھا ہے، ابوطالب نے، جس گروہ کا عقیدہ ہے، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ، دل سے مسلمان نہیں، نعوذ باللہ، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ ابوطالب مسلمان ہیں، اس سے سوال کرو، ابوطالب نے کلمہ پڑھا ہے؟ جواب میں کہے گا، ہاں، ہاں، اس نے کلمہ پڑھا ہے،

پھر سوال کرو، کہ ان کے کلمہ پڑھنے کی کوئی دلیل ہے؟ کوئی حوالہ کوئی روایت؟

ابوطالب کا کلمہ سے انکار:

ہمارے صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ انہوں نے کلمہ اسلام کا انکار کیا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے، انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حجت کلمہ پیش کیا ہے اور فرمایا ہے، میرے چچا میرے کان میں کلمہ پڑھ لو، ابو طالب نے انکار کیا ہے،

ہماری صحیح البخاری تو کہہ رہی ہے کہ اس نے کلمہ نہیں پڑھا، تم کہتے ہو کہ کلمہ پڑھا ہے، تو ان کے کلمہ پڑھنے کی کوئی دلیل واضح نص؟ کوئی دلیل لاؤ؟

عقل کے اندھے:

کہتے ہیں، اس نے کلمہ پڑھا ہے، لیکن ظاہری نہیں پڑھا، دل میں پڑھا ہے،

توجہ!

جس نے پڑھا نہیں، اس نے دل میں پڑھا ہے، پھر غور کیجیے، جس نے نہیں پڑھا، اس نے دل میں پڑھا ہے، اور جنہوں نے پڑھا ہے، انہوں نے اوپر سے پڑھا ہے، جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے، انہوں نے اوپر اوپر سے پڑھا ہے، جس نے نہیں پڑھا، اس نے دل سے پڑھا ہے،

اس کا مطلب ہے، دل پہ نعوذ باللہ ایک رافضی بیٹھا ہے، جو جانتا ہے کہ کس نے اوپر سے پڑھا ہے، اور کس نے دل سے پڑھا ہے، جس نے نہیں پڑھا، اس نے دل سے پڑھا ہے، اور انہوں نے پڑھا ہے، انہوں نے اوپر سے پڑھا ہے، اس کا مطلب ہے اوپر سے کلمہ پڑھنے کا انکار رافضی بھی نہیں کر سکا،

ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کے دل سے اسے انکار ہے، ظاہری انکار نہیں ہو سکا کہ ظاہری کلمہ پڑھا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے؟ پھر میرا سوال ہے کہ ظاہری ایمان تو تم تسلیم کر گئے ہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا ہے، لیکن اندر سے نہیں پڑھا، ظاہری پڑھا ہے،

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا ہے، لیکن دل سے نہیں پڑھا، ظاہری پڑھا ہے، اس کا مطلب ہے ظاہر کا اختلاف نہیں، اختلاف تو دل سے ہے کہ دل سے پڑھا نہیں؟

سن لیجیے، اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ مومن نہیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی زمین پر کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا، یہ ہی تو راہ اسلام کا، یا اس طرح سمجھو کہ کوئی بندہ کسی دوسرے کو، ایک جناب بہت بڑی بھاری رقم دے، مثلاً، یہ ایک لاکھ روپیہ تمہارا میرے پاس امانت تھی، تم یہ واپس لے لو، بندہ لے کر اپنی امانت پوری کرنا چاہیے گننا چاہیے جب ایک لاکھ یا اس سے بھی بڑی یا تھوڑی، رقم گننا چاہے، جب اپنی رقم پوری کرنا چاہے تو رقم گننے کے لیے کہاں سے گنتی شروع ہوگی، ایک سے ہوگی نا؟

کبھی چار سے بھی گنتی ہوئی ہے؟ پوری کرنے کے لیے، نہیں، ایک سے گنتی شروع ہوگی، جب پیغمبر ﷺ کی امت گننا چاہو گے، اس کا آغاز صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوگا، آغاز ہی صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوگا، اگر پہلا نہیں، تو پھر دوسرا کہاں ہے، آغاز ایک سے صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوگا، سن لیجیے!

میں اس وقت تمہارے سامنے جو دلائل عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ اوپر سے تو مان گئے ہیں کہ اوپر سے مومن ہیں، اختلاف جھگڑا لڑائی دل کا ہے، اس کا مطلب ہے، صدیق رضی اللہ عنہ اندر

سے مومن ہے یا نہیں، اس کے بارے میں دلائل عرض کریں، اندر کے دلائل دل کی حالت، کیفیت ابوبکر رضی اللہ عنہ دل کا کیسا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ دل کا کیسا ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ کے دل کی حالت کیفیت کیسی ہے؟

اس پہ قرآن وحدیث سے دلائل میں اس وقت تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں،

ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

توجہ میری طرف رہے، تا کہ دلیل تمہارے ذہن میں نقش ہو جائے!

بھلا کس طرح میں، صدیق رضی اللہ عنہ کو دل سے مومن نہ مانوں، جن کی بیٹی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہے، میں صدیق رضی اللہ عنہ کو بھلا دل سے مومن کیوں نہ مانوں، جن کے نکاح میں اسماء بنت عمیر رضی اللہ عنہا تھی، سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہیں، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نکاح میں ہیں، صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود رشتہ لے دیا ہے، میں کیسے ایمان کا انکار کروں؟

جس وقت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اسماء رضی اللہ عنہا پھر بیوہ ہوئیں، پھر نکاح، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہوا ہے، اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ، بھلا، میں کیسے انکار کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا جن کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا تھا، بھلا میں اس کے ایمان کا انکار کیسے کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا نکاح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی، حسنین رضی اللہ عنہما کی بہن، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہونے والی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا،

اور بطور دلیل سن لیجیے!

صحیح البخاری کتاب النکاح میں روایت موجود ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا، یہ ایسا نکاح ہے، جس کا انکار کوئی نہیں کر سکا، نہ ماننے والے بھی انکار نہ کر سکے،

میری جماعت کے شیخ، میری جماعت کے سرخیل مولانا محمد صدیق ترپالوی فیصل آبادی

نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر کتاب لکھ کر فریقین کی کتب کے دلائل دے کر کے آج تک رافضیت پر ایک قرض ہے، جواب نہیں آ سکا، اور قیامت تک جواب نہیں آئے گا۔

حتی کہ تعمیل پر مجبور ہو گئے، کہنے لگے، نکاح تو ہوا لیکن زبردستی ہوا، نکاح تو ہوا؟

اگلی دلیل قابل غور ہے!

باطل کا دوسرا رخ:

نکاح تو ہوا لیکن ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نہیں ہوا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہم شکل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حبیبہ رضی اللہ عنہا دی، اس حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چھپا لیا، مگر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو باہر نکالا، کیونکہ مظلوم تھے، مجبور تھے، مجبور ہو کر بیٹی دینا پڑی، کس کو؟ فاروق رضی اللہ عنہ کو؟

کس نے؟ مشکل کشاء نے؟

شرم نہیں آتی، پھر مشکل کشاء کہتے ہوئے، حاجت روا کہتے ہوئے، سن لیجیے!

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان دار نہ ہوتے، تو علی رضی اللہ عنہ رشتہ نہ دیتے، اور اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایماندار دل سے نہ ہوتے، ہمارے رشتہ نہ دیتے، تمہارے نزدیک تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں، تمہارے نزدیک تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اندر کی جاننے والے ہیں، تمہارے نزدیک تو مختار کل ہیں، حاجت روا ہیں،

ایمان عثمان رضی اللہ عنہ:

اگر عثمان رضی اللہ عنہ اندر سے مومن نہ ہوتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کو نکاح میں نہ دیتے، یہ تینوں نکاح اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح، ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح، اور رقیہ رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح خلفاء ثلاثہ کے ہاں ہونا، ان کے اندر کے ایمان کی گواہی ہے اور دلیل ہے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان:

اگلی بات سنیے!

قرآن پاک نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر کی کیفیت کا تذکرہ فرمایا ہے،

فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (الحجرات:۳)

قُلُوْبَهُمْ کا کیا معنی ہوتا ہے؟ ان کے دلوں کا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، قلب کی جمع قلوب، تمہیں پتہ ہے، کاف دو قسم کا ہوتا ہے، ایک ''ک'' کتاب والا ہوتا ہے، اور ایک ق دو نقطوں والا، ''ک'' کتاب والا، کیونکہ زیر بحث نہیں، دو نقطیہ ق، قرآن پاک فرمایا ہے،

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (الحجرات:۳)

فرمایا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! ہم نے امتحان لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا، اندر کیا ہے، اندر کی کیفیت کیا ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں، جس گروہ نے یہ بات جس کے سامنے یہ دلائل رکھے ہیں، ہمارے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ مومن ہیں، اندر سے بھی، ظاہر سے بھی باطن سے بھی، تو گروہ کہتا ہے، کہ اندر سے مومن نہیں، میں عرض کرتا ہوں، سن لیجیے!

تمہارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ تو معصوم ہے، گناہوں سے پاک ہے، پیدائشی معصوم ہے، تمہارے نزدیک سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ تو معصوم ہے، تمہارے نزدیک فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا معصوم ہیں، تمہارے نزدیک جو معصوم ہیں، ان کے تو امتحان کی کوئی ضرورت نہیں، پھر یہ کون ہیں جن کا تم امتحان لے رہے ہو، فرمایا،

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ (الحجرات:۳)

فرمایا، میرے پیارے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا امتحان لیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل کا امتحان لیا ہے، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، کے دلوں کا امتحان لیا ہے،

قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ان کے دلوں میں سوائے تقویٰ کے کوئی چیز نہیں، قرآن پاک فرماتا ہے، کہ ان کے دلوں میں تقویٰ ہے، تم کہتے ہو، نعوذ باللہ، ان کے دلوں میں نفاق ہے،

تم کہتے ہو، کہ ان کے دلوں میں کفر ہے، نعوذ باللہ، سن لیجیے! ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے دلوں کی کیفیت قرآن بیان کرتا ہے،

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ (الحجرات:۳)

یہ پہلی دلیل ہے، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ دل سے مومن ہیں،

دوسری دلیل پہ غور کیجیے، فرمایا،

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح:۱۸)

فرمایا،

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پہ بیعت کی ہے، بیعت رضوان درخت کے نیچے، بیعت کی ہے، وہ ایمان والے ہیں، ان قرآن پاک کی آیات سے حدیث جامع ترمذی ملایئے،

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کوئی بندہ جس نے میرے ہاتھ درخت کے نیچے بیعت کی ہے، ان میں سے کوئی بھی بندہ جہنم میں نہیں جائے گا، حدیث کو ذرا قرآن پاک کے ساتھ ملایئے، حدیث کو قرآن پاک کے ساتھ جوڑیئے، فرمایا،

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی ہے، میں ان پر راضی ہو گیا، اللہ جی! بیعت کئی جگہوں پر ہوئی، فرمایا،

﴿تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے، میں ان پر راضی ہو گیا ہوں، اللہ جی، انہوں نے اوپر سے بیعت کی ہے، یا دل سے کی ہے، فرمایا:

﴿فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ﴾

فرمایا، انہوں نے دل سے بیعت کی ہے، ان کے دلوں کو رب جانتا ہے، ان کے دلوں کو دیکھ کر میں نے اعلان کیا ہے کہ میں ان پر راضی ہو گیا ہوں، ان کو میں نے تین چیزیں عطا کیں۔

﴿فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ﴾

اے محبوب ﷺ جی!

ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں، سارا اسلحہ مدینہ پاک میں چھوڑ کر یہ عمرہ کے ارادے سے آئے، احرام باندھے ہوئے، یہاں عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی ہے، آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی، موت کی بیعت پیغمبر ﷺ کے ہاتھ مبارک پر ہو چکی، اب جہاد کس کے ساتھ کریں گے، تلواریں تو ساتھ نہیں ہیں، نیزے ہمارے پاس نہیں ہیں، اسلحہ ہمارے پاس نہیں ہے، لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے،

بعد میں جب یہ سوچیں گے، تو لڑیں گے کیسے؟ یا اللہ!

﴿فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ﴾

﴿فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ﴾

فرمایا: محبوب ﷺ جی!

ان کے دلوں میں تسکین میں نازل کر دوں گا،

﴿وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ○ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا﴾

(الفتح:۱۸، ۱۹)

ان کو میں عنقریب فتح عطا کروں گا،

جائیے حیات القلوب پڑھیے، جائیے صحیح البخاری پڑھیئے، ﴿فَتْحًا قَرِیْبًا﴾ سے مراد غزوہ خیبر کی فتح ہے، عنقریب فتح دوں گا، یعنی خیبر کی فتح،

﴿وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا﴾

اور خیبر میں بہت مال غنیمت صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملے گا، میرا سوال یہ ہے کہ جو صحابی رضی اللہ عنہ خیبر میں غنیمت کا حقدار بنا ہے، اس کے ایمان اور رضائے الٰہی میں کوئی شک نہیں۔

جایئے، کوئی حوالہ لایئے، خیبر میں عمر رضی اللہ عنہ ہے، یا نہیں؟ خیبر میں عثمان رضی اللہ عنہ ہے یا نہیں؟ خیبر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے یا نہیں؟ مال غنیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر لے گئے یا نہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ فاروق لے گئے، عثمان رضی اللہ عنہ لے گئے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لے گئے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود خیبر میں باغ فدک کا حصہ لے گئے،

اگر سارے لے گئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کیا اعلان کرتے ہیں، فرمایا

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

فرمایا، یہ مومن ہیں، مومن ہیں، ان پر اللہ راضی ہے، ان کے دل کی کیفیت رب جانتا ہے، صحابہ کرام، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، ان کے مومن ہونے کی تیسری دلیل پر ذرا غور کریں، میرے تمہارے رہبر و راہنما جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

شان سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ:

حدیث صحیح البخاری میں ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا تذکرہ فرما رہے ہیں، فرمایا،

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے، کوئی باب الریان ہو گا، روزہ داروں کے لیے، کوئی نمازیوں کے لیے ہو گا، کوئی جنگ و جہاد کرنے والوں کے لیے ہو گا، کوئی جس عمل میں تیز ہو گا، وہ جناب اس دروازے میں سے گزرے گا، اس کو آواز آئے گی، اے خوش نصیب، اس دروازے سے گزرو،

سارا اجتماع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! کوئی ایسا بھی ہو گا، جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے آواز آئے گی؟

سنو! لاہور کے رہنے والو!

تمہارے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرمانا چاہیے تھا اس کے جواب میں؟ اے

ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ بیٹھ جاؤ، کیوں؟

کیونکہ آپ دل سے مومن نہیں، آپ اندر سے مومن نہیں، بیٹھ جاؤ، آپ تو میرے جانے کے بعد پھر جاؤ گے، میں جانتا ہوں، مختار کل ہوں، حاجت روا ہوں، عالم الغیب ہوں، میں ماضی مستقبل کو جانتا ہوں، تمہارے اندر کی کیفیت کو، تم ان میں سے نہیں ہو!

نہیں! فرمایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ابو بکر رضی اللہ عنہ! تمہیں جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز آئے گی،

میں کیسے مانوں کہ دل سے مومن نہیں؟ خبر قیامت والے دن کی ہے، خبر مصطفوی ہے، خبر وحی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، حدیث صحیح البخاری میں ہے،

قیامت والے دن کی خبر ہے، اور جس نے اسلام سے پھر جانا ہو یا اندر سے مومن نہ ہو اس کے لیے مستقبل کی خبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوسکتی، جناب اسی کے بارے میں ہوسکتی ہے، جو اللہ کے ہاں بھی مومن ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی مومن ہو، اللہ کے ہاں دل سے مومن ہو،

فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہیں جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز آئے گی، قیامت والے دن۔

فضائل سیّدنا ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم:

آیئے! ایک اور دلیل پر غور کیجیے جو صحیح البخاری میں ہے،

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

احد کے پہاڑ کے اوپر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ احد پہاڑ پہ کھڑے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، دوسری روایت، اس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ، یہ سارے پہاڑ پہ کھڑے، بخاری کی روایت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، جامع ترمذی کی روایت میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، عثمان رضی اللہ عنہ بھی، طلحہ رضی اللہ عنہ بھی، زبیر رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہ سارے احد پہاڑ پہ کھڑے،

احد پہاڑ ہلا ہے، تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((اُثْبُتْ يَا اُحُدُ))

اے احد ٹھہر جا، تھم جاؤ، رک جاؤ، تم پر ایک نبی ﷺ، ایک صدیق رضی اللہ عنہا، باقی سارے شہید، باقی سارے شہید، عمر رضی اللہ عنہ بھی، عثمان رضی اللہ عنہ بھی، علی رضی اللہ عنہ بھی، طلحہ رضی اللہ عنہ بھی، زبیر رضی اللہ عنہ بھی،

یہ سارے شہید، پانچوں شہید، تم کہو گے، شہید کہا ہے نا؟

ہاں ہاں! شہید کون ہوتا ہے؟ اس حدیث کو سمجھنے کے لیے بخاری کی دوسری حدیث ہے،

خودکشی حرام ہے:

ایک بندہ میدان جہاد میں قتال میں لڑا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمانے گے،

یا رسول اللہ ﷺ! آج فلاں نے کمال کیا ہے، بڑے کافر مارے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جہنم میں جائے گا، صبح ہوئی، صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں، میں پیچھے پیچھے رہا کہ دیکھتا ہوں، یہ کرتا کیا ہے، اتنا بڑا مجاہد لڑتے لڑتے زخمی ہوا ہے، گرا ہے، تو درد کو برداشت نہیں کر سکا، اپنی تلوار اپنی گردن پر مارتا ہے،

تو میں پکار اٹھا، محبوب ﷺ جی! آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں،

جس کو پیغمبر ﷺ کہیں کہ یہ شہید نہیں ہے، وہ شہید نہیں ہوگا، یہ ایمان پر تھا، اسلام پر تھا، اسلام پر تھا، موت سے چند لمحے پہلے یہ شخص اپنے آپ پر تلوار چلانے کے بعد مر گیا، خودکشی کر گیا،

پیغمبر ﷺ نے فرمایا، یہ جہنم میں جائے گا، پھر سن لو، جو شخص موت سے چند لمحے پہلے موت سے چند لمحے پہلے مرتد ہو جائے، وہ شہید نہیں ہوتا،

اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوگا، عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے، علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگا، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ شہید

ہوں گے، ماننا پڑے گا، یہ اندر کی کیفیت ہے، اندر کی حالت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اندر سے اندر سے دل سے مومن ہیں۔

شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پتہ کیا فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! میں نے خواب میں جنت کی سیر کی ہے، جنت کی سیر، مجھے ایک خوبصورت محل دکھایا گیا ہے، میں نے پوچھا، جبرائیل علیہ السلام یہ محل کس کا ہے؟ فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! یہ محل عمر رضی اللہ عنہ کا ہے، یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔

میرا سوال ہے، جس کا محل جنت میں بن چکا ہو، میں کیسے مان لوں کہ وہ پھر گیا تھا، وہ محل جو رب بنائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر آئیں، وہ محل کس کو ملے گا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تشہیر فرما گئے، تعین فرما گئے، فرمایا، یہ محل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جنت میں بن چکا ہے۔

ایک اور حدیث سنیئے جو صحیح البخاری میں ہے،

میرے تمہارے رہبر و راہنما جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کا وقت،

توجہ میری طرف رہے!

راز دار گھرانہ:

دوپہر کا وقت ہے، صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لائے، ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، میرے گھر میں تشریف لائے،

فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ، جی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! فرمایا،

گھر کے سارے افراد کو الگ کر دو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں؟

فرمایا، میں نے خاص راز کی بات کرنی ہے آپ کے ساتھ، ایک پیغام دینا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو ایک خبر دینی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی!

میرے گھر کے افراد کے سامنے بتائیں، فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ! یہ خاص بات ہے، گھر کے افراد کے سامنے کرنے والی بات نہیں ہے، راز کی بات ہے،

فرمایا، محبوب ﷺ جی، کیا خطرہ ہے، فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ خطرہ یہ ہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ بات گھر کے کسی افراد کو پتہ چل گئی، ہو سکتا ہے کوئی آگے بیان کر دے، راز کھل جائے،

واہ صدیق رضی اللہ عنہ تیری عظمت، عزت پہ قربان جائیں، فرمایا، محبوب ﷺ جی! میرے گھر کے افراد کے سامنے کھل کر بات کریں، سب کے سامنے کریں،

فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوں؟ فرمایا، محبوب ﷺ جی! میرا کنبہ ہی مصطفیٰ ﷺ کا وفادار ہے۔ آپ ﷺ کے راز کو کوئی بھی باہر بیان نہیں کرے گا،

فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں اللہ نے میری ہجرت کا ساتھی بنایا ہے، کوئی ہے، دنیا میں پڑھا لکھا انسان جو انکار کر سکے،

یہ اختلافی مسئلہ ہی نہیں ہے، اختلافی تو تب ہو کہ میں کہوں، میری جماعت کہے کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ ہجرت کے وقت صدیق رضی اللہ عنہ تھا، کوئی اور گروہ کہے کہ نہیں نہیں، وہ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے، یا ان کی کتابیں کہیں، سیدنا ابوذر تھے، یا کوئی کہے کہ نہیں وہ سیدنا مقداد تھے، یا کوئی کہے کہ نہیں وہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ تھے، یا کوئی کہے کہ نہیں وہ سیدنا سل سلمان رضی اللہ عنہ تھے، یا کوئی کہے کہ نہیں، وہ تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے،

یہ ایسی دلیل ایسی محکم دلیل ہے کہ دنیا میں کوئی بھی انسان جو کسی بھی مکتبہ ہائے فکر سے، تعلق رکھتا ہو، وہ انکار نہیں کر سکتا، پوری دنیا متفق اور اجماع ہے کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ دوسرے تھے، تو کون تھے، صدیق رضی اللہ عنہ دوسرا اور کوئی نہیں، صدیق رضی اللہ عنہما تھے، ہجرت کے سفر میں ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ تھے، دوسرا کوئی نہیں تھا،

کیا فرمایا ہے، فرمایا، صدیق رضی اللہ عنہ! تمہیں میرا ساتھی رب نے بنایا ہے۔

عقلی دلیل:

میرا سوال ہے، آج کل تو بات سمجھنی بڑی آسان ہے، ایک بندہ ہو اور وہ دہشت گرد ہو، ایک بندہ ہو اور حکومت کو مطلوب ہو، اس کے سر کی قیمت ایک کروڑ لگی ہو، اور وہ چھپ

چھپ کر دوستوں کے پاس راتیں گزار رہا ہو، مجھے بتلاؤ،

لاہور کے رہنے والو!

وہ رات اسی کے پاس گزارے گا، کہ اسے یقین ہو کہ پیسے لے کر مجھے گرفتار کروا دے گا؟ نہیں، پیغمبر ﷺ کے سر کی قیمت ایک سو سرخ اونٹ لگ چکی تھی، جو پیغمبر ﷺ کو پکڑ کرلائے گا، گرفتار کروائے، اس کو سو سرخ اونٹ دیئے جائیں گے،

میرا سوال سن لیجیے، صدیق رضی اللہ عنہ مال لینے کے لیے مسلمان ہوا ہے یا مال دینے کے لیے؟ مال لینا ہوتا، صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے سنہری موقع تھا، جب مصطفیٰ ﷺ صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سوئے ہوئے غار میں سو اونٹ کا اعلان ہو چکا، مال لینے کے لیے مسلمان ہوتے،

ایسے سمجھ نہیں آئی، تو اس طرح سمجھئے!

مکی زندگی میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، مکہ میں، ساری دنیا نے مانا، مکہ میں، یہ تو ہو سکتا ہے کہ مکہ پاک میں ایک بندہ دل سے مسلمان ہو، ظاہری کلمہ نہ پڑھے، یہ ہو سکتا ہے، مکہ میں یہ ہو سکتا ہے، مکی زندگی میں، اندر سے مومن ہو، اور ظاہر نہ کرے، یہ نہیں ہو سکتا، کہ اندر سے نہ ہو اور اوپر سے کلمہ پڑھ لے، مکہ پاک میں نہیں ہو سکتا،

سو انٹ کا اعلان ہو چکا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہیں، اور غار کے اندر ہیں، قرآن پاک فرماتا ہے،

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ: ٤٠)

قیامت آ سکتی ہے، صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کی آیت سے باہر نہیں نکالا جا سکتا، یہی صاحبیت و ایمانیت ہے،

﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾

اگر صدیق رضی اللہ عنہ دل سے مومن نہ ہوتے، تو کبھی ہجرت کے ساتھی نہ بنتے، غار ثور کے ساتھی نہ بنتے، مشکل ترین وقت کے ساتھی نہ بنتے،

مانناپڑے گا، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دل سے مومن ہیں، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ دل سے مومن ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی:

ایک اور حدیث پہ غور کیجیے، جو صحیح البخاری میں ہے۔ میرے تمہارے رہبر و راہنما جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی جانب دوڑے آئے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی، خندق کھود رہے ہیں، خندق کھودتے کھودتے ایک بڑی بھاری سخت چٹان آ گئی ہے، توڑتے ہیں، ٹوٹتی نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چلو مجھے ساتھ لے چلو، ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، خندق میں اترے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں ہتھوڑا کدال لیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح زوردار کدال ماری ہے، بیچ میں سے چنگاری روشنی نظر آئی،

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، مجھے شام کے محلات دکھا دیئے گئے ہیں، دوسری طرف ماری پھر چنگاری روشنی نکلی، فرمایا، اللہ اکبر! مجھے فارس کے محلات دکھا دیئے گئے ہیں، پھر تیسری طرف ماری فرمایا، اللہ اکبر، مجھے یمن کے محلات دکھا دیئے گئے ہیں،

ایک اور حدیث بخاری، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! عنقریب، تم روم اور ایران کو فتح کرو گے،

یہ دونوں حدیثیں بخاری میں بھی اور دونوں حدیثیں دوسری جلد صفحہ ۴۴۸، تا ۴۴۹ حیات القلوب، مصنف مولانا ملاں باکر مجلسی، یہ دونوں کتابوں میں، بخاری میں بھی، حیات القلوب میں بھی حوالہ موجود ہے،

سنیئے! شام فتح ہوگا، روم ایران فتح ہوگا، فارس فتح ہوگا، یمن فتح ہوگا۔

ایک غلط فہمی:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر آ گئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سن لی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، ابھی شام بھی فتح نہیں ہوا، ابھی روم بھی فتح نہیں ہوا، ابھی ایران بھی فتح نہیں ہوا، اور نہ ہی یمن فتح ہوا، ابھی سارے علاقوں میں کفر چھایا ہوا ہے، کفر غالب ہے، اور اسلام غالب نہیں آیا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے،

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے، فرمایا، اللہ کی قسم ہے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے، ابھی تو روم، ایران، شام، فارس، یمن، فتح نہیں ہوئے، جب تک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں پوری نہیں ہوں گی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہو سکتے، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہونے گئے ہوں گے، واپس ضرور آ جائیں گے، یہ نہیں ہو سکتا، صدیق رضی اللہ عنہ آئے، فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ رک جاؤ، ٹھہر جاؤ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں،

فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بشارتیں کہاں جائیں گی، روم فتح ہوگا، اور قرآن پاک نے ہی تو یہ حقیقت ارشاد فرمائی ہے کہ

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (التوبہ:۳۳)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دین حق لے کر آئے، تاکہ سارے دینوں پہ غالب آ جائے، ابھی اسلام غالب نہیں آیا، ابھی کفر نہیں مٹا، ابھی اسلام کا غلبہ نہیں ہوا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیسے فوت ہو سکتے ہیں، فرمایا، نہیں، اے عمر رضی اللہ عنہ! فوت ہو چکے ہیں، یہ بشارتیں پوری ہوں گی،

میرا سوال ہے، روم، ایران، شام، فارس، یمن کی فتوحات کی خبریں حیات القلوب میں بھی ہیں، بخاری میں بھی ہیں، قرآن پاک میں بھی اشارہ ہے، صحیح بخاری میں بھی ہیں، بتلاؤ، یہ فتوحات کن کی خلافت زمانہ میں ہوئیں؟ بتلا دو یہ کون لوگ تھے؟

ناراض نہ ہونا، اگر یہ فتوحات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوئی ہیں، تو حوالہ لائیے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اگر روم ایران فتح ہوا ہے، شام یمن فتح ہوا ہے، تو حوالہ دیجیے، پھر ان کو گالیاں کیوں دیتے ہو، جنہوں نے اللہ کے فضل و کرم سے ایران فتح کر کے تمہیں دیا ہے، ایران میں رہ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہو،

پاکستان میں محمد علی جناح رحمہ اللہ کے خلاف بولنا جرم ہے، کیوں؟ وہ بانی پاکستان ہیں، کم از کم ایرانیو تم تو خیال کرو، وہ بانی ایران تمہارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، کوئی اور ہے تو نام پیش کرو، یہ بشارتیں یہ خبریں کہاں جائیں گی، یہ عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت

میں ایران، یمن فارس، فتح ہوئے ہیں، دین غالب آیا ہے اور اتنا غالب آیا ہے، اتنا غالب کہ مدینہ پاک میں، بادل چڑھتے ہیں،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوتے ہیں، بادل آئے ہیں، بارش ہوگی، تو بادل گرجتے رہتے، برستے نہیں، پھر چلے جاتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو جاتے، بادل چڑھے بھی، آئے بھی، اور برستے نہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے، کیوں پریشان ہوتے ہو، جہاں بھی برسیں گے، وہاں پر اسلامی حکومت ہوگی، یہاں نہیں برسے تو جہاں برسیں گے، وہاں سے یا جزیہ آئے گا یا زکوۃ آئے گی، وہاں تک حکومت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے،

عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کی تورات و انجیل میں گواہی:

اگلی بات سن لیجیے!

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شام فتح کر کے جب پہنچے تو بیت المقدس میں بڑے راہب یہودی عیسائی بیت المقدس میں ہیں اور وہ ابن عاص رضی اللہ عنہ باہر سے محاصرہ کر رہا ہے، کئی دن محاصرہ جاری رہا ہے، کئی دن جاری رہا، رات کو کہنے لگے، اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپاہی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سن لو، یہ بیت المقدس تم فتح نہیں کر سکتے، کہنے لگے، کیوں؟ کہنے لگے، ہم نے تورات پڑھی ہے،

توجہ! یہ ایسی دلیل ہے، رافضی مر جائیں گے، جواب نہیں آئے گا، ہم نے تورات پڑھی ہے، انجیل پڑھی ہے، اس میں لکھا ہے کہ ایک نبی ہوگا، اس نبی کا غلام ہوگا، اس کے اوصاف، اس کی نشانیاں تورات میں بھی ہیں، اور انجیل میں بھی ہیں، وہ آ کر اس کو فتح کرے گا، تم فتح نہیں کر سکتے، اگر فتح کروانا چاہتے ہو، تو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلاؤ، وہ بیت المقدس میں تشریف لائیں، وہ تشریف لائیں، ہم تورات پڑھیں گے، انجیل پڑھیں گے، تحقیق کریں گے، غور کریں گے، دیکھیں گے، اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان اور اوصاف تورات اور انجیل میں مل گئے، بغیر لڑائی کے چابی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دے دیں گے،

جاؤ، ہمارا یہ پیغام پہنچا دو، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ مذاکرات ہو گئے، کامیاب ہو

گئے، عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، اے امیر المؤمنین، بیت المقدس، میں تشریف لاؤ، بغیر لڑائی جنگ کے چابیاں مل جائیں گی، اگر آپ رضی اللہ عنہ کی صفات تورات وانجیل میں ہوئیں،

جو اندر سے مسلمان نہ ہو، وہ گھر سے کب نکلتا ہے، جو اندر سے مومن نہ ہو، اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ دل سے مومن نہ ہوتے، اللہ کی قسم ہے، گھر سے نہ چلتے کہ میں اندر سے مومن نہیں، میری صفات تورات میں کہاں آئیں گی، میری شان انجیل میں کہاں آئے گی، میں نے ظاہری کلمہ پڑھا ہے،

جب پیغام آیا تھا، تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں جانے کے لیے تیار ہوں، تیاری ہو گئی، پہلا سرکاری وفد دوسرے بیرونی ملک کے دورے پہ جا رہا ہے،

لاہور کے رہنے والو، بتاؤ، کتنے بندے ہونے چاہیے؟

دو سو تو ساتھ سرکاری بنتے ہیں، دو سو بندے تو ہوں، ساتھ بیگم بھی ہو، تاکہ اوباما دیکھے کہ پاکستان کی خاتون اول آئی ہے، تاکہ دیکھیں دشمنوں کے کفار، کہ یہ ہے مسلمانوں کی خاتون اول، ساتھ بیگم، یہ ہے ہمارا اسلام؟

جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا نظام نہیں آئے گا، اس ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عاجزی:

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں، سرکاری خرچ میں وفد جا رہا ہے، جی کتنے بندے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کے غلام، ایک اونٹ، دو اونٹ بھی لے جا سکتے ہیں، اسپیشل طیارہ لے جایا جا سکتا ہے، دو اونٹ بھی لے جا سکتے ہیں، ایک غلام کے لیے، ایک اپنے لیے، نہیں، بس ایک اونٹ اور راستے میں خرچ کے لیے ستو، جو اور چھوہارے، عمر رضی اللہ عنہ یہ لے کر جا رہے ہیں،

راستے میں اپنی باری آتی ہے، سواری پر سوار ہونے کی، جب غلام کی باری آتی ہے، تب مہار پکڑ کر عمر رضی اللہ عنہ زمین پر چل رہے ہیں، کپڑوں پہ پیوند لگے ہوئے، شام میں پہنچے، بیت المقدس سے دور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ استقبال کے لیے آگے بڑھے، دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کپڑے پیوند لگے ہوئے پہنے ہوئے ہیں،

فرمانے لگے، اے امیر المؤمنین، عمر رضی اللہ عنہ! ہم نے بڑے بڑے حکمران اور بڑے بڑے رہبر اور بڑے بڑے پادری آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے تیار ہیں، انہوں نے چابیاں آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ اس حالت میں ہیں، یہ بہت اچھی پوشاک ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کی ہے، مجھے پتہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسے ہی آئیں گے، یہ پوشاک بدل لیں،

امیر عمر رضی اللہ عنہ نے پوشاک بدلی، فرمانے، لگے، اونٹ پر سوار ہونے کی بجائے، گھوڑے پر سوار ہو جاؤ، امیر عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے، تھوڑا سا آگے چلے،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر آئے، فرمایا، مجھے میرا اونٹ دے دو، اور میری اپنی پرانی پوشاک دے دو، میں یہ پہن کر نہیں جانا چاہتا،

فرمایا، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے، اے امیر المؤمنین، عزت کا مسئلہ ہے،

فرمایا، اے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ! میرے لیے محمدی دعا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامِ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"

ساتھ فرمایا، اے عمرو رضی اللہ عنہ! عزت اسلام میں ہے، عزت پوشاک میں نہیں، سوٹ میں عزت نہیں، شیروانی میں عزت نہیں، کڑھائی والے سوٹ پہن لے، تو عزت نہیں ہوئی، جیسے آج پارلر میں سوہنے بن جائیں تو عزت نہیں، عزت اسلام میں ہے، عزت دین میں ہے، سادگی میں ہے، حیاء میں ہے، شرم میں ہے،

فرمایا، نہیں، عمرو رضی اللہ عنہ! میں یہ لباس نہیں پہننا چاہتا، پرانا لباس پہن کر امیر المؤمنین چل پڑے، بیت المقدس کے قریب پہنچے، اندر سے رافضی یہودی عیسائی پادری رافضی نکلے، تورات ہاتھ میں ہے، یا نہیں؟

قرآن کیا کہتا ہے،

﴿مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ (الفتح:۲۹)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان قرآن میں بھی ہے، انجیل میں بھی ہے، جب تورات انجیل لے کر

رافضی یہودی پادری سامنے آئے ہیں، امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جناب اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے آگے آرہے ہیں، ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آ رہے ہیں، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ساتھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آ رہے ہیں،

جو بھی دیکھے، یہ ہے، امیر عمر رضی اللہ عنہ، یہ ہے امیر عمر رضی اللہ عنہ،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا ہے، جذبۂ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دیکھا ہے،

کہنے لگے، تورات وانجیل کھولنے کی ضرورت نہیں، اے امیر عمر رضی اللہ عنہ! چابیاں پکڑ لو، ہم نے یہ بھی پڑھا تھا، تورات وانجیل میں، کہ جو شخص، جو انسان، جو حکمران، جو امیر بیت المقدس کو فتح کرے، گا، اس کے لباس میں پیوند ٹاکیاں لگی ہوں گی،

میں کیسے مان لوں کہ وہ اوپر سے مسلمان ہیں، اندر سے، اندر سے، جن کی تعریف تورات میں ہے، جن کی صفات انجیل میں ہے، میں کیسے کہوں کہ دل سے مومن ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

قرآن پاک نے کیا فرمایا ہے؟

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (المجادلہ:۲۲)

فرمایا، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی!

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل پہ ایمان لکھ دیا ہے،

کون سے صحابہ رضی اللہ عنہم، جن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لیے کوئی محبت نہیں، چاہے والدین ہوں، چاہے بھائی ہوں، بیٹے ہوں، رشتہ دار ہوں، ان کے

دل میں کوئی محبت نہیں، اس قرآن کی آیت مبارکہ نے دعوت دی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں کافروں کے لیے کوئی محبت نہیں، چاہے کافر والدین ہوں، چاہے کافر، ان کے بیٹے یا بھائی ہوں،

میرا سوال ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کون ہیں، تمہارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کے والدین تو مسلمان ہیں، ہمارے نزدیک ان کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مسلمان ہیں، تمہارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے، ہمارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تو مسلمان ہیں، ہمارے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہیں، تمہارے نزدیک تو عقیل بھی مسلمان ہے، ابوطالب بھی مسلمان ہے، ابوطالب بھی مسلمان ہے،

یعنی کہ علی رضی اللہ عنہ کے باپ، علی رضی اللہ عنہ کی ماں، علی رضی اللہ عنہ کے بھائی، علی رضی اللہ عنہ کی جناب زوجہ محترمہ، علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، سارے کی سارے تمہارے نزدیک مسلمان ہے، وہ لوگ کون ہیں، جن کے والدین، جن کے بھائی، جن کے رشتہ دار، جن کے بیٹے، مسلمان نہیں تھے، اور ان کے دلوں میں کافروں کے لیے محبت نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے دل دیکھ کر فرمایا،

﴿اُولٰٓئِكَ كَتَبَ.....﴾

﴿اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ﴾

اندر ان کے دل میں ایمان لکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے، لہٰذا یہ قرآن کی آیت نص ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہ وہ دل سے مومن ہیں،

کہنے لگے، ظاہر مسلمان ہوئے، مال غنیمت کے لیے، یہ ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ!

دنیا سے جا رہے ہیں، اور گھر میں کفن کے لیے پیسے موجود نہیں ہیں، میں کیسے کہوں کہ وہ مال کے لیے مسلمان ہوئے، ہاں ہاں، اگر ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہہ دوں،

سن لو!

ایسا تو ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو، تم کہتے ہو کہ مال لینے کے لیے، تمہاری تو لڑائی ہی باغ فدک اور مال کی ہے، تم کہتے ہو، کہ یہ مال لینے کے لیے مسلمان ہوئے تھے، مال

لینے کے لیے، میں ثابت کر سکتا ہوں، مصطفیٰ ﷺ نے بیسویں مرتبہ اعلان کیا، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے مال پیش کیا، میں ثابت کر سکتا ہوں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے مال لیا، میں ثابت کر سکتا ہوں، مبینہ مال لیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے،

میں ثابت کر سکتا ہوں، شہدائے کربلا کے علاوہ جو مستورات کربلا میں تھیں، ان کے وظائف حکومت دیتی رہی، لیکن آج تک دنیا میں کوئی نہیں ہے، جو ثابت کر سکتے، کسی اہل بیت کے دروازے پہ صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے مال لیا ہو، نہیں ثابت کیا جا سکتا،

یہ مال دینے والے تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ دنیا سے جاتے جاتے قبر کی جگہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مانگ کر لی ہے، میں کیسے مان لوں، جو قبر کی جگہ ایسے نہیں لیتے، وہ دنیا کا مال لیں،

میں کیسے مان لوں، ایک جوان جا رہا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دے کر کہا، جوان کو بلاؤ، اس جوان کو بلاؤ، اور کہہ دو کہ تمہاری شلوار ٹخنوں سے نیچے کیوں جا رہی ہے، وہ عمر رضی اللہ عنہ جس کا پیٹ چرا ہوا ہو اور دوائی شہد اور دودھ ملا کر پلایا جائے، وہ پیٹ کے راستے باہر آ رہا ہو، اس حالت میں مصطفیٰ ﷺ کی سنت کی مخالفت برداشت نہ کرے، میں کیسے مان لوں کہ ظاہری مسلمان تھے،

ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ ظاہری نہیں، دل سے مسلمان تھے، اور ان کا ایمان اسلام واضح ہے، روشن ہے، جس طرح سورج کی روشنی میں کوئی شک نہیں، اسی طرح صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی شک نہیں ہو سکتا، وہ دل سے مومن تھے،

اگر چاہتے ہو کہ امن سکون قائم ہو جائے، تو سن لیجیے،

آخری بات میں کہا کرتا ہوں، اگر حدیث پڑھتے ہو، محرم میں، ہمیں سناتے ہو، یہ حدیث:

مسلمان کون؟

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

کیا معنی ہے، اس حدیث کا، ہمیں روکتے ہو، ہماری زبانیں بند کرتے ہو، روکتے ہو کہ نہیں، مسلمان وہ ہوتا ہے، جس کی زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، ہاتھ سے، جناب محفوظ رہے، زبان سے محفوظ رہے، اپنا مسلک چھوڑو نہیں، دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کو مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہنا چاہیے، تم علماء ہو، ایک دوسرے کو کاٹتے ہو، ایک دوسرے کے خلاف بولتے ہو، تم اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ دو،

میں کہتا ہوں، تم یہ حدیث ہمیں سمجھاتے ہو، کہ مسلمان وہ ہے، جس کی زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، یہ تم ترجمہ ہی غلط کرتے ہو، معنی و مفہوم ہی غلط بیان کرتے ہو،

اس کا مفہوم بتاؤں کیا ہے؟ یہ حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ کی، جسے نبی پاک ﷺ بیان فرما رہے ہیں، سامنے صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، بیٹھے ہیں، اس کا معنی کیا بنے گا، یہ آج کی حدیث نہیں ہے، پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے، سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، اس کا معنی اس طرح بنتا ہے، کہ

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ))

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ، زبان سے صدیق رضی اللہ عنہ محفوظ رہے، مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ محفوظ رہے، مسلمان وہ ہے، جس کی زبان سے پہلے مسلمانوں کو گالیاں دیتے ہو، ان نکھٹوؤں کو آج کے زمانہ میں ہم سے محفوظ رکھتے ہو،

اس حدیث کا یہ معنی ہے، کہ صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری زبان سے، صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت محفوظ رہے، تم صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کی عزت کرو، ہم تمہارے جوتے بھی اٹھانے کے لیے تیار ہیں، اور اگر صدیق کی عزت نہیں کرو گے، ہم تمہاری عزت نہیں کریں گے،

اور سن لو!

آج کے خطاب کے بعد میری آخری بات حکومت والو، تم نہیں چاہتے ہو کہ امن اتحاد

سکون قائم ہو،

حکومت پاکستان سے اپیل:

تو پھر سن لو!

اسمبلی میں لایئے قانون، پنجاب اسمبلی، مسلم لیگ کی حکومتیں مرکز میں، مسلم لیگ کی حکومتیں لایئے، قانون، ناموس صحابہ رضی اللہ عنہ بل پیش کیجیے، جو ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، اس جرم کو قابل تعزیر قابل سزا قانون بنا دیجیے اور اہل حدیث کا نوکر ہونے کی حیثیت سے اعلان کرتا ہوں، اگر مسلم لیگ صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کی ناموس کا صحابہ رضی اللہ عنہ کی ناموس کا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا قانون بنا دیں، ساری زندگی ہر اہل حدیث تمہیں ووٹ دینے کے لیے تیار ہے،

کیا خیال ہے، صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے، ساری زندگی ووٹ لے لو، صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت کے لیے، قانون تم بنا دو، کہ صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کی جو گستاخی کرے گا، اس کو سزا ملے گی، تمام متنازعہ کتاب ضبط کرو اور بارہ ربیع الاول اور محرم کے جلوسوں کو مسجدوں میں بند کرو، ہم تمہارے پیچھے ہیں، ان شاء اللہ،

ہاں ان شاء اللہ یہ وقت آئے گا، تمہیں کرنا پڑیں گے، ملک کے امن واستحکام کے لیے، ہمارا تو مذہبی جلوس ہے نہیں، اللہ کی رحمت ہے، ہم تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند ہے، ان سارے جلوسوں کو عبادت گاہوں میں بند کر دو، ان شاء اللہ ملک محفوظ بھی رہے گا، امن بھی رہے گا، جب تک یہ روڈوں پہ آتے رہیں گے، امن خراب ہوتا رہے گا،

ان جلوسوں کو بند کر دیجیے، ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم بل لایئے، ان شاء اللہ، امن ہوگا، صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کے چرچے بلند ہوں گے، اللہ کی آسمان سے رحمتیں ہوں گی۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



علم غیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

آیت مبارکہ کا مفہوم:

ذی وقار علمائے کرام، بزرگو اور دوستو!

رات تقریباً گزر چکی ہے، اور علمائے کرام کے خطابات ہو چکے ہیں، میں آخر میں یہ چند گزارشات بڑے اختصار کے ساتھ عرض کروں گا،

توجہ فرمایئے!

تاکہ میں تھوڑے سے وقت میں جو بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ بات سمجھا سکوں، اور تم سمجھ سکو، جو آیت مبارکہ تلاوت کی ہے، مجھے حکم ہوا ہے، کہ میں اس کی روشنی میں گزارشات کروں، اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے،

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے، جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں،

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾

ظاہر کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور غائب کو بھی، اللہ تعالیٰ جانتا ہے،

رحمٰن اور رحیم اللہ تعالیٰ ہے،

حضرات!

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں میں ایک دعویٰ کرتا ہوں، پھر اس دعوے کے چند دلائل عرض کروں، گا اس آیت مبارکہ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے، غیب اللہ

تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

توجہ فرمایئے؟ ماشاء اللہ!

ہاتھ کھڑے کرو جن کی توجہ نہیں؟

ماشاء اللہ! سارے ہی اکٹھے ہو گئے ہیں، ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے (آمین)

جو سنا تھا، وہی پایا ہے، میں زیادہ دیر ان شاء اللہ تمہیں تکلیف نہ دوں۔

توجہ میری طرف رہے!

مجھے حکم ہوا تھا، رانا ثناء اللہ صاحب، ان کی جامعہ کریمیہ وہ میرے علم میں نہیں تھا، خیر میرا کوئی وعدہ بھی نہیں تھا، آپ کے جلسے میں، انہوں نے حکم فرمایا ہے، کہ جانا ہے کوئی پچھلے سال کا ادھار رہتا ہے، پچھلے سال میں نہیں آیا تھا، چلو کوشش کرتا ہوں کہ پچھلے سال کا بھی ڈیڑھ گھنٹہ پورا کروں، ایک گھنٹہ اس سال کا تھا، آئندہ ان شاء اللہ نہیں آؤں گا۔ آئندہ سال نہیں آؤں گا، پھر اس سے اگلے سال آؤں گا،

اس لیے میں بیان کرنا چاہتا ہوں، غور فرمائیں!

عالم الغیب کون؟

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، ظاہر بھی وہ جانتا ہے، غیب بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی ظاہر جانتا ہے نہ کوئی غیب؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن ظاہر اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ظاہر تو ہم بھی جانتے ہیں، تم میرے سامنے ظاہر ہو، میں تمہیں دیکھ رہا ہوں، میں تمہارے سامنے ظاہر ہوں، تم مجھے دیکھ رہے ہو،

غائب جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے، یہ بات سمجھ میں آتی ہے، ﴿وَالشَّهَادَةِ﴾ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، لیکن معترض اعتراض کرتا ہے، کہ ظاہر جاننے کا معنیٰ کیا ہے، غیب تو سمجھ میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، لیکن دوسرا دعویٰ کہ ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے،

میں نے دعویٰ کیا کہ غیب بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ

تعالیٰ کے سوا نہ کوئی غیب جانتا ہے، نہ کوئی ظاہر جانتا ہے، ظاہر کا معنی یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے ظاہر، تم میرے سامنے ظاہر یا آسان انداز میں سمجھا دوں کہ میرے سر کے بال تم دیکھ رہے ہو، داڑھی کے بال نظر آ رہے ہیں، مجھے کئی لوگوں کے نظر نہیں آ رہے، تمہیں شاید آ رہے ہوں، لیکن مجھے سب کے نظر نہیں آ رہے،

کئی بندوں کے نہیں، کئی بندوں کے غائب ہیں، غائب کون جانتا ہے؟ ظاہر اللہ تعالیٰ جانتا ہے، غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، میرے سر کے بال داڑھی کے بال تمہارے سامنے ظاہر ہیں، لیکن میرے سر کے بال کتنے ہیں؟ کون جانتا ہے؟

اللہ! اس کا مطلب ہے، ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور غیب بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، یا اس طرح سمجھئے! ایک درخت کے نیچے ساری دنیا اکٹھی کر دو، درخت کی ایک ایک ٹہنی ایک ایک پتا ظاہر ہے، لیکن کوئی نہیں جانتا کہ درخت کے پتے کتنے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے،

اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیب کوئی نہیں جانتا:

اب میں اس بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، فرشتے غیب نہیں جانتے، جنات غیب نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ کے ولی غیب نہیں جانتے، اولیائے کرام غیب نہیں جانتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت غیب نہیں جانتے، کوئی پیغمبر غیب نہیں جانتے، حتیٰ کہ امام الانبیاء جناب محمد ﷺ بھی غیب نہیں جانتے،

یہ میرا دعویٰ ہے، اب میں ترتیب وار دلائل عرض کرتا ہوں، ایک ایک دلیل عرض کرتا جاؤں گا، تم دلائل پہ غور کرتے جاؤ، اور بات کو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب اور ظاہر جاننے والا نہیں، لیکن ہمارے معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدر و عزت و مقام اور ادب واحترام نہیں، دیکھ لیجیے، بے شمار ایسے جملے موجود ہیں، جن کو پڑھیں، سنیں اور دیکھیں تو دکھ ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں، اس ملک میں، اللہ تعالیٰ کا ادب واحترام ہی نہیں،

تم نے عام طور پر دیکھا ہوگا، کہ بعض گاڑیوں کے پیچھے، کاروں کے پیچھے لفظ اللہ لکھا

ہوتا ہے، دیکھا ہے نا؟ کئی گاڑیوں کے پیچھے لفظ اللہ لکھا ہوتا ہے، اسم اللہ لکھا ہوتا ہے، دور سے دیکھو، تو ایسے لگتا ہے کہ اسم اللہ لکھا ہوا ہے، قریب جاؤ،

لفظِ اللہ:

اللہ ہے، لفظ اللہ اسم اللہ، اس کا حرف الف اس طرح ڈیزائن کے ساتھ لکھا ہوتا ہے کہ حقیقت میں لکھا ہوتا ہے، محمد ﷺ، آگے لفظ اللہ کے ل کے اندر علی رضی اللہ عنہ لکھا ہوتا ہے، پھر دوسرے ل کے اندر فاطمہ رضی اللہ عنہا لکھا ہوتا ہے، پھر جناب ل کے آخری حصے کے اندر حسن رضی اللہ عنہ لکھا ہوتا ہے، اور ہ کے اندر حسین رضی اللہ عنہ لکھا ہوتا ہے، پنج تن کے نام، لفظ اللہ میں پورے ہوتے ہیں، پیغام کیا دینا چاہتا ہے، کہ پنج تن ملے تو اللہ بنتا ہے، بتلا دیجیے، بتلائیے،!

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کا معنی کیا ہے کیا میں کہہ نہیں سکتا، کہ

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح:۱۳)

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ﴾ (الانعام:۹۱)

تم نے نہیں پہچانا، اللہ تعالیٰ کی قدر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان و مقام کیا ہے، بلکہ ہمارے ملک میں عقیدۂ توحید کی اس قدر نفی کا سلسلہ موجود ہے، نعوذ باللہ، کہ دیکھئے،

اگر میں اس اجتماع میں یہ بات کہہ دوں، کہ سرور کائنات محمد ﷺ رحمت للعالمین ہیں، لیکن آپ ﷺ کے ساتھ موسیٰ کلیم اللہ بھی رحمت للعالمین ہیں، اگر میں کہہ دوں، پیغمبر ﷺ سراج منیر ہیں، لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی سراج منیر ہیں، اگر میں کہہ دوں، پیغمبر ﷺ ساقی کوثر ہیں، لیکن ابراہیم خلیل اللہ بھی ساقی کوثر ہیں،

پورے جڑانوالہ میں حالات خراب ہوجائیں، آگ لگ جائے،

سنیے! جناب ہر چوک و چوراہے میں جلوس ہوں کہ اہل حدیث کے خطیب نے پیغمبر ﷺ کی توہین اور گستاخی کی ہے، میں سوال کرتا ہوں، میں گستاخی کہاں کر بیٹھا ہوں، پیغمبر ﷺ کو رحمت للعالمین کہا ہے، ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو بھی رحمت للعالمین کہا ہے، پیغمبر ﷺ کو سراج منیر کہا ہے، ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سراج منیر کہا ہے، حضرت پیغمبر ﷺ کو ساقی کوثر

کہا ہے، ابراہیم علیہ السلام کو ساقی کوثر کہا ہے۔

کہنے لگے، نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کی توہین ہے،

میں سوال کرتا ہوں، توہین کیوں ہے؟ کہنے لگے، اس طرح توہین بنتی ہے، کہ پیغمبر ﷺ رحمت للعالمین ہے، یہ شان پیغمبر ﷺ کی بنتی ہے، اور کسی پیغمبر علیہ السلام کو یہ شان حاصل نہیں، آپ نے پیغمبر ﷺ کی شان کسی اور پیغمبر علیہ السلام کو کیوں دی ہے؟

پیغمبر ﷺ سراج منیر ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نہیں، آپ نے پیغمبر ﷺ کی شان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں دی ہے، پیغمبر ﷺ ساقی کوثر ہیں، ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں، یہ شان آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں دی ہے؟

میں سوال کرتا ہوں، جو شان پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام کو دینے سے پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے؟ کہتے، ہاں ہاں، توہین ہوتی ہے، جو شان پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ موسیٰ کلیم اللہ کو دینے سے پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے؟ کہنے لگے، ہاں توہین ہوتی ہے، جو پیغمبر ﷺ کی شان ہے، وہ خلیل اللہ کو دینے سے توہین ہوتی ہے؟ کہنے لگے، ہاں جو چیز صرف پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ کسی اور نبی کو دینے سے پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔

میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں، میں تمہارے اعتراض کو تسلیم کرتا ہوں، میں تمہاری عقیدت کو تسلیم کرتا ہوں، جو شان پیغمبر ﷺ کی ہے، وہ کسی اور نبی کو دینے سے پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے،

رب تعالیٰ کی توہین:

تو پھر جو شان میرے رب کی ہے، وہ کسی اور ولی کو دینے سے میرے رب کی توہین نہیں ہوتی؟

اگر پیغمبر ﷺ رحمت للعالمین ہیں، کسی اور نبی کو رحمت للعالمین کہیں پیغمبر ﷺ کی توہین ہوتی ہے، پھر ماننا پڑے گا، کہ اللہ تعالیٰ غوث اعظم ہیں، کسی اور کو غوث کہنے سے رب کی توہین ہوتی ہے، رب داتا ہے، کسی اور کو داتا کہنے سے اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے، رب

گنج بخش ہے، کسی اور کو کہنے سے رب کی توہین ہوتی ہے، رب گنج شکر ہے، کسی اور کو کہنے سے رب کی توہین ہوتی ہے، رب غریب نواز ہے، کسی اور کو کہنے سے رب کی توہین ہوتی ہے۔

غیب کون جانتا ہے؟

اہل حدیث کا یہ طرۂ امتیاز ہے، جیسے پیغمبر ﷺ کی عزت و ناموس وحرمت کے لیے غیرت مند ہو، اسی طرح اہل حدیث رب کی توحید کے لیے بھی غیرت مند ہے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

جاگ گئے ہو؟ پکی بات ہے، اب ہاتھ بلند کرو جو سوئے ہوئے ہو؟

ماشا اللہ، ابھی بھی دس پندرہ ہیں، چلو کوشش کرتا ہوں، میں جگانے کی،

جب جاگ جاؤ گے، تو میں بس کر دوں گا۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

اے میرے محبوب ﷺ اعلان فرما دیجیے، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے،

غیب بھی اللہ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں اور میرے تمہارے ملک میں اللہ کی اس قدر توہین ہے،

نعوذ باللہ اگر کسی سے کہو کہ سنا ہے، نکاح کے آٹھ دس سال بعد اللہ نے بیٹا دیا ہے، جی بزرگوں کا کرم ہے، اچھا بزرگوں کا ہے؟ جی بزرگوں نے مہربانی فرمائی ہے؟ کہتے ہیں جی بزرگوں نے فرمائی ہے، کس نے دیا ہے؟ جی پیروں نے دیا ہے، پیروں نے دیا ہے؟ کہتے ہیں جی، ایک نے یا سب نے؟ سب پیروں نے، یہ تو سب نے دیا ہے، مل جل کر،

اندازہ کیجیے، نہ غیرت رہی نہ عزت رہی، جب اللہ تعالیٰ کا در چھوڑ دیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے ذلیل کرتا ہے، مشرک کو جتنے مرضی دلائل دے دو، مشرک عقل نیچے رکھ کر اوپر بیٹھ جاتا ہے، اسے ذرا بھی سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، یہ کیا ہو رہا ہے،

بھئی اللہ نے آٹھ دس سال بعد بیٹا دیا ہے، جی بزرگوں نے دیا سنا ہے، تمہاری دوکان بہت چلتی ہے،؟ سرکار کا کرم ہے، سنا ہے، اپنی گاڑی لی ہے؟ جی جی، بزرگوں کا کرم ہے، سنا ہے، بہت پیاری کوٹھی بنائی ہے؟ جی بزرگوں کا کرم ہے،

سنا ہے، تمہارے ابو جی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، ٹانگ ٹوٹ گئی ہے؟ جی اللہ کی مرضی ہے، اب اللہ کی مرضی ہوئی ہے، جب ٹانگ ٹوٹی ہے، ورنہ سب کچھ بزرگوں کے کھاتے میں ڈالتے گئے ہیں۔

بَری   بَری   امام   بری

میری   کھوٹی   قسمت   کر   دو   کھری

میں نے کہا کھوٹی قسمت کھری امام بری کرتا ہے؟ کہتے ہیں جی! میں نے کہا، میں تمہارے عقیدہ کو مان لیتا ہوں، اگر تم میرے سوال کا جواب دو؟ کہنے لگے بتلاؤ؟ میں نے کہا، کھوٹی قسمت کھری کون کرتا ہے؟ کہنے لگے، امام بری، میں نے کہا، واقعی قسمت کھوٹی ہو جائے تو امام بری کھری کرتا ہے؟ کہتے ہیں، جی امام بری کرتا ہے، تو میں نے کہا، کھوٹی کون کرتا ہے؟ کھوٹی تو پھر اللہ تعالیٰ ہی ہوگا، اچھا کھوٹی کے لیے اللہ تعالیٰ رہ گیا ہے؟ اور کھری، امام بری کرتا ہے،

سچ فرمایا قرآن پاک نے:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾ (نوح:۱۳)

مشرکو! تمہارے نزدیک اللہ کا بھی کوئی وقار نہیں، اللہ تعالیٰ کی عزت ہی کوئی نہیں،

سنیے!

قرآن پاک کیا اعلان فرماتا ہے، فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اللہ تعالیٰ ہی غیب جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی ظاہر جانتا ہے،

اب غور کرتے جانا، میں دلائل عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہاری دعائیں سننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہاری پکاریں سننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارے حالات جاننے والا نہیں،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

دوسرا مقام:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ (النمل:٦٥)

مشرک کیا جانے کہ اللہ تعالیٰ کا مقام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی عزت ووقار کیا ہے، جس نے رات دن قبروں پر جھکنا ہے، قبر والے سے ڈرنا ہے،

حق والوں کی فتح:

وہ ٹاہلی والی سی ڈی دیکھی ہے نا، وہاں کے مجاور نے کہا کہ جو یہ ٹاہلی کاٹ لے، کرینیں آئیں، ٹوٹ گئیں، بڑے بڑے آئے، جناب، اس ٹاہلی کو کوئی بھی نہ اکھاڑ سکا، جو اکھاڑ لے، میں اہل حدیث بھی ہو جاؤں گا، اہل حدیث اکھیڑ لیں، تو لاکھ روپیہ بھی دوں گا، اور ٹاہلی بھی لے جاؤ،

ان ساتھیوں نے مجھے فون کیا کہ اس طرح معاملہ ہو رہا ہے، تو میں نے کہا، چلے جاؤ، کہنے لگے، کوئی جھگڑا تو نہیں ہوگا، میں نے کہا، اہل حدیثوں کو کیا ہونا ہے، چلے جاؤ، کچھ نہیں ہوتا، ان شاء اللہ! وہ ساتھی چلے گئے، ٹاہلی اکھاڑ لی گئی، اور جب ٹاہلی والی کیسٹ سنو، تو پتہ کیا اعلان ہوتا ہے؟

حضرات، پہلے سب اپنے سامنے نا بابا کے دربار کے سامنے کھڑے ہیں، لائن بنا کر دعا کرتے ہیں، بابا جی، اہل حدیث آ رہے ہیں، اور ہمارا بھی بھرم رکھنا اور اپنا بھی، اب تک پچاس سال نظر و نیاز دیتے رہے، اگر آج کچھ نہ رہا، تو پھر بابا جی نہ ہماری کوئی عزت رہنی ہے

نہ آپ کا یہ مقام رہنا ہے،

بابا جی! مہربانی کر کے، ان سب کی نہ توڑ سکو، تو ایک آدھے کی ٹانگ ضرور توڑنا، بازو توڑ دینا، ٹانگ توڑ دینا، کہتے تھے، جو ٹاہلی سے ایک ٹہنی توڑے گا، بابا ٹانگ توڑ دیتا ہے، یا اس کا ہاتھ توڑ دیتا ہے، میں نے کہا، یہ بزرگ ہے؟ کہنے لگے، جی، یہ اللہ کا ولی ہے؟

کہتے ہیں جی، یہ ٹانگیں توڑتا ہے؟ ولی ٹانگیں توڑتا ہے، میں نے کہا زندہ مسلمان بھی کسی زندہ مسلمان کو تکلیف نہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

مسلمان تو وہ ہوتا ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے،

وہ مجاور کہنے لگا، حضرات یہ بابا پہنچا ہوا ہے، پہنچے ہوئے کی دلیل کیا ہے؟

اس طرح سی ڈی میں بھرا ہوا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بابا جی کی قبر میں سے ایک سانپ نکلا تھا، جس کی قبر میں سے سانپ نکلے، وہ پہنچا ہوا ہوتا ہے؟ تو ڑ پہنچا ہے، ان شاء اللہ،

خیر پھر اعلان ہوا، حضرات!

جو بابا جی کو مانتا ہے، وہ ادھر ہو جائے، جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے، وہ ادھر ہو جائے، بڑی خوشی خوشی گئے، جیسے واقعی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے، ٹھیک ہے جی، بابا والے ادھر آ جائیں، اللہ تعالیٰ والے ادھر آ جائیں، وہ بابا والے ادھر کھڑے ہو گئے، اور اللہ والے ادھر کھڑے ہو گئے، تو میں نے کہا، اب میں درمیان میں ہوں، اور تم سب پھو،

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یٰس:۵۹)

یہ قیامت کو نظر آنے والا منظر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی دکھا دیا ہے، اللہ والے ادھر ہیں اور بابا والے ادھر کھڑے ہیں،

پھر کہنے لگے، دو گھنٹے میں ٹاہلی کاٹ لو، پتہ تھا سو سال پرانی ہے، دو گھنٹوں میں کون کاٹے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی، دو گھنٹوں سے پہلے ہی چند منٹوں میں اہل حدیثوں نے کاٹ کر ٹرالی میں ڈال دی، اب پریشان ہو کر لاکھ روپیہ بھی دے دیا،

جس مدرسہ میں ٹاہلی پڑی ہے، وہاں پھر جلسہ بھی تھا، ٹاہلی کاٹنے کے چند دن بعد اس ٹاہلی والے واقعہ کے متصل چند ہفتوں بعد جلسہ تھا، میں گیا، تو میں نے کہا، لاکھ روپیہ دے کر ٹاہلی کٹوائی ہے، لاکھ روپیہ دے کر، میں نے کہا، آگے سے ریٹ ڈاؤن کر دیتے ہیں، جس قبر سے ٹاہلی کٹوالو، پچیس پچیس ہزار ہے،

یہ تو لاکھ میں اکھیڑی ہے، نا، آگے ان شاء اللہ! ساری کاٹ دیتے ہیں، پچیس پچیس ہزار میں، اگر حکومت کو سنبھال لو، ہم بابوں کی قبریں بھی سنت کے مطابق کر دیں گے، بابا نے پھر بھی ہمیں کچھ نہیں کہنا، کہنے لگے، بڑی حیرانگی کی بات ہے؟ میں نے کہا، بتاؤ، ہم ٹہنی توڑتے تھے، بابا ٹانگیں توڑ دیتا تھا، ہاتھ توڑ دیتا تھا، آپ کو بابا نے کچھ نہیں کہا؟

اور میں نے کہا، ہم بابا سے مشورہ لے کر گئے تھے، ہم نے قبر میں بابا سے رابطہ کیا تھا، زندہ تھا، اب مرا تو کہہ نہیں سکتا تھا، کملا تو کیا کر رہا ہے؟ کہنے لگے ہے تو زندہ، میں نے کہا، ہم نے بابا سے پوچھا تھا، بابا جی، آپ نے سوکھی ہوئی ٹاہلی کیا کرنی ہے؟ یہ کسی کام کی نہیں ہے، آپ نے اسے کیا کرنا ہے؟

یہ آگ جلانے کے کام آ سکتی ہے، اور آپ کی قبر تو جنت کا باغیچہ ہے، وہاں تو آگ کی کوئی ضرورت ہی نہیں، اگر جنت کا باغیچہ نہیں تو جہنم کا گڑھا ہے، اور وہاں تو آگ کی کمی نہیں، اگر آپ کی قبر جنت کا باغ ہے، تو آگ کی ضرورت نہیں، اگر جہنم کا گڑھا ہے، تو ان شاء اللہ، آگ کی کمی نہیں، تو آپ نے یہ کیا کرنی ہے، ٹاہلی ہمیں دے دو، غریبوں کو لاکھ روپیہ بھی مل رہا ہے، ساتھ ٹاہلی بھی مل رہی ہے، تو دے دو،

بابا جی نے فرمایا، ہل حدیثو! کوئی شک نہیں، کوئی اختلاف نہیں، تم آ جاؤ، ٹاہلی لے جاؤ، تمہیں پتہ ہے، پہلے لوگ آئے تھے، میں ٹانگیں توڑ دیتا تھا، ہاتھ توڑ دیتا تھا، تم آ جاؤ، ساری ٹاہلی کاٹ کر لے جاؤ، مجھے کوئی اعتراض نہیں،

لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی مشرک نہیں آئے گا، اگر آئے گا، تو میں ٹانگیں توڑ دوں گا، ہم نے کہا، بابا جی، ان شاء اللہ! کوئی نہیں آئے گا، ہم خود ہی آئیں گے، ہم

گئے، پھر ٹاہلی کاٹ لی،

کہتے ہیں اتنی جلدی کیسے کاٹی ہے؟ میں نے کہا، نیچے سے بابا نے دھکا لگایا، اوپر سے ہم نے کھینچ کر باہر پھینک دی، اب خوش ہو، پھر تم کہو نا کہ بابا ہم سے راضی ہے، بابا جی نے نیچے سے ہاتھ مارا ہے، بابا جی نے خوشی سے ہمیں ٹاہلی دے دی ہے،

مردہ اور زندہ برابر نہیں:

یہ مان لو، اگر یہ نہیں مانتے، پھر دوسری صورت ماننی پڑے گی، کہتے ہیں کون سی؟ میں نے کہا،

﴿وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ.....﴾

﴿وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۝ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ۝ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ۝ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (فاطر:١٩-٢٢)

دو صورتیں ہیں، یا یہ مان لو کہ مردہ اور زندہ برابر نہیں، کوئی سننے والا نہیں، کوئی دیکھنے والا نہیں، یا یہ مان لو، بابا ہم سے راضی ہے، اب دو صورتوں میں سے جو بھی مان لو، ان شاء اللہ، ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے، جو چیز بھی مان لو،

کہنے لگے، نہیں ہمارے بزرگ بیچ میں زندہ رہتے ہیں، ہماری پکار سنتے ہیں، ہمارے حالات سے واقف ہیں، ان کو پتہ ہوتا ہے کہ قبر پہ کون آیا ہے، مرد آیا ہے، عورت آئی ہے، اس لیے اندر پڑے ہیں، کہنے لگے، ان کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ مرد آیا ہے یا عورت آئی ہے، سب کچھ بزرگوں کو پتہ ہوتا ہے،

اچھا سب پتہ ہوتا ہے؟ کہنے لگے، جی، میں نے کہا، تجربہ نہ کریں؟ کہتے کیسے؟ میں نے کہا، زندہ بزرگ دے دو، جو ابھی مرا نہ ہو، دنیا کی زندگی میں زندہ ہو اور وہ بزرگ دیں، جو پہنچا ہوا ہو، کہتے ہیں کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا، تجربہ کرنا ہے؟ کہتے ہیں کیا کرو گے؟

میں نے کہا، اس کو دفنائیں گے، نہلا دھلا کر کفن پہنا کر زندہ کو قبر کھود کر، اس کو اندر ڈال دیں گے، اور سلیپ رکھ کر، مٹی ڈال کر، دعا کر کے، دس گھنٹوں بعد، دوبارہ قبر کھود کر، باہر نکال کر، تمہیں واپس کر دیں گے،

کہنے لگے وہ تو مر جائے گا، اچھا زندہ بزرگ قبر میں دفن کریں تو وہ مر جاتا ہے؟ کہتے جی، اگر مرا ہوا دفن کریں تو؟ میں نے کہا، ہمیں پھر کسی پاگل خانے میں داخل کروا دو، زندہ دفن کریں، قبر میں تو، وہ مر جاتا ہے؟ کہتے ہیں جی مر جاتا ہے، اگر مرا دفن کریں، تو وہ زندہ ہو جاتا ہے،

میں نے کہا، پھر تمہارا علاج پاگل خانہ ہی ہے، اور کوئی نہیں، ان شاء اللہ! اگر زندہ وہاں مر جاتا ہے، تو مرا بھی زندہ ہو سکتا ہے؟

سچ فرمایا ہے، قرآن پاک نے،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

غیب بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ظاہر بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں، میں نے دعویٰ کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے غائب نہیں جانتے، دلیل موجود ہے،

ملائکہ سے سوال الٰہی:

قرآن مجید نے کیا فرمایا ہے؟ سارے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

﴿اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ﴾ (البقرة:٣١)

اے میرے فرشتو! ان چیزوں کے نام بتاؤ، فرشتے کیا کہتے ہیں؟

﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ﴾ (البقرة:٣٢)

اے اللہ جی! ہمارے علم میں نہیں،

لہٰذا غور کیجیے، جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، کہ سب فرشتے کہتے ہیں، اللہ جی! ہمارے

علم میں نہیں، قرآنی نص سے ثابت ہوا کہ فرشتے غیب نہیں جانتے،

جنات غیب نہیں جانتے:

آیئے، میں نے دوسرا دعویٰ کیا ہے، جنات بھی غائب نہیں جانتے، جو کہتا ہے، میرے پاس مؤکل ہیں، میرے پاس جنات ہیں، میں چوری ڈھونڈ لیتا ہوں، جھوٹ بولتا ہے، بکواس کرتا ہے، کسی کے پاس کوئی مؤکل نہیں، جنات، اگر کسی کے پاس مؤکل ہوں، دعویٰ کرے کہ وہ غائب جانتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے،

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس رہنے والے جنات، ان کے تابع جنات، ان کے مؤکل جنات، آج کی زبان میں، سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جنات بیت المقدس تعمیر کر رہے ہیں، سلیمان علیہ السلام کو موت آ گئی ہے، آپ علیہ السلام کو موت آئی، کافی عرصہ بیت گیا ہے، آخر زمین لگی ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی مبارک کو،

سنیئے!

جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کی میت پاک وجود پاک زمین پر کافی عرصہ رہا ہے، کیڑا جو ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی میت پاک کے پاس نہیں آیا، کیوں؟ یہ اہل حدیث کا عقیدہ ہے، کہ نبی کا جسم محفوظ رہتا ہے، نبی کا جسم معصوم رہتا ہے، محفوظ رہتا ہے، جسم پیغمبر علیہ السلام کے قریب دیمک نہ آئی، بلکہ لاٹھی کے قریب آئی ہے، لاٹھی کو کھایا ہے، لاٹھی ٹوٹی ہے، سلیمان علیہ السلام کا وجود اطہر میت پاک زمین پہ آئی ہے،

جب جنات نے دیکھا کہ سلیمان کی میت پاک زمین پر آ گئی ہے،

تو جب دیکھا تو کیا کہتے ہیں؟

﴿اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ﴾ (السباء:١٤)

ہائے کاش! ہم غیب جانتے ہوتے، ہمیں غیب ہوتا، ہم اتنی دیر عذاب میں تکلیف میں، مشقت میں نہ رہتے، یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہوگئی، کہ جنات بھی غیب جانتے؟

جنات بھی غیب نہیں جانتے!

واقعہ علم غیب کے دعویٰ دار کا:

ہمارے علاقے میں ایک عورت ہے، وہ غیب بتاتی ہے، ہمارے علاقے میں ایک عورت ہے، کوئی چوری ہو جائے، تو لوگ اس کے پاس جاتے ہیں، بوڑھی سی عورت ہے، ملنگنی سی، قلندری سی، اس سے پوچھتے ہیں، کہ بتاؤ، چوری کس نے کی ہے،

ایک بندے کی چوری ہوگئی، وہ کسی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا، وہ اسے کہتا، یار چلو، اس کے پاس، اس نے کہا نہیں، میرا ذہن نہیں مانتا، اس نے کہا، چلو تو سہی، تم اہل حدیثوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو، تمہارا تو عقیدہ خراب ہوا ہے، تمہیں لے کر جاتا ہوں، چوری مل جائے گی، وہ وہاں چلے گئے، جب جا کر بیٹھے، وہ حساب کتاب کرنے لگی،

پیچھے سے اس عورت کی، اس بوڑھی کی اور ملنگنی کی نواسی آ کر کہتی ہے، اماں جی! وہ چارہ کاٹنا ہے، درانتی کہاں ہے، وہ حساب کر رہی تھی، اس نے کہا، کمرے میں کہیں ہوگی، دیکھ لو، مجھے پریشان نہ کرو، میں حساب کتاب میں ہوں، وہ پھر دو چار، دس منٹوں بعد آئی، کہنے لگی، اماں جی، وہ درانتی نہیں ملی، کہاں رکھی ہے، کہنے لگی، مجھے کیا پتہ ہے، کہاں ہے،

جو حساب کروانے گئے، انہوں نے کہا، چلو چلیں، اس نے کہا، کیوں؟ انہوں نے کہا، جس کو اپنی درانتی کا نہیں پتہ، جس کو اپنی گھر کی درانتی کا نہیں پتہ، اسے ہماری چوری کا کیسے پتہ چل سکتا ہے،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اور ہمارے سرگودھا میں مشہور گدی ہے، پیر سیال لجپال کی، کہتے ہیں، لجپال ہے، پیر سیال، اتفاق سے وہ فوت ہوا، حادثات کی موت ہوئی، کسی کو بھی آ سکتی ہے، حادثات کی موت آئی، بزرگ جا رہے تھے، کار پر، کار ٹرک کے نیچے آ گئی، فوت ہو گئے، اور سامنے لکھا ہے، پیر سیال لجپال، ٹرک کی باڈی پہ اور نیچے پیر صاحب خود آ گئے، فوت ہو گئے،

اور کہنے لگے، بزرگ سب کچھ جانتے ہیں، میں نے کہا، اگر غائب جانتے تھے؟ پھر بھی

ٹرک کے نیچے خود گئے ہیں، جان بوجھ کر؟ کہنے لگے، نہیں، میں نے کہا، شہید ہوئے ہیں؟ حادثاتی موت شہادت ہے، میں نے کہا، اگر جان بوجھ کر جائیں تو پھر خودکش حملہ ہے، جان بوجھ کر نیچے جائیں، تو شہادت نہیں خودکشی ہے، اور اگر حادثاتی ہے، تو پھر شہادت ہے،

اب میں نے کہا، فیصلہ کرو، پیر صاحب جان بوجھ کر ٹرک کے نیچے گئے ہیں، تو خودکشی ہے، اگر پیر کی عزت بچانا چاہتے ہو، تو اب مانو، کہتے ہیں کیا؟ میں نے کہا،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں، میں نے دعویٰ کیا ہے، کہ فرشتے غائب نہیں جانتے، دلیل قرآن پاک میں سے آ چکی ہے، جنات غائب نہیں جانتے، دلیل قرآن پاک میں سے آ چکی ہے،

اہل بیت غیب نہیں جانتے:

میرے دعویٰ پر غور کیجیے کہ اللہ کے ولی غائب نہیں جانتے، اہل بیت اصحاب مصطفیٰ ﷺ غائب نہیں جانتے، اگر ایسے سمجھ نہیں آئی تو آسان ترین لفظوں میں سمجھاتا ہوں، جائیے، پوچھیے، علماء سے،

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، جنت کے نوجوانو کے سردار ہیں، میرے محبوب ﷺ نے عظمت بیان فرمائی ہے، یہ میرا بیٹا سیّد ہے، دو جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان بیان فرمائی،

پوچھیے، علمائے کرام سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ طبعی موت فوت ہوئے ہیں، یا پھر دنیا سے شہادت کی موت پا گئے، سب کہیں گے، اہل حدیث کا بھی عقیدہ ہے، باسند سے بھی ثابت ہے، کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا ہے، زہر کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، شیعہ کا بھی عقیدہ ہے کہ زہر دیا گیا، زہر کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں، بریلوی علماء کا بھی عقیدہ ہے، زہر دیا گیا ہے، دیوبند علماء کا عقیدہ ہے، زہر دیا گیا ہے،

اہل حدیث کہتے ہیں، زہر دیا گیا ہے، چاروں مکاتب فکر کا عقیدہ ہے، زہر دیا گیا ہے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، زہر کیوں پیا، میرے حسن رضی اللہ عنہ نے؟ کوئی ہے، ہال میں ہر باشعور بندہ غور کرے، کہ میرے حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟ کہنے لگے، کھانے میں ملایا گیا ہے، میرا سوال ہے، میرے حسن رضی اللہ عنہ کو کس نے کھانے میں زہر ملا کر دیا ہے، میرے حسن رضی اللہ عنہ زہر آلود کھانا کیوں کھایا؟ اگر عالم الغیب ہیں، تو پھر کھایا کیوں؟

شہادت نہیں بنتی، جناب جان بوجھ کر کوئی کھائے، خودکشی بنتی ہے، مقام حسن رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گا، عزت حسن رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گی، شان حسن رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گی، مقام حسین رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گا، مقام اہل بیت، حرمت اہل بیت، محفوظ نہیں رہے گی،

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقام، شان، عزت، فطرت، محفوظ نہیں رہے گی، اب تم فیصلہ کرو، اگر جان بوجھ کر زہر پیا ہے، تو شہادت نہیں، مقام نہیں، جناب عزت نہیں، یہ خودکشی بنتی ہے، اگر خودکشی کرے، نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت محفوظ نہیں رہتی،

اب تمہارے فہم پر چھوڑنا چاہتا ہوں، فیصلہ کرو، جان بوجھ کر زہر پیا ہے، یا جان بوجھ کر زہر کھایا ہے، تو شہادت نہیں، شہادت کب بنتی ہے، جب عقیدہ ہو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غائب جاننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر جاننے والا نہیں،

اب اگلی بات پر غور فرمائیے! میں نے دعویٰ کیا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پہلے اہل بیت پہ دلیل آ چکی ہے، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی عالم الغیب نہیں،

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے:

پوچھئے! میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیسے شہید ہوئے؟

کہنے لگے، میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ، یہ ابولؤلؤ فیروز نامی شخص نے حملہ کیا، میں نے کہا، کیسے حملہ کیا ہے؟ کہتے ہیں خنجر مارے، میں نے کہا، کہاں چھپ کر مارے ہیں؟ کہنے لگے،

پیچھے نماز میں صف کے پیچھے کھڑا ہو گیا، تھا، یا منبر کے پیچھے چھپ گیا تھا، میں نے کہا، میرے عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا، عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا، علی رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا؟

اس فجر کی نماز میں عبدالرحمٰن بن عوف مسجد میں، ابو اویس ابن جراح، مسجد میں، جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں، میرا عثمان رضی اللہ عنہ، مسجد میں، میرا حسن رضی اللہ عنہ مسجد میں، میرا حسین رضی اللہ عنہ مسجد میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں،

قاتل عمر رضی اللہ عنہ کا پیچھے چھپ کر نماز پڑھ رہا ہے، یا منبر کے پیچھے ہے، تم بتاؤ، جان بوجھ کر ساتھی ساتھ ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا، جان بوجھ کر اصحاب رضی اللہ عنہم نے حملہ کروایا، جان بوجھ کر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے نعوذ باللہ ان کے خلاف واردات کروائی، اصحاب رضی اللہ عنہم کی عزت محفوظ نہیں رہے گی، شان محفوظ نہیں رہے گی، مقام عثمان رضی اللہ عنہ، مقام علی رضی اللہ عنہ، مقام حسن رضی اللہ عنہ، مقام حسین رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گا،

امی عائشہ رضی اللہ عنہا حجرہ مبارکہ میں تھیں، پتہ تھا، عالم الغیب، حاضر و ناظر تھیں، مقام حسن رضی اللہ عنہ محفوظ نہیں رہے گا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج زندہ تھیں، اور غائب تھیں، حاضر و ناظر تھیں، پتہ تھا، آج واردات ہونے والی ہے، مدینہ پاک میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا، پتہ تھا، عمر رضی اللہ عنہ پر آج حملہ ہو گا؟

جان بوجھ کر شہید ہوئے یا جان بوجھ کر حملہ کروایا، یہ مانو گے، تو نہ عزت رہے گی، نہ حرمت رہے گی، نہ مقام صحابیت رضی اللہ عنہم رہے گی، نہ شان رہے گی، نہ شہادت رہے گی، فیصلہ تم پر چھوڑنا چاہتا ہوں، یہ اگر نہیں مانتے، تو پھر یہ مان لو کہ

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

میرے دعویٰ پر غور کیجیے!

کوئی پیغمبر غائب؟ کوئی پیغمبر غائب نہیں جانتا۔

میں نے دعویٰ کیا ہے، فرشتے غائب نہیں جانتے، قرآن پاک سے دلیل آئی ہے،

جنات غائب نہیں جانتے، قرآن پاک سے دلیل آئی ہے، اہل بیت غائب نہیں جانتے، دلیل حدیث پاک سے آئی ہے، میرے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اصحاب مصطفیٰ رضی اللہ عنہم غائب نہیں جانتے، حدیث پاک سے دلیل آئی ہے،

اب آگے غور کیجیے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غائب نہیں جانتے، یہ میرا دعویٰ ہے، میں قرآن پاک سے دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں،

انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے:

سارے انبیاء کے بارے میں مجموعی طور پر قرآن پاک نے فرمایا ہے،

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾

(المائدہ:۱۰۹)

جی ہمارے علم میں نہیں ہے، اگر ایسے سمجھ نہیں آتی، میں قرآن پاک سے ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں،

قرآن پاک میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا، میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں، یہ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فرمایا، بیٹے، میں نے تمہیں خواب میں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، جی ابا جی، جو حکم ہو چکے، وہ کر گزرو،

حضرت ابراہیم علیہ السلام تیار ہو گئے، اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کرنے کے لیے اسماعیل علیہ السلام تیار ہو گئے ذبح ہونے کے لیے، چھری پکڑ لی، باپ اور بیٹا منیٰ کی طرف آئے، منیٰ کے میدان میں،

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ (الصافات:۱۰۳)

جبیں کی طرف حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹ گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اوپر چھری رکھ کر بیٹھ گئے، میں سوال کرتا ہوں، کیا حضرت ابراہم علیہ السلام کو پتہ تھا، میرا بیٹا ذبح نہیں ہوگا، اسماعیل علیہ السلام کو پتہ تھا، میں آج ذبح نہیں ہوں گا، اگر پتہ ہو، تو قربانی کیسی؟ اگر پتہ ہو تو آزمائش کوئی نہیں، اگر پتہ ہو تو امتحان نہیں، اگر علم میں ہو تو پھر قربانی نہیں بنتی، نعوذ باللہ! نہ شان نبوت، نہ

مقام نبوت، نہ عظمت نبوت، محفوظ رہے گی، اگر ابراہیم علیہ السلام کو پتہ ہو کہ ویسے چھری رکھنی ہے، ذبح دنبہ ہو گا، چھری رکھنی ہے، بیٹا ذبح نہیں ہونا، قربانی نہیں بنتی، آزمائش نہیں بنتی، امتحان نہیں بنتا، کامیابی نہیں ہوتی، اگر پتہ ہو کہ یہ جناب ذبح نہیں ہونا، آزمائش قربانی نہیں، قربانی کب بنتی ہے، جب عقیدہ ہو، کہ

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

سنیئے!

قرآنی دلائل پر غور کیجیے!

یہ قرآن سے ثابت ہوگیا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غائب نہیں جانتے، ایک اور بات سننا، قرآن پاک میں سورۂ یوسف میں ذلیخہ نے یوسف علیہ السلام کو آواز دی ہے، اے یوسف علیہ السلام! ذرا اندر آجاؤ، یوسف علیہ السلام چلے گئے، وہ دروازے بند کرتی گئی، جب آخری کمرے میں گئی،

﴿وَ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ (یوسف:٢٣)

اس نے گناہ کی دعوت دی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں ، یوسف علیہ السلام عالم الغیب ہے، حاظر و ناظر ہے، یوسف علیہ السلام کو پتہ ہے کہ یہ اندر جا کر زنا کی، گناہ کی دعوت دے گی، میں پوچھنا چاہتا ہوں، یوسف علیہ السلام چل کر گیا کیوں؟ حل کیجیے، کیوں گئے؟

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے،

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گناہ والی جگہ اور جہاں گناہ کی دعوت ملتی ہو، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ادھر چل کر نہیں جاتا، کیوں گئے؟ پتہ تھا؟ کہ دعوت گناہ دے گی، جان بوجھ کر گئے؟ تو یوسف علیہ السلام کی شان بچا کر دکھاؤ،

یا یہ مان لو کہ

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحشر: ٢٢)

لوگو! اللہ تعالیٰ کے وقار کو پہچانو، اللہ تعالیٰ کی عزت کو پہچانو،

اہلحدیثو توحید کو پھیلاؤ:

اہل حدیثو! اپنی زندگی کی اہمیت مان لو، تمہاری زندگی کا مقصد تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے، تمہارا مسلک، تمہاری جماعت، تمہاری مساجد، تمہارے مدارس اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو عام کیا جائے، پیغمبر ﷺ کی سنت کو عام کیا جائے،

ان شاء اللہ یہ وقت آ گیا ہے، میری جماعت کے علماء میری جماعت کے قائدین میرے جماعت میرے مسلک کے موحد خطباء رات دن ایک کیے ہوئے، رات دن کے سفر رات دن کی تھکاوٹ، سب کچھ برداشت ہے، لیکن رب کی توحید کے خلاف جناب ایک جملہ ایک قول، ایک بات سننا گوارہ نہیں ہے۔

حقانیت مسلک اہل حدیث:

وقت آئے گا، ضرور آئے گا، ہماری زندگی میں آئے یا نہ آئے، ہماری موت کے بعد آئے، وقت آئے گا، غیر اللہ کے آستانے ختم ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی توحید غالب آ کر رہے گی، ان شاء اللہ، وقت آنا ہے، ان شاء اللہ، ایسے آنا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرنا ہے، اونچی قبر ایک بھی نہیں رہنے دینی، وقت آئے گا، یہاں حال کیا ہے؟

لاہور سے اللہ کی رحمت سے کتاب چھپی، اس کتاب کا نام ہے، راہ روشن یا رسول اللہ ﷺ! علی ہجویری کے دربار پہ ۲۰۱۰ میں یکم جولائی کو دھماکہ ہوا تھا اور کئی بندے مارے گئے، اس کتاب کا رائٹر مصنف منیر احمد سیال ہے،

ایک کہنے لگا، یکم جولائی ۲۰۱۰ کی شام کو میں گیا، بابا جی کے مزار کا منظر دیکھنے، پہلے بہت رونقیں ہوتی تھیں، کل دھماکہ ہوا ہے، چلو، بابا جی کی تعزیت بھی ہو جائے، کہنے لگا، جب میں دربار پہ گیا، بڑا افسردہ ماحول، کیا ہوا؟ کہتے ہیں، میں مغرب کے بعد دربار پہ کھڑا تھا، سناٹا چھایا اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ بابا جی قبر میں سے باہر آ گئے، قربان جاؤں، مصنف سے، میں نے کہا، سنگ مرمر نہیں لگا تھا؟

کہنے لگا ہاں، میں نے کہا، وہ ٹوٹا ہے؟ کہتے نہیں، قبر میں کوئی سوراخ ہوا ہے دروازہ کھلا ہے؟ کہتے نہیں، اچھا بابا جی کس طرف سے باہر آئے، کہتے اتنی عقل ہوتی تو اہل حدیث نہ ہوتے، بابا جی، باہر آ گئے، پھر کیا ہوا؟ کہتے ہیں، میں بڑا افسردہ کھڑا ہوں، بابا جی نے فرمایا، پنجابی میں ایک جملہ لکھا ہے، کتاب میں،

بابا جی نے فرمایا، اے منیر احمد سیال، کیوں پریشان کھلوتے او؟ کہنے لگے، بابا جی! تواڈے نال وی ہوگئی اے، تعزیت کرنے آیا ہو کہ لوگوں کے ساتھ ہونی تھی، آپ کے ساتھ بھی ہوگئی ہے، اب اہل حدیث کہتے تھے، اگر مشکل کشاء حاجت روا داتا ہوتے تو یہ حملہ نہ ہوتا، اس کا رب، جواب دیتا، بس اہل حدیثوں کا منہ بند کرنا ہے،

بات کرنی ہے، چاہے جیسی بھی ہو، بابا جی تواڈے نال وہ ہوگئی، بابا جی نے فرمایا، جا منیر احمد سیال اعلان کر دے، اہل حدیثوں کو بتا دو، یہ دھماکہ میں نے خود کروایا ہے، بابا جی نے فرمایا، میں نے خود کروایا ہے، بابا جی نے فرمایا، میں نے خود کروایا ہے، پورے ملک میں جہاں بھی ہو رہے ہیں، میں کروا رہا ہوں، جس دربار پہ ہو رہا ہے، میں کروا رہا ہوں،

بابا جی! آپ کیوں؟ فرمانے لگے، آج کل منافق دربار وں پر آتے تھے، میں نے کہا، منافق بھاگ جائیں، اور عاشق پکے ہو جائیں، میں نے خود کروایا ہے، ڈھونڈتے تھے، کہ دھماکہ کس نے کروایا ہے، اس نے خود ہی بتا دیا ہے، کہ میں نے کروایا ہے، بابا جی نے خود ہی کروایا ہے، سیکورٹی چھوڑو، بابا جی نے خود سب کچھ کروایا ہے،

اہل حدیثو!

جب رات کو چارپائی پہ لیٹے ہو، خاص کر اس وقت جب آسمان کی طرف چہرہ کر کے لیٹے ہوئے ہو، سوچا کرو، اس کا شکر ادا کیا کرو، کہ اللہ تیری رحمت ہے، جس نے عقیدۂ توحید عطا کیا ہے، جس نے مصطفیٰ ﷺ کی سنت عطا فرمائی ہے اور لوگوں کو تو میں نے جانوروں کے نیچے سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے،

کہاں عقیدہ توحید، کہاں انسان، کہاں گھوڑا، کہاں انسان اور کہاں عقل انسان کی،

گھوڑے کے نیچے سے، اوپر گھوڑا ہے، نیچے سے انسان گزر رہا ہے،

فضیلت انسان:

کون سا انسان؟

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ O وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ O وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ O لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (التین:١۔٤)

انسان جانور کے نیچے سے گزرتا ہے،

کون سا انسان؟

﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ O الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ O فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ﴾ (الانفطار:٦۔٨)

کون سا انسان؟

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ O ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ O ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ (مومنون:١٣، ١٥)

سنیئے! انبیاء علیہم السلام غائب نہیں جانتے، ایک محترم اعتراض کرتا ہے، کہ نبی کا معنی کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا نبی کا معنی ہوتا ہے، خبر دینے والا، کہنے لگا، کون سی خبر؟ جو امت کو نہیں پتہ ہوتا، وہ خبر دینے والا، کہنے لگا، اس کا مطلب ہے، نبی غائب کی خبر دینے والا ہے،

میں نے کہا، نہیں اللہ کے بندے، واقعی کوئی شک نہیں، کہ نبی کا معنی خبر دینے والا ہوتا ہے، لیکن کون سی خبر دینے والا، جس کا امت کو پتہ نہ ہو، پیغمبر وہ امت کو بیان کرتا ہے، کہنے لگا، پھر پیغمبر غائب جانتا ہے، میں نے کہا، غائب نہیں جانتا، کہنے لگا، پھر خبر کیسے دیتا ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بغیر نہیں بولتے:

میں نے کہا، قرآن پاک نے تمہارے اعتراض کو حل کیا ہے، فرمایا،

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی O مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی O وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (النجم:۱۔۴)

میرے پیغمبر! اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر نہیں بولتے، جب آسمان سے وحی آ جائے، پہلے علم غائب ہی رہتا ہے؟ پھر غائب نہیں رہتا،

محبوب! آپ ﷺ پر وحی آتی ہے، جبرائیل کیوں کہتا ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ ﷺ عالم الغیب ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کیوں کہتا، جبرائیل علیہ السلام! اس لیے ہی کہتا ہے، کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں، آپ حاضر و ناظر نہیں، آپ ﷺ عالم الغیب نہیں،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

میرا دعویٰ سیرت کا اونچا پہلو ہے، سب سے بلند بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، کہ امام الانبیاء جناب محمد ﷺ غائب نہیں جانتے،

آیئے، دعویٰ میں نے خاص کیا ہے، میں خاص دلیل دے رہا ہوں، اللہ کی رحمت سے اور یہی اصول ہے، محدثین کا دعویٰ خاص ہوتا ہے، دلیل خاص ہوتی ہے،

دعویٰ فرشتوں کا ہے، دلیل فرشتوں کی دی ہے، دعویٰ جنات کا ہے، دلیل جنات کی آئی ہے، دعویٰ اہل بیت کا ہے، دلیل اہل بیت سے آئی، دعویٰ سابقہ رسول علیہ السلام کا تھا، دلیل سابقہ رسول علیہ السلام کی آئی، دعویٰ انبیاء کا ہے، اور دعویٰ خاص ہے، دلیل خاص ہے،

اب دعویٰ ہے، امام الانبیاء جناب محمد ﷺ غائب نہیں جانتے، آپ ﷺ ظاہر بھی نہیں جانتے، آپ ﷺ غائب بھی نہیں جانتے، یہ میرا دعویٰ ہے، جیسے دعویٰ ویسے دلیل، اونچی دلیل، کہاں لکھا ہے کہ نبی ﷺ غائب نہیں جانتے، امام الانبیاء ﷺ غائب نہیں جانتے، دعویٰ خاص ہے، دلیل خاص ہونی چاہیے،

رسول اللہ ﷺ علم غیب نہیں جانتے:

قرآن پاک کا ساتواں پارہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

(الانعام:۵۰)

بچہ بھی سمجھے،

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

اَن پڑھ اور پڑھا لکھا بھی جانے،

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

محبوب ﷺ اعلان فرماؤ، میں غائب نہیں جانتا، میں محمد رسول اللہ ﷺ غائب نہیں جانتا،

﴿لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾

دوسرا مقام:

اگر آپ ﷺ غیب جانتے ہوتے تو؟

﴿وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ (الاعراف:۱۸۸)

اگر میں غائب جانتا ہوتا، اگر میں غائب جانتا ہوتا، تو طائف کی وادیوں میں، میں زخمی نہ ہوتا،

﴿لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف:۱۸۸)

اگر میں غائب جانتا ہوتا، مجھے تکلیفیں اور مصیبتیں نہ آتیں، سنو، میرے محبوب ﷺ غائب نہیں جانتے، تم عالم الغیب اس لیے سمجھتے ہو، کہ نبی ﷺ کی شان بڑھ جاتی ہے، تم کہتے ہو کہ نبی ﷺ کی شان بیان کر رہا ہوں، میں کہتا ہوں، جو نبی ﷺ کو عالم الغیب سمجھتا ہے، وہ نبی پاک ﷺ کی توہین کرتا ہے، نبی پاک ﷺ کی تنقیص کرتا ہے، وہ نبی پاک ﷺ کی شان کم کر دیتا ہے،

بڑھاتا نہیں، کیسے؟ جایئے جناب پوچھیئے علمائے کرام سے،

واقعہ افک:

اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور ہے، سورۂ نور کب نازل ہوئی؟ سارے علماء فرمائیں گے، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت و طہارت میں نازل ہوئی کہنے لگے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگ گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت، پاکیزگی، بیان کرنے کے لیے سورۂ نور نازل ہوئی، میں سوال کرتا ہوں، الزام کیوں لگا؟

کہنے لگے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، روایت بخاری میں ہے، اماں جی فرماتی ہیں، میں حاجت کے لیے گئی، پیچھے اندھیرا تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہوگئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر چلے گئے ہیں، پیچھے اکیلی رہ گئی، ایک صحابی کو، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے، کہ رات کے اندھیرے میں اگر یہاں کوئی چیز رہ جائے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت پاک تھی، چھوڑ جاتے تھے، صبح لے کر آ جانا، حضرت صفوان رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے، فرمایا، میں گیا، دیکھا، کوئی بندہ زمین پر لیٹا ہے، دیکھا، آواز دی، کون؟ فرمایا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا! اماں جی آپ رضی اللہ عنہا کیسے رہ گئیں، فرمایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہے کہ میں اونٹ پر سوار ہوں، جبکہ میں سوار نہیں تھی،

او اللہ کے بندو سنو!

اس گئے گزرے دور میں گیا گزرہ بندہ بھی اپنی بیوی کو اکیلا جنگل میں چھوڑ کر نہیں آتا، میں سوال کرتا ہوں، یا پھر مانیے کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جان بوجھ کر جنگل میں چھوڑ کر آئے، تاکہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا پہ الزام لگے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا پریشان ہوں، صدیق رضی اللہ عنہ روئیں، ام رومان رضی اللہ عنہا روئیں، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوں۔

بتاؤ، ساتویں آسمان سے وحی نہیں آئی، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہوگیا، اس طرح ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئیں، کمزور ہوگئیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم روتے رہے اور منبر پہ فرماتے رہے، او لوگو! مجھے تنگ نہ کرو، پریشان نہ کرو، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں، میں صفائی دیتا ہوں، ظاہر صفائی میں دیتا ہوں، کہ جس بندے کے بارے میں الزام لگاتے ہو، میرے گھر میں کبھی نہیں

آیا، صدیق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں، ام رومان رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، پورے مدینہ پاک میں کہرام مچا ہوا ہے، ہر صحابی رضی اللہ عنہ پریشان ہے،

اب تمہارے ضمیر پہ تمہارے عقیدہ پہ تمہاری سوچ پہ تمہاری فکر پہ بات چھوڑنا چاہتا ہوں، انصاف تم پر عدل، تم پر انصاف کی بھیک مانگتے ہوئے بات کہنا چاہتا ہوں،

یا منافق نے کہا کہ مصطفیٰ ﷺ جان بوجھ کر چھوڑ کے آئے، مقام نبوت تب بچتا ہے، اگر عقیدہ ہو کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کی وجہ سے پیچھے رہ گئیں،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

نبی ﷺ عالم الغیب نہیں:

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غائب نہیں جانتا، اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس منافق آئے، صحابہ کرام، قراء کرام رضی اللہ عنہم لے گئے، راستے میں شہید کر دیا، ایک مہینہ گزر گیا، محبوب ﷺ کو اطلاع ملی، پہلے پوچھا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو بئر معونہ کی طرف بھیجا تھا، ان کی کوئی خیر خبر آئی؟

جی نہیں یا رسول اللہ ﷺ! اگر یمن سے کوئی آدمی آئے تو مجھ سے ملوانا، ان کے حال و احوال پوچھے جائیں، ابھی باتیں جاری تھیں کہ آسمان سے وحی آ گئی، آنکھوں سے آنسو گر پڑے، وحی کی کیفیت ختم ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا، محبوب ﷺ جی! خیر ہے؟

فرمایا، جن کا انتظار کر رہے تھے کہ کوئی خبر آئے، آسمان سے خبر آ گئی ہے کہ ان کو تو شہید کر دیا گیا ہے،

محبوب ﷺ جی، جب آئے تھے، تو آپ ﷺ کو پتہ نہیں چلا تھا، کہ منافق تھے؟ اگر پتہ ہوتا کہ منافق تھے، تو محبوب ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ستر قاری قرآن چن کر نہ بھیجتے، ان کے حوالے نہ کرتے،

﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

﴿وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

کیوں بھیجے؟

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کی دعوت کی، گوشت میں زہر ملا دیا، کھانا دسترخوان پہ رکھا، محبوب ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے، جب آئے تو گوشت کھانا شروع کیا، ایک لقمہ، دوسرا لقمہ، تیسرا لقمہ، چند لقمے کھا لیے، لقمے میں سے آواز آئی، محبوب ﷺ جی، نہ کھاؤ، کیوں؟

فرمایا، آپ ﷺ نہیں جانتے، ہم میں زہر ملا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے بولنے کی قوت عطا فرمائی ہے، تاکہ میرا نبی ﷺ بچ جائے، میرا نبی ﷺ محفوظ رہے، نبی پاک ﷺ سنتے گئے، تو فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم گوشت نہ کھانا، گوشت نہ کھانا، ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے،

ایک صحابی رضی اللہ عنہ زیادہ لقمے کھا بیٹھا، وہاں ہی تڑپ تڑپ کر شہید ہو گیا ہے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، ایک بندہ کے قتل کا منصوبہ ہو، ایک راستے میں چھپ کر بیٹھ جائے، ایک پیچھے سے بندے کو لے کر آئے، کہ یہاں سے گزریں، اسے پتہ ہے کہ بندہ آگے بیٹھا ہے، وہ فائر کر دے گا،

یقین جانیے! فائر کرنے والا بھی قاتل ہے، لے کر آنے والا بھی قاتل ہے،

یہودی عورت نے دعوت پکائی، زہر ملایا، تاکہ مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھائیں، اور شہید ہو جائیں، میرے مصطفیٰ ﷺ عالم الغیب تھے؟ حاضر و ناظر تھے، پتہ تھا کہ زہر آلود گوشت کھانا ہے، جان بوجھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر آئے، شان نبوت نہ رہے گی، مقام نبوت نہ رہے گا، سامنے صحابی رضی اللہ عنہ کی میت پڑی ہے،

یہ مان لو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ.....﴾

دو عقیدے اکٹھے نہیں چل سکتے،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾

یہی بات کہتے ہو، نا کہ میرے حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کو کوفہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا، سفیر بنا کر بھیجا، میں نے کہا، کیوں بھیجا؟ کہتے ہیں حالات کا جائزہ لینے کے لیے، حالات کا پتہ کرنے کے لیے؟ میں نے کہا، حاضر ناظر نہیں تھے؟ عالم الغیب نہیں تھے؟

یا یہ مانو یا پھر سفیر حسین رضی اللہ عنہ کا انکار کر دو، اور یہی سچ مانو،

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر: ۲۲)

اہل حدیثو!

عقیدہ توحید کے لیے جان قربان کرنی پڑے، تو تیار ہو؟

اگر مسلک کے لیے، عقیدۂ توحید و سنت کے لیے، جرأت و ہمت سے جناب، اپنے آپ سے وعدہ کیجیے کہ عقیدۂ توحید کے لیے کھڑے ہو جاؤ، عقیدۂ توحید کے لیے پیغمبر ﷺ کی سنت کے لیے، اگر جان دینی پڑے تو جان دو گے؟ اگر مال بروقت خرچ کرنا پڑا تو مال خرچ کرو گے؟ اگر مسلک کے لیے جماعت کو وقت دینا پڑے، عقیدۂ توحید و سنت کے لیے تو قربانی دو گے؟

سارے ہاتھ کھڑے کرو، قربانی دو گے؟

ان شاء اللہ! وقت آئے ہمارے زندگی میں یا ہماری موت کے بعد آئے، ان شاء اللہ، توحید غالب آئے گی، سنت غالب آئے گی، عقیدۂ اہل حدیث غالب آئے گا۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



محبت رسول ﷺ کے تقاضے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(النسا: ٦٥)

ذی وقار علمائے کرام! بزرگو اور دوستو!

جماعت کے مرکزی علمائے کرام، قائدین عظام، خطاب فرما چکے ہیں، اور آپ کافی علمائے کرام کے خطاب سن چکے ہیں، میں انتہائی اختصار سے تمہیں سردی کی حالت میں زیادہ دیر نہیں بٹھانا چاہتا، کوشش کروں گا، کہ بڑے اختصار سے چند گزارشات عرض کروں،

آیت مبارکہ کا مفہوم:

جو آیت مبارکہ میں نے پڑھی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن پاک میں سے انتہائی خوبصورت قسم اٹھائی ہے، سارا قرآن پڑھیے! اتنی خوبصورت قسم اس انداز میں تمہیں نہیں ملے گی،

﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾

اے میرے محبوب ﷺ!

مجھے قسم ہے، تیرے رب کی، قسم اٹھانے والا کون ہے؟ اللہ!

انداز دیکھو،

﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾

محبوب ﷺ قسم ہے، مجھے تیرے رب کی، محمد ﷺ کا رب کون ہے؟ قسم کھانے کا

انداز بڑا پیارا ہے، قسم ہے، مجھے تیرے رب کی۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾

اے محبوب ﷺ! مجھے قسم ہے، تیرے رب کی،

﴿لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا ہو ہی نہیں سکتا، جب تک اپنے جھگڑے، اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم تسلیم نہ کرے، پھر بھی مومن نہیں، جب تک آپ ﷺ کو اپنے جھگڑے میں حاکم تسلیم نہ کرے گا، اور اپنے جھگڑے میں آپ ﷺ کی حدیث کو، فرمان کو، امر کو، قبول کرے گا، پھر ہم اس کے دل کی کیفیت، حالت دیکھیں گے،

اگر حدیث مان کر دل سے خوش ہوا، دل سے راضی ہو گیا، پھر اس کا ایمان آسمان پہ قبول ہے، اگر اس کے دل میں گھٹن، تکلیف، تنگی، پریشانی، ہوئی، پھر بھی مومن نہیں، جب تک دل سے، خوشی سے، مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مان کر خوش نہ ہو، راضی نہ ہو، اس وقت تک مسلمان ایمان والا نہیں ہو سکتا،

توجہ فرمائیے! تھوڑے سے وقت میں ان شاء اللہ تفصیلی، گفتگو پھر کسی موقع پر کریں گے، نبی پاک ﷺ کی حیثیت اور آپ کا مقام کہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں قیامت تک اختلافات ہو گا، کسی بھی مسئلے میں، فیصلہ، حرف آخر رسول اللہ ﷺ کا ہی ہو گا، نبی پاک ﷺ کی بات ہی حرف آخر ماننا پڑے گی اور اپنے اختلافات کا فیصلہ نبی پاک ﷺ سے ہی کروانا پڑے گا۔

پس منظر نزول آیت:

اور یہ آیت مبارکہ کس وقت نازل ہوئی، جب دو مسلمانوں میں اختلاف ہوا،

توجہ میری طرف رہے!

اگرچہ عوام میں مشہور ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان اختلاف ہوا تھا، دونوں نبی پاک ﷺ کے پاس گئے، فیصلہ کروایا، تو نبی پاک ﷺ نے فیصلہ جو فرمایا، وہ

یہودی کے حق میں ہوا ہے، لیکن منافق آپ ﷺ کے فیصلہ پر دل سے راضی نہیں ہوا، اس نے کہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور یہودی نے ساری حقیقت کو کھولا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے، جا کر تلوار لائے اور اس منافق کی گردن اتار دی، اور فرمایا:

((هٰذَا قَضَائِیْ لِمَنْ لَّمْ یَرْضٰی بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو، اس پہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تو یہی فیصلہ ہے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف عدالت رسول ﷺ میں کیس دائر ہو گیا، کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی برأت کے لیے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ میرے محبوب ﷺ، وہ مومن ہی نہیں، جس نے آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول نہیں کیا، راضی نہیں ہوا،

یہ ایک روایت مشہور ہے، معروف ہے، عوام الناس میں خطباء کرام میں لیکن میں اس روایت کو، اس لیے قابل حجت نہیں سمجھتا کہ یہ قابل حجت نہیں ہے، سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف ہے، لہٰذا یہ آیت مبارکہ کب نازل ہوئی؟

یہودی اور منافق کے درمیان اختلاف نہیں ہوا، اختلاف دو مسلمانوں کے درمیان ہوا، اور میری دلیل کتاب التفسیر، صحیح البخاری، جب صحیح البخاری میں صحیح روایت آ جائے، ویسے تو امت میں اجماع و اتفاق ہے کہ صحیح البخاری میں جتنی مذکور احادیث ہیں، جو احادیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان فرمائی ہیں، ساری کی ساری حق ہیں، اور صحیح ہیں، تو صحیح البخاری میں یہ حدیث موجود ہے،

کتاب التفسیر میں اس آیت مبارکہ کا شان نزول ہے، پھر جب صحیح حدیث آ جائے، اس کے مقابلے میں کوئی ضعیف روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی، یہ منہج اور فکر اہل حدیث کا ہے، اگر اختلاف ہو جائے تو؟ دو مسلمانوں کے درمیان، دونوں صحابی ہیں، دونوں سچے ہیں، دونوں پیارے ہیں، دونوں نبی پاک ﷺ کے ماتحت ہیں،

اختلاف ہوا ہے، پانی کی باری میں، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ایک طرف ہیں اور دوسری طرف

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، اختلاف پیدا ہو گیا کہ پانی اپنی زمین میں لگانا ہے، قریب کنواں تھا، مدینہ پاک کے باہر، اس چشمہ کنواں کے قریب سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین تھی، جہاں زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین ختم ہوتی تھی، وہاں سے آگے اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی زمین شروع ہوتی تھی، تو دونوں کا اختلاف ہوا،

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس کنویں سے پانی لینا ہے، پہلے میرا حق ہے، میری باری ہے، انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ نہیں اگر آپ زمین کو پانی لگا لیں، تو میری زمین تک پانی پہنچتا نہیں، کہ کنویں کا پانی نیچے چلا جاتا ہے، ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا پہلے میری باری ہو گی، دونوں کا اختلاف ہوا ہے، جھگڑا ہوا ہے، فرمایا، آؤ فیصلہ لے جائیں، کہاں؟

اب دیکھنا، غور کرنا، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں، بڑی عزت، عظمت، شان والے ہیں، لیکن غور کیجیے، اپنی رائے کے مطابق فیصلہ نہیں کیا، کروڑوں امام اکٹھے ہو جائیں، کروڑوں بزرگ اکٹھے ہو جائیں، اس صحابی رسول ﷺ کی عزت وعظمت کا مقابلہ نہیں ہو سکتا، اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی تو سن لیجیے،

اہل حدیث کا عقیدہ اور منہج وفکر ہے کہ کروڑوں تابعین، کروڑوں تبع تابعین، کروڑوں محدثین، کروڑوں علمائے کرام اکٹھے ہو جائیں، ان کی زندگی کے سارے اعمال اکٹھے ہو جائیں، ان کی ساری زندگی کے نماز روزے، حج، زکوٰۃ و جہاد، خدمات دین ایک طرف ہو جائیں تو صحابی رسول ﷺ، ایک صحابی رسول ﷺ کی زندگی کا ایک لمحہ، جس لمحہ میں انہوں نے اپنی آنکھوں سے پیغمبر ﷺ کے چہرے کا دیدار کیا ہے، کروڑوں تابعین تبع تابعین، کروڑوں محدثین کرام، ان کی زندگی کے سارے اعمال مل کر اس صحابی رسول ﷺ کے اس ایک لمحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

یہ صرف جذبات ہی نہیں، صحیح البخاری کی روشنی میں یہ بات کہی ہے،

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم:

نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا تھا،

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ))

میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں نہ دینا، کیوں؟

اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو اور میرا صحابی ایک مٹھی جو کی اللہ کی راہ میں خرچ کرے، یا آدھی مٹھی جو کی خرچ کرے، تم ثواب میں صحابی رسول ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتے، یہ حیثیت ہے، عام آدمی کی۔

اب غور کرنا!

جناب کروڑوں علماء کرام اکٹھے ہو جائیں، ایک صحابی رسول ﷺ کی عزت وعظمت کا مقابلہ نہیں ہو سکتا، کہاں امام اور کہاں صحابی رسول ﷺ ہیں، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نہ کوئی رائے، نہ کوئی قول، نہ کوئی قیاس، کہ فیصلہ خود ہی کرلیں، نہیں، میری شان بھی ہے، آپ کی شان بھی ہے، آپ بھی صحابی رسول ﷺ ہو، میں بھی صحابی رسول ﷺ ہوں،

فیصلہ یہاں بیٹھ کر کرلیں، نہیں، تنازع، جھگڑا، اختلاف ہوا، دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان، اور قرآن پاک نے کیا نقشہ کھینچا ہے کہ جب دو کا اختلاف ہو جائے اور دونوں مومن ہوں، تو پھر کدھر جانا چاہیے؟

اختلاف میں کہاں جائیں:

فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ (النساء:٥٩)

توجہ ہے نا؟ ماشاء اللہ!

تقاریر اردو میں سن سن کر مجھے لگتا ہے، تھکے ہو عشاء کے، اور سننے لگے ہو، اب پنجابی ٹھیک ہے یا عربی شروع کردوں۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء:۵۹)

فرمایا، میرے محبوب ﷺ جی! جب مومنوں کے درمیان اختلاف ہو جائے،

قرآن پاک نے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی بات مانو، رسول اللہ ﷺ کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اور اولیائے کرام کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

جو صاحب امر، حکمران ہیں، ان کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

بزرگان دین کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اپنے اولیائے کرام، بزرگان دین، معتقدین ان کی بات مانو،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اپنی جماعت و تنظیم کے امیر کی بات مانو،

لیکن کب تک مانو؟ اللہ کے امیر کی ہر بات مانیے، سربراہ کی ہر بات مانیے، ناظم کی ہر بات مانیے، فقہ کی ہر بات مانیں، مفتی کی ہر بات مانیں، فرمایا، نہیں،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ﴾

ہر بات ماننے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ہر بات ماننا ضروری ہے اور پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کی ہر بات ماننا ضروری ہے، آپ ﷺ کے بعد جو تیرا گھر ہے، نا،

﴿وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

فرمایا، جو صاحب امر ہے، جو تمہارا سربراہ ہے، جو تمہارا امیر ہے، جو تمہارا حاکم ہے، جو تمہارا امام ہے، ان کی بھی ہر بات نہیں، فرمایا،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء:۵۹)

جب اختلاف ہو جائے، کسی مسئلے میں حکمران سے اختلاف ہو جائے، امیر سے اختلاف ہو جائے، بڑا مسئلہ یا چھوٹا؟ فرمایا،

﴿فِيْ شَيْءٍ﴾

شی کے نیچے جو دوزیر ہیں، ان کو تنوین تقلیل کہا جاتا ہے، چھوٹا مسئلہ ہو، یا بڑا ہو، عروج ہو یا اصول کا ہو، عقیدہ کا ہو، یا امام کا ہو، کوئی مسئلہ ہو، سن لیجیے، مت سوچیے کہ عقیدہ میں نبی پاک ﷺ کے پاس جانا ہے، اور فروعات میں امام کے پاس جانا ہے، نہیں،

﴿فِيْ شَيْءٍ﴾

چھوٹا مسئلہ ہو، یا بڑا مسئلہ ہو، کوئی اختلاف ہو، وہ طہارت کا مسئلہ ہو، وہ تیمم کا مسئلہ ہو، وہ مسح کا مسئلہ ہو، وہ جرابوں پر مسح کرنے کا مسئلہ ہو، وہ خشک موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ ہو، وہ وضوء کا مسئلہ ہو، وہ غسل کا مسئلہ ہو، وہ نماز کا مسئلہ ہو، وہ روزے کا مسئلہ ہو، حج کا ہو، زکوٰۃ کا ہو، عقیدہ کا ہو، مسئلہ بشریت ہو، مسئلہ علم الغیب ہو، مسئلہ رفع الیدین ہو، مسئلہ آمین کا ہو، کوئی مسئلہ ہو، اس کا تعلق عقیدہ کے ساتھ ہو یا عمل کے ساتھ ہو، عبادات کے ساتھ ہو، یا عملیات کے ساتھ ہو،

﴿فِيْ شَيْءٍ﴾

بڑا اختلاف ہو یا چھوٹا اختلاف ہو، رب کی زمین پہ ایک ہستی ایسی ہے، جس سے فیصلہ کروایا جائے گا، جی وہ کون ہیں؟ فرمایا،

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء:۵۹)

فرمایا، تنازعہ اختلاف میں فیصلہ قرآن وحدیث کی طرف لے جایا جائے گا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لے جایا جائے گا، یہ دو صحابی رضی اللہ عنہم ہیں، دونوں کا اختلاف ہوا ہے، پانی کی باری میں، ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے، میری باری بنتی ہے، دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے، پہلے باری میری بنتی ہے،

میں سوال کرنا چاہتا ہوں، یہ عبادت کا مسئلہ نہیں، یہ معاملات پانی کی باری کا جھگڑا ہے، زمین داری کا مسئلہ ہے، کاروباری مسئلہ ہے، زمین کو پانی لگانے کا مسئلہ ہے، زمین کے معاملے میں زمینداری کا مسئلہ ہے، نماز کا مسئلہ نہیں، روزہ کا مسئلہ نہیں،

کیا قرآن وحدیث کافی نہیں؟

بتلاؤ، دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم مل کر کہاں گئے ہیں؟ مصطفیٰ ﷺ کے پاس تم کیوں جاتے ہو، کسی اور دروازے پہ؟ یا بتلا دو، قرآن موجود نہیں ہے، یا محمد ﷺ کا فرمان موجود نہیں، تم نے پھر نہیں سمجھا، نبی پاک ﷺ کی ذات کو مقام کو، تم نے بس یہی سمجھا ہے کہ بس ربیع الاول آئے تو کاغذ لے کر رسول پاک ﷺ کا روضۂ مبارک بنانا ہے، ذرا نہیں پتہ تمہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کیا ہے، اگر رسول اللہ ﷺ کا مقام جانتے ہوتے تو کاغذ پہ تم روضۂ رسول ﷺ کا ماڈل بناتے؟ ماڈل بنایا ہے، اور لے کر بازاروں میں پھرتے ہو،

کیا ہے؟ جی روضۂ رسول ہے، اچھا یہ روضہ رسول ﷺ ہے، اس میں کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں، خالی ہے، اور پتہ ہے؟ روضۂ رسول جہاں ہو اور مدینہ پاک میں ہو، اور روضۂ رسول ﷺ سامنے ہو، تو بندہ کے تصور میں کیا ہوتا ہے، روضۂ رسول ﷺ کے سامنے بندہ کھڑا ہے، تصور کیا ہوتا ہے، اس کے اندر کون ہے؟

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ (القلم: ۱)

تم گتے پہ بنا کر ریڑھی پر رکھ کر کہتے ہو، کہ روضۂ رسول ﷺ ہے، میں کیسے سمجھوں کہ تم

مصطفیٰ ﷺ کو، سمجھ گئے ہو، نہیں جانا، پہچانا، رسول ﷺ کی حیثیت و مقام کو، اس کاغذ کے گتے پر روضۂ رسول ﷺ کے ماڈل کو، میں روضۂ رسول ﷺ نہیں کہہ سکتا، روضۂ رسول ﷺ پتہ ہے کس کو کہا جاتا ہے،

((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِيْ))

ناراض تو نہیں ہو رہے ہو؟ ہو جاؤ گے تو کیا کر لو گے؟

((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ))

فرمایا، روضۂ رسول ﷺ تو جنت کا ایک ٹکڑا ہے، جنت کا ٹکڑا ہے، وہ ریڑھی پہ بھی نہیں ہوتا، ٹرالی پہ بھی نہیں ہوتا، ٹرک پہ بھی نہیں ہوتا، بس پہ بھی نہیں ہوتا، گلی میں بھی نہیں ہوتا، چوک میں نہیں ہوتا، مکان کی چھتوں پہ نہیں ہوتا، جناب چوکوں میں نہیں ہوتا، کہاں ہوتا ہے؟ فرمایا:

((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ))

روضۂ رسول ﷺ تو جنت کا ٹکڑا ہوتا ہے، اس کے اندر رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں، جب بندہ روضۂ رسول ﷺ کے قریب کھڑا ہوتا ہے، اللہ سب کو مدینہ پاک میں لے جائے، اللہ سب کو آؤ تم سب کو اللہ مدینہ پاک میں لے جائے، جب مدینہ پاک میں جاتا ہے، روضۂ رسول ﷺ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، اور بندہ درود پاک پڑھ رہا ہوتا ہے،

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

تصور میں بندہ کھو جاتا ہے، کہ جن پہ درود کی دعا کر رہا ہوں، وہ کون ہیں، وہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے والد محترم ہیں، حسنین کریمین کے نانا جان ہیں، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے رہبر پاک ہیں، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شوہر پاک ہیں، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر پاک ہیں،

ہر مومن یاد میں جاتا ہے کہ جناب روضۂ رسول ﷺ میں کون آرام فرما رہے

ہیں، جنہوں نے توحید کے لیے طائف میں ماریں کھائی ہیں، جنہوں نے توحید کے لیے دکھ برداشت کیے ہیں، جنہوں نے خالص توحید کے لیے تکلیفیں برداشت کی ہیں، اس میں کون آرام فرمارہے ہیں؟

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

جناب حجرہ پاک میں کون آرام فرمارہے ہیں؟

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

کون آرام فرمارہے ہیں؟

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب:۴۵، ۴۶)

اس میں کون آرام فرمارہے ہیں؟

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم:۱۔۴)

رسول اللہ ﷺ پر بہتان:

یہ کہتے ہیں، صاحب آگئے، سرکار گلیاں بازار سج گئے، میں نے کہا، گلیاں بازار سج گئے ہیں، کہنے لگے، جی، میں نے کہا، کیوں؟ کہنے لگے، حضور ﷺ آرہے ہیں، میں نے کہا، اللہ کی قسم ہے، میں اس دن مدینہ پاک میں ہی تھا، حضور ﷺ وہی تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے، وفات پاک کے بعد چار سال تک ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حجرہ پاک میں وقت گزارا ہے، حضور ﷺ کے جانے کے بعد، ایک بار بھی میری ماں نے نہیں فرمایا کہ اس میں سے مجھے رسول اللہ ﷺ کی آواز آئی ہے، میری ماں صدیقہ رضی اللہ عنہا کائنات نے دعویٰ نہیں کیا کہ آج میں نے آپ نبی پاک ﷺ کو سلام پیش کیا ہے، اور نبی پاک ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا اور اماں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا چھ ماہ زندہ رہیں، کئی بار حجرۂ مصطفیٰ ﷺ میں تشریف

لائی ہیں، آواز نہیں آئی، ہاتھ مبارک باہر نہیں آیا،

میرے حسنین رضی اللہ عنہما تشریف لائے ہیں، نہ آواز آئی نہ ہاتھ مبارک باہر آیا ہے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں، نہ آواز آئی، نہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک باہر آیا، میرے عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، وعلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں، حجرۂ پاک میں، نہ آواز آئی، نہ ہاتھ مبارک باہر آیا، مجھے سمجھ نہیں آئی، جب بھی ہاتھ باہر آیا ہے، پاکستانیوں کے لیے،

پتہ نہیں پاکستان میں کون سی خوبی ہے، کون سی خوبی ہے کہ دعویٰ ہوتا ہے کہ یہاں تشریف لائے،

سنیئے! نہیں، میرے رسول پاک ﷺ کہاں آرام فرما ہیں؟

((مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ))

سنیئے! غور کیجیے!

نبی پاک ﷺ کے دونوں صحابی رضی اللہ عنہما ہیں، دونوں کا اختلاف ہوا، دونوں کا جھگڑا ہوا، اب دونوں مل کر کھڑے ہیں، کہاں چلیں،؟ فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔

دونوں صحابی رسول رضی اللہ عنہما چل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے، فرمایا، محبوب ﷺ جی، ہمارا پانی کی باری میں اختلاف ہو گیا ہے، جھگڑا ہو گیا ہے، آپ ﷺ ہمیں فرمائیں کہ اب کیا کرنا چاہیے، کس کے حق میں فیصلہ فرماتے ہیں؟

منصف ہو تو ایسا؟

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، کنویں کے ساتھ کس کی زمین لگتی ہے، محبوب ﷺ جی! سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی لگتی ہے، فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم حق تو زبیر رضی اللہ عنہ کا ہی بنتا ہے، کیونکہ کنویں کے ساتھ اس کی زمین ہے، جس کی زمین موگھے کے قریب ہوتی ہے، پہلے اس کی باری ہوتی ہے، پھر ایسے جیسے جیسے زمین آگے چلتی جاتی ہے، ایسے باری تقسیم ہوتی جاتی ہے، یہی اصول ہے، حدیث میں،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، کنویں کے قریب زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین ہے، پہلے زبیر رضی اللہ عنہ کی

باری بنتی ہے، فرمایا، زبیر ؓ، جی! محبوب ﷺ جی، فرمایا، اپنی زمین کو پانی لگا لیا کرو، پھر اپنے بھائی کا بھی خیال رکھ لیا کرو، اس کے لیے بھی کچھ چھوڑ دیا کرو، جی محبوب ﷺ جی، ٹھیک ہے، فیصلہ ہو گیا،

انصاری صحابی ؓ کہنے لگے، محبوب ﷺ جی، یہ آپ کا رشتہ دار ہے، بس اتنے فقرہ کی بات ہے، نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور چہرے مبارک کے اثرات صحابی رسول ﷺ نے دیکھے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا، زبیر ؓ؟ جی محبوب ﷺ جی! زمین کو اچھی طرح پانی سے بھر لیا کرو، اگر بچ جائے، تو اس کو دے دیا کرو، اگر نہ بچے تو اس کو پانی دینے کی ضرورت نہیں، اس نے خیال نہیں کیا کہ فیصلہ کرنے والا کون ہے، یہ نہیں سمجھا، میرے مقام کو، اس نے میری شان کو نہیں جانا، یہ نہیں سمجھتا کہ میں ہر کسی...... منصف کے حق میں ہوں، اگر میں ہی اللہ کی زمین پہ انصاف نہ کروں تو کون کرے گا؟ اگر میرا فیصلہ صحیح نہیں ہو گا، تو پھر کس کا فیصلہ صحیح ہو گا؟

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اچھی طرح پہلے زمین کو پانی سے بھر لیا کرو، اگر بچ جائے، تو اس کو دے دیا کرو، ابھی الفاظ زبان پہ جاری ہیں، کہ اوپر سے جبرائیل ؑ آ گئے، فرمایا،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ.....﴾،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ.....﴾،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

کیوں جھگڑتے ہو، آؤ اپنے جھگڑے لے کر چلیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس، قرآن پاک موجود ہے، حدیث پاک موجود ہے، آیئے فیصلہ کروایئے، نبی پاک ﷺ کے پاس، جناب چھوڑیئے جو تم کام کرتے ہو، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انداز نہیں تھے، یہ رسول اللہ ﷺ کا انداز نہیں تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انداز نہیں۔

اطاعت رسول ﷺ چھوڑنے کا انجام:

پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا گلیوں کو صاف کرنے

کے ساتھ کا تعلق ہے؟

میں نے کہا، گلیاں کیوں صاف کرتے ہو؟ کہتے، پتہ نہیں، میں نے کہا، ہمیں تو پتہ چل گیا ہے، کہتے، وہ کیسے؟ میں نے کہا، جو نبیوں کی تعلیم چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اسے گلیوں کی صفائی پہ لگا دیتے ہیں، جو گروہ، جو قوم، جو جماعت، جو مذہب، اپنے نبیوں کی سنت پہ عمل نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے گلیوں کی صفائی کی خدمت لیتے ہیں، اللہ مزید برکت فرمائے، کیسی گلیاں ہیں،

کیا سوچ رہے ہو؟ کیا ہوا ہے؟

تمہیں اللہ نے سزا دی ہے، گلیاں صاف ہو رہی ہیں، تو میں پاس سے گزروں تو پتہ ہے، میں دل میں کیا کہتا ہوں، اونچی تو کہنا حرام ہوا، پتہ ہے، میں پھر دل میں کیا کہتا ہوں،

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:۱۱۵)

کیسا مزہ آتا ہے، صفائی کر رہے ہوں، پاس گزرو، تو

﴿نُوَلِّهٖ.....﴾

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

جو سنت چھوڑ دے گا،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

اللہ اس کے ہاتھ میں جھاڑو دے دیتا ہے، کہ تم لگاؤ گلیوں میں، کیونکہ تم نے نبی ﷺ کی سنت چھوڑی ہے، اگر تم سے گلیاں صاف نہ کرواؤں تو میں رب نہیں؟

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾..... ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾..... ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾

جواب نہیں دینا،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:۱۱۵)

لوگو! سنت مصطفیٰ ﷺ کی طرف غور کرو، دونوں صحابی رضی اللہ عنہما کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام

آ ئے، محبوب ﷺ جی، اعلان فرما دو،

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(النساء:٦٥)

وہ مومن نہیں ہوسکتا، جو آپ ﷺ کی حدیث پاک سن کر راضی نہ ہو، خوش نہ ہو، دیکھ لو، اگر تم نے دیکھنا ہو کہ بندہ مومن ہے، یا نہیں، تو اس کے سامنے حدیث پڑھو، حدیث پڑھو، پھر اس کے منہ کی طرف دیکھتے جاؤ،

امام مقلد نہیں ہوتا:

اگلے دن میں نے ایک تقریر کی ہے، ایک مولوی پتہ کیا کہنے لگا، کہنے لگا، ہمیں کہتے ہیں، بس تم امام صاحب کی تقلید نہ کرو، کیونکہ نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ امام صاحب خود کس کی کرتے تھے، امام صاحب خود بھی تو کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، پتہ کیا کہنے لگا، امام وہی ہوتا ہے، جو کسی کی تقلید نہ کرے، کہتا، امام تو وہی ہوتا ہے، جو کسی کی تقلید نہ کرے،

جیسے تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہو، تم کس کی اقتداء کرتے ہو، امام کی اور امام کس کی کرتا ہے؟ کسی بھی نہیں، کہتا دیکھ لو، امام ہوتا ہی وہی ہے، جو کسی کی اقتداء نہ کرے، ہم سارے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اس کی اقتداء کرتے ہیں، جب وہ رکوع جاتا ہے، رکوع جاتے ہیں، جب اٹھتا ہے، اٹھ جاتے ہیں، جب سجدہ میں جاتا ہے، سجدہ میں جاتے ہیں،

اور جو امام ہے وہ کس کی اقتداء کرتا ہے؟ کسی کی بھی نہیں، ہم امام صاحب کی تقلید کرتے ہیں، اور امام کس کی کرتے ہیں؟ کسی کی بھی نہیں؟ امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں،

میں نے کہا، امام کے پیچھے چپ کر کے نماز پڑھتے ہو، امام کی بات مانتے ہو، کہتا جی، میں نے کہا، اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو اور امام کہے، مغرب کی رکعتیں پانچ ہیں، پھر کیا کرنا ہے؟

کہتا پیچھے سبحان اللہ کہنا ہے، میں نے کہا، تمہارے امام صاحب کے پیچھے پھر ہم نے کہنا

ہی کہنا ہے، جہاں سے امام بھول جائے تو امام کو کیا کہا جاتا ہے؟ اونچی بولو، سبحان اللہ، کیا معنی ہے؟ امام جی بھول گئے ہو، پیچھے ہٹو، بھول گئے ہو، اگر امام کوئی غلطی کرے، تو پھر کیا کہنا ہے؟ میرے سامنے جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ آئے گا اور حدیث کے ساتھ ٹکرائے گا، تو کیا کہنا ہے؟

سبحان اللہ، امام صاحب سبحان اللہ یہاں غلطی ہوگئی ہے، سبحان اللہ، غلطی ہوسکتی ہے، امام سے غلطی ہوسکتی ہے، تم کہو گے نبی پاک ﷺ بھی تو بھول سکتے تھے، نماز میں،

ایک بات اور یاد رکھیے!

نبی پاک ﷺ بھولتے ہی نہیں، اللہ بھلاتا ہے، اللہ خود بھلاتا ہے، تاکہ امت کے لیے میرے محمد ﷺ کا طریقہ سنت بن جائے، کہاں لکھا ہے، دلیل سنیے!

قرآن پاک میں فرمایا،

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۝ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الاعلیٰ:۱۔۷)

محبوب ﷺ! ہم پڑھائیں گے تو آپ ﷺ نہیں بھولیں گے، کہاں بھولو گے،

﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾

جہاں اللہ بھلائے، جہاں اللہ چاہے گا، وہاں بھلائے گا، جہاں امت کے لیے سنت بن جائے، امت کے لیے طریقہ بن جائے، نبی پاک ﷺ کے چلے جانے کے بعد جہاں امام بھولتے ہوں، سبحان اللہ کہنا، سنت پاک بن جائے، امام کو بتانے کا طریقہ بن جائے،

اللہ نے محبوب ﷺ کو صاف فرمایا ہے، حضور ﷺ کو صاف بتایا ہے، امت کے لیے سنت بن جائے، طریقہ بن جائے، شریعت بن جائے، قانون بن جائے، ضابطہ بن جائے،

سنئے! دونوں صحابی رضی اللہ عنہم کھڑے ہیں، فرمایا،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

اے میرے محبوب ﷺ جی! انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو کہہ دو، اگر تم محبوب ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں، تو تمہارا ایمان آسمان پہ قبول نہیں، صحابی رسول ﷺ نے کتنی بار حدیث میں بولا ہے، ایک بار، کتنی حدیثوں میں آگے سے بولا ہے، ایک حدیث پاک میں اور تم اور کتنی حدیثیں چھوڑتے ہو؟ تمہارا ایمان کیسے سلامت ہے؟

حوصلہ تمہارا ہی ہے، پتوکی والو!

کتنی حدیثیں روزانہ چھوڑ دیتے ہو؟ سنو! اہل سنت وہ ہوتا ہے، جو سنت پہ عمل کرے، اور اہل حدیث وہ ہوتا ہے، جو حدیث پہ عمل کرے، جس کے پاس حدیث نہیں، وہ اہل حدیث نہیں تو جس کے پاس سنت نہیں وہ؟

اچھا کتنی احادیث پاس ہو، تو بندہ اہل حدیث ہو جاتا ہے؟ اونچی بولو، شاباش، کتنی حدیثیں؟ سو ہو تو بندہ اہل حدیث ہو جاتا ہے؟ کتنی حدیثوں پر عمل سے بندہ اہل حدیث ہو جاتا ہے؟ تمام احادیث سے یا دو سے یا چار سے؟ جب تک ساری حدیثوں پہ عمل نہ کرے، بندہ اہل حدیث نہیں ہو سکتا۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں، تمہارے پاس ساری حدیثیں ہیں؟ تو داڑھی والی کہاں ہے؟
یہ گھر میں رکھ آئے ہو، سنو، فرمایا،

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(النساء : ٦٥)

سنئے!

حدیث مصطفیٰ ﷺ آ جائے، اختیار اپنی مرضی کرنے کا نہیں رہتا، حدیث مصطفیٰ ﷺ کسی مسئلہ میں اختلاف آ جائے، آیئے کسی مسئلے پر اختلاف ہو گیا ہے، اپنے مسائل لے جایئے، قرآن پاک پر پیش کیجیے، حدیث پاک پر پیش کیجیے،
لڑتے کیوں ہو؟ جھگڑتے کیوں ہو؟

قرآن پاک تمہارے گھر میں موجود ہے، حدیث بخاری گھر میں موجود ہے، اللہ توفیق دے، بخاری شریف کھولو، پڑھو، بخاری شریف اور مطالعہ کرو، بخاری شریف کا، قرآن پاک کا، مطالعہ کیجیے، حدیث مصطفیٰ ﷺ کا مطالعہ کیجیے، اس طرح نبی ﷺ سے محبت کا اظہار کیجیے، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے،

اظہار محبت اس طرح نہیں ہوتا، جس طرح تم کرتے ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں جھنڈیاں لگا لیں پیار ہو جائے گا، صرف بینر لگا لیے، پیار ہو جائے گا، صرف لائٹیں لگا لیں، پیار ہو جائے گا، یہ سب کچھ ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، میں نے کہا، اللہ کی قسم ہے، جہاں اتنی سجاوٹیں ہوں، وہاں نبی پاک ﷺ تشریف نہیں لاتے، ابوداؤد میں حدیث پاک ہے، یہ کوئی پاکستان کا سیاست دان نہیں جو لائٹیں دیکھ کر خوش ہو جائے، جو بیز دیکھ کر خوش ہو جائے، جو جھنڈیاں دیکھ کر خوش ہو جائے، جو پھول دیکھ کر خوش ہو جائے، یہ پاکستان کا کوئی لیڈر تو ہو سکتا ہے، لیکن دین نہیں، شریعت نہیں، یہ اجر نہیں، یہ ثواب نہیں، نبی پاک ﷺ کیسے خوش ہوتے ہیں؟

اگر آدمی سفر سے واپس آئے تو کیا کرے؟

سنئیے! حدیث ابوداؤد میں کتاب الحیات میں، نبی پاک ﷺ سفر پر گئے، واپس مدینہ پاک میں آئے، آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی، واپس مدینہ پاک آتے، اپنے گھر جانے سے پہلے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے،

اہل حدیثو! نبی پاک ﷺ کی سنت کیا ہے؟ اگر سفر پہ جاؤ، تو واپس آؤ، تو اپنے گھر جانے سے پہلے اپنی بیٹی کو مل کر آؤ، اگر اس بستی گاؤں میں بیٹی ہو، اسی شہر میں ہو، تو پہلے بیٹی کے گھر جاؤ، تم تو ماشاء اللہ! پہلے گھر آؤ گے، کہ سارے شاپر ادھر کھولنے پڑیں گے، تو بیٹی لے جائے گی سارا سامان، تو پھر گھر کیا لے جائیں گے؟

مطالع ہو تو ایسا؟

سنت رسول ﷺ سنئیے! بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، دروازے سے اندر داخل ہوئے،

دیکھا، ایک پردہ لٹکا ہوا ہے، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر میں؟ نبی پاک ﷺ دیکھتے ہی واپس پلٹ آئے، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بلاتی رہیں، ابو ﷺ جی کہاں تشریف لے کر جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ خاموشی سے واپس تشریف لے آئے، تھوڑی دیر گزری، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، فرمایا، رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے، لائے تھے، پھر واپس چلے گئے ہیں، میں آوازیں دیتی رہی، لیکن ابا جان ﷺ نے توجہ نہیں فرمائی، لگتا ہے، ناراض ہو گئے ہیں،

علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، فرمایا، محبوب ﷺ جی! آپ آئے تو پھر واپس آ گئے، کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ! فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک پردہ لٹک رہا ہے، دیوار پہ، اور مجھے کیا لگے دنیا کی زیب و زینت سے، میں دنیا کی زیب و زینت کو پسند نہیں کر سکتا، یہ پردہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟

عجیب عادات:

اہل حدیثو! تمہارے گھروں میں پردے کیوں لٹکے ہوتے ہیں، دیواروں پر لٹکے ہوتے ہیں، پیٹیوں پر پردے، بکسوں پہ پردے، گلاسوں پہ، جگوں پہ بھی پردے، چھوٹے چھوٹے بنا کر اوپر رکھے ہوئے، اہل حدیثوں کا گھر ایسے سجا ہوتا ہے، پیٹی پردے میں، بکس پہ بھی پردہ ہے، اوپر بچھونا پردہ لگایا ہے، پردہ بچھایا ہے، کیوں؟

جناب تا کہ یہ خراب نہ ہو جائے، باکس اس پر پردہ ہے، پٹی پہ پردہ ہے، کیوں؟

وہ خراب نہ ہو جائے، دیوار پہ پردہ کیوں؟ خراب نہ ہو جائے، اچھا پیٹی پہ پردہ ہے؟ جی! اور بیٹی پہ؟

جس کو پردہ کروانا تھا، اس کا اتارا ہوا ہے، بیٹی کا اترا ہے، پیٹی پہ چڑھا ہوا ہے، پیٹی پہ پردہ ڈالا ہے، اور بیٹی کا، ماں کا پردہ نہیں، بہن کا پردہ نہیں، بیٹیوں کا پردہ کوئی نہیں، کہتا ان کے دل کا پردہ ہونا چاہیے، ایک بندے کو میں نے کہا، داڑھی رکھ لو، کہتا مولوی صاحب داڑھی دل میں ہوتی ہے، دل میں، میں نے کہا، شکر کرو، چہرے پہ ہے، شکر کرو اللہ کا کہ چہرے پہ ہے، کہتا کیوں؟

میں نے کہا، دل میں ایک بال بھی اگ جاتا تو تم لاہور کے ہسپتال میں داخل ہوتے، شکر کرو کہ اللہ نے یہ چہرے پر بنائی ہے، دل میں نہیں بنائی ہے، اگر دو تین بال اندر چلے جاتے، تو پھر میں دیکھتا، تم کہاں پہنچتے، شکر کرو، یہ چہرے پہ ہے، دل میں نہیں،

حیرانگی کی بات ہے، جس کی داڑھی نہ ہو، ، داڑھی کے بال گرے ہوں، وہ سارا ملک چھان مارتا ہے، علاج کروانے کے لیے، کہ میرے چہرے پہ بال نہیں ہیں، جس کے نہیں ہیں، وہ علاج کروا رہا ہے، اور جس کے ہیں، وہ منوا رہا ہے، اللہ کی طرف سے داڑھی نہ ہو تو کوئی رشتہ نہیں دیتا، اس کے بال نہیں، داڑھی نہیں ہے، کھودر ہے، اس کو رشتہ کون دے گا، جیسے کھودا بوڑھا ہوتا ہے، ویسے ہی بدصورت ہوتا ہے، مرد کو اس کی صورت اچھی نہیں لگتی، اس کو کوئی رشتہ دینے کو تیار نہیں، کہ آگے سے بچے بھی ویسے ہوں گے،

میں سوال کرتا ہوں، اللہ جس کے چہرے پہ داڑھی نہ اگائے، اس کو رشتہ نہیں دیتے ہو اور جو عام منڈوائے، وہ تمہارا پکا رشتہ دار ہوتا ہے اس سے رشتہ کیوں؟ محبت کیوں؟ یہ دیکھو، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، پردہ لٹکا ہوا ہے،

کہاں یاد آئے، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر پہ رحمتیں فرمائے،

فرماتے تھے، جب سے گھروں میں یہ سیٹ آئے ہیں نا، سیٹ، ڈنر سیٹ، ٹی سیٹ، واٹر سیٹ، ہر چیز گھر میں سیٹ ہے، میاں بیوی آپس میں سیٹ ہیں، بھائی بھائی سے سیٹ ہے، میاں بیوی سب سیٹ ہیں، باپ بیٹوں سے سیٹ ہے، گھر میں سب سیٹ ہیں، گھر میں ہر قسم کا سیٹ ہے، کاش گھر میں کوئی بھی نہ ہوتا، لیکن آپس میں تمہاری محبت، تم آپس میں سیٹ ہوتے،

یہاں یہ دیکھو، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس چکی ہے، لیکن آپس میں محبت بہت ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کی محبت کی ایک مثال، جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی کا نام لیا فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں تھیں، جب راضی ہوئیں تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا

جب تک تم زندہ رہو گی، علی رضی اللہ عنہ دوسرا نکاح نہیں کرے گا، محبت اتنی ہے اور گھر میں کیا ہے، ایک چکی ہے، ایک مشکیزہ ہے، کھانے کا سامان کوئی نہیں ہے، محبت موجود ہے،

ہمارے گھر میں سب کچھ موجود ہے، سکون نہیں، اطمینان نہیں، کیوں؟ اطمینان ان کے گھر میں نازل ہوتا ہے، جہاں سنت ہو، جہاں اتباع رسول ﷺ ہو، جہاں اطاعت رسول ﷺ ہو،

آ دیکھنا ذرا غور کرنا! نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے، جس گھر میں پردہ لٹکا ہو، میں نہیں آتا، اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک پردہ لٹکا ہو تو مصطفیٰ ﷺ تشریف نہیں لے جاتے، اگر پتوکی کے سارے بازار میں پردے لٹک رہے ہوں، کہاں مصطفیٰ ﷺ نہیں تشریف لاتے،

یہ نبی پاک ﷺ کی سنت ہیں، فرمایا، محبوب ﷺ جی! کیا چاہتے ہو کیا کریں اس پردے کا؟ فرمایا، پردہ اتار کر مدینہ پاک کے فلاں غریب کے گھر بھیجو، غریبوں کے بچے کپڑے بنالیں گے، محمد ﷺ تم پہ راضی ہو جائیں گے،

مخلصانہ مشورہ:

یہ کروڑوں روپے کے پردے جو بازاروں میں لگائے گئے ہیں، کاش پاکستان کے قرض اتارنے میں یا غرباء میں یا مساکین میں چلو اور کچھ نہ سہی، پتوکی سے باہر ایک پاور پلانٹ ہی لگا دو، لوڈ شیڈنگ ختم ہو جاتی، یہ قوم جو کروڑوں روپے بازروں میں لگائے، صفائیوں میں لگا دے، بینروں میں لگا دے، جھنڈیوں میں لگا دے، کیا سمجھتے ہو کہ یہ قوم غریب ہے، اس قوم پہ اللہ کی گرفت کیوں نہ آئے، اللہ کی پکڑ کیوں نہ آئے؟

لوگو! سنو! سنت رسول اللہ ﷺ کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی کام بھی نہیں کیا، پھر بھی اللہ راضی ہے،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

کاش! تم جان لو:

کہنے لگے، جی اہل حدیثو!

تم سے تو وہ اچھا تھا، ابولہب، میں نے کہا، اس نے کیا کیا ہے؟ کہتے، نبی پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی لونڈی آزاد کی، میں نے کہا، پھر؟ پھر اس کی انگلی میں سے پانی آئے گا؟ میں نے کہا، کہاں؟ کہتے، جہنم میں، میں نے کہا، وہ کہاں گیا ہے؟ کہتے جہنم میں گیا ہے، چلو شکر ہے یہ شکر ہے کہ وہ جہنم میں گیا ہے، اگر جنت میں جاتا تو ہمیں تو اس نے جینے ہی نہیں دینا تھا، ابھی تو شکر ہے، اللہ کا کہ وہ جہنم میں گیا ہے، جہنم میں گیا ہے تو اس کو پانی ملتا ہے۔

یہاں سے انگلی سے، سوموار والا دن ہوتا ہے، وہ انگلی منہ میں ڈال لیتا ہے، اس میں سے جناب پانی آتا ہے، منگل کو ختم ہو جاتا ہے، بدھ، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو چھٹی، سوموار کو پھر پانی ملتا ہے، صبح کو ٹوٹی کھلتی ہے، شام تک پیتا رہتا ہے، ابولہب کے ہاتھوں میں پانی آتا ہے؟ جی اچھا، کون سے ہاتھوں میں؟ جو نبی پاک ﷺ کو گالیاں دے، اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں پانی پلائے، میری غیرت نہیں مانتی،

جو گستاخ رسول ﷺ ہو، بیٹوں کو بلائے اور کہے کہ نبی پاک ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، تاکہ میرا دل ٹھنڈا ہو جائے، اتنے ظالم بدبخت کو اللہ جہنم میں پانی دے، جہنم میں ایسے ذلیل انسان کو پانی ملے، نہیں ہوسکتا، اور پھر انگلیوں سے ملے اور انگلیوں کے بارے میں قرآن پاک کیا کہتا ہے؟

﴿تَبَّتْ يَدَا﴾

اللہ پاک جانتا ہے، کہ پندرہویں صدی آنی ہے، اور پتوکی کے لوگ بہت بہت خطرناک ہیں، انہوں نے انگلی سے پانی نکالنا ہی نکالنا ہے اور اللہ نے کیا فرمایا،

﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ﴾

یہ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ نو انگلیاں ہلاک ہوں، ایک انگلی بچی رہے، قرآن میں ہے، نہیں، دونوں ہاتھوں کے بارے میں قرآن پاک کا اعلان فرمایا،

﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾

(اللھب:۱، ۲)

جو نبی پاک ﷺ کی توہین کرے، اسے تو اللہ تعالیٰ کی زمین بھی برداشت نہیں کرتی، جو توہین مصطفیٰ ﷺ کرے، ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے، پھر پانی ملے، جہنم میں نہیں ہو سکتا،

﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا﴾ (النباء:۲۴)

قرآن پاک فرماتا ہے، کافر کو ہم جہنم میں پانی پینے کو، چکھنے کو نہیں دیتے، پینے کو نہیں دیتے، کافر کو ٹھنڈا پانی جہنم میں ملے، نہیں ہو سکتا،

رسول اللہ ﷺ سے عجیب عقیدت:

لوگو! میرا سوال ہے، غور کرنا، اللہ کے لیے غور کرنا، لڑنا نہیں، غور کرنا، انتشار نہیں، غور کرنا، لڑنا نہیں، غور کرنا، اپنے گریبان میں جھانکنا،

اگر روضہ رسول ﷺ کے ماڈل بنائے ہیں، محبت میں، عقیدت میں، پیار میں، گلیوں، بازاروں میں، بارہ کو زیارت ہوتی ہے، ان ماڈلوں کی؟ جی، تو میں نے کہا، تیرہ کو وہ ماڈل کہاں گئے، نظر نہیں آئے، کہنے لگے، ہم نے توڑ دیئے ہیں، اللہ کے بندو، کیوں توڑے؟ بنائے کیوں تھے؟ کہتے محبت میں بنائے، میں نے کہا، توڑے کیوں ہیں؟ کہتے محبت میں، یا تو روضہ رسول ﷺ کا ماڈل بناتے نہیں، اگر بن جائے، تو پھر ہاتھوں سے؟

کہاں گئے، وہ ماڈل تلاش کیجیے، چوک و چوراہوں میں جو بنائے گئے، کہاں گئے، وہ ماڈل نظر نہیں آ رہے، روضہ رسول ﷺ بنائے جانے کے بعد زیارت کر لینے کے بعد ادب کر لینے کے بعد چومنے کے بعد پیار کرنے کے بعد، چھونے کے بعد، ہاتھ لگانے کے بعد، انعام وصول کرنے کے بعد، پیار کرنے کے بعد، ان کی عقیدت، محبت، احترام، کرنے کے بعد اب نظر نہیں آ رہے، کہاں گئے ہیں؟

کہنے لگے، توڑ دیئے ہیں، میں نے کہا، بنائے کس نے تھے؟ کہتے ہم نے خود بنائے ہیں، میں نے کہا، زیارت کس نے کی ہے؟ کہتے، ہم نے خود کی ہے، میں نے کہا، توڑے کس نے ہیں؟ کہتے ہم نے توڑے ہیں، میں نے کہا، گستاخ کون ہیں؟ کہتے، آپ، گستاخ ہم ہیں، ہمارا عقیدہ سنو!

روضۂ رسول ﷺ بناتے نہیں، اگر بنائیں تو اپنے ہاتھوں سے توڑا؟ توڑا تم نے ہے۔

محبت ہو تو ایسی:

صحیح البخاری میں حدیث کیا ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قریش مکہ کا معاہدہ لکھ رہے ہیں، قریش مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ میں معاہدہ جو قریش مکہ کے درمیان اور سرور کائنات جناب محمد ﷺ کے درمیان معاہدہ لکھوایا جا رہا ہے،

غور کرنا، توجہ فرمانا، نبی پاک ﷺ کے پاس قریش مکہ آئے، کہنے لگے، اے محمد ﷺ! سنو، ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے، جھگڑا کس بات کا ہے، اختلاف کیسا ہے، ہم رسول اللہ ﷺ نہیں مانتے، یہاں محمد بن عبد اللہ لکھو، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ! جی یا رسول اللہ ﷺ! محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھ دو، رسول اللہ ﷺ کاٹ دو، کوئی بات نہیں، صلح کرنی ہے،

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! اپنے ہاتھوں سے، رسول پاک ﷺ کا نام کیسے کاٹ دوں؟

توجہ میری طرف!

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(النساء:٦٥)

جب بھی اختلاف ہوا، فیصلہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے، قرآن پاک سے فیصلہ اور پھر حدیث پاک سے، کسی اور کے پاس جانے والا، سمجھو مسلمان نہیں ہو سکتا، مومن وہی ہوتا ہے جو مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت کو جانے جو مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو پہچانے،

غور کرنا، جو پیغام میں تمہیں دینا چاہتا ہوں، کہ نبی پاک ﷺ کی حیثیت مقام عزت و عظمت کتنی بلند ہے، جب بھی اختلاف ہو جائے، فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس، نبی پاک ﷺ سے راہنمائی، یہی اہل الحدیث کا عقیدہ ہے۔

ذرا غور کرنا، نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔

عجیب بھیڑیا:

حدیث صحیح البخاری میں ہے۔ ایک بندہ بکریاں چرا رہا ہے، غور کرنا، توجہ کرنا، بکریوں کا چرواہا ہے، بکریاں چرا رہا ہے، جنگل میں بکریاں چراتے چراتے اتنی دور نکل گیا ہے کہ ریگستان میں دیکھا، اچانک بھیڑیا آیا ہے، بھیڑیئے نے بکری اٹھائی اور دوڑ گیا یہ بکریوں کا چرواہا اس بھیڑیئے کے پیچھے ڈنڈا لاٹھی لے کر نکل پڑا،

بھیڑیا آگے آگے دوڑا جا رہا ہے، پیچھے پیچھے بکریوں کا چرواہا ہے، بھیڑیے نے سمجھا بکریوں کا چرواہا قریب آ گیا ہے، ہوسکتا ہے مجھے لاٹھی مارے، اور بکری کو چھڑوا لے، بھیڑیا ڈر گیا، سہم گیا، بکری کو چھوڑ دیا چرواہا، بکری کے پاس بیٹھ گیا، بکری کو سنبھالنے لگا ہے، تھوڑی سی دور جا کر بھیڑیا بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ بیٹھ گیا ہے، اور اس چرواہے کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے،

اے بکریوں کے چرواہے! اگر اتنے بڑے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالی تھی تو میرے پیچھے دوڑ آئے ہو، پیچھے سے چاہے ساری بکریاں بھیڑے لے جائیں، میرے پیچھے تم دوڑے آ رہے ہو، میری خوراک اللہ نے گوشت بنایا ہے، اگر میں نے ایک بکری اٹھالی، تو اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہو، دوڑ کر میرے پیچھے کیوں آئے ہو؟ میرے منہ سے میری خوراک چھین لی ہے،

یہ بکریوں کا چرواہا اس بھیڑیئے کی طرف دیکھتا ہے، اور حیران ہو گیا، پریشان ہو کر کہتا ہے، بھیڑیا ہے اور بات اس طرح کرتا ہے، جیسے انسان کرتا ہے، بھیڑیا عربی بولے،

توجہ فرماؤ؟ ماشاء اللہ!

حکومت مخالف کوئی بات نہ چھاپیں جب بھیڑیا عربی بولا، بھیڑیا عربی بولا، انسانوں کی طرح کلام کیا ہے، چرواہا پریشان ہو کر حیران ہو کر کہتا ہے، بھیڑیا اور انسان کی طرح کلام؟ بھیڑیا کہتا ہے، میرے کلام پہ حیران ہوتے ہو، کاش تم مدینہ پاک میں جاؤ، کاش تم مدینہ

پاک جاؤ، بھیڑیا بھی کدھر بھیجتا ہے؟

کسی اور دربار پہ نہیں، بھیڑیا کدھر کہتا ہے، کدھر جانا ہے، صرف مدینہ، مدینہ، مدینہ، اللہ پاکستان کے بھیڑیئے کو بھی سمجھا، یہ نہیں سمجھتے، ان کو جو مرضی کہے،

عجیب منطق:

ایک مولوی تقریر کر رہا تھا، کہتا، اصحاب کہف کا جو کتا ہے، وہ جنت میں جائے گا،

لو بھئی! کتا اصحاب کہف کا جنت میں جاتا ہے، میں نے کہا، مولوی جی، کوئی کتا جنت میں نہیں جا سکتا،

نہیں، وہ جاتا ہے، وہ اصحاب کہف کا کتا ہے، کوئی معمولی کتا نہیں، اصحاب کہف کا ہے، وہ جنت میں جائے گا،

میں نے کہا، مولوی جی، انسان کی شکل میں یا کتے کی شکل میں؟

کہتا یہ مسئلہ بڑا سوچنے والا ہے، کہتا کتوں نے تو جانا نہیں، وہ پھر انسان کی شکل میں ہی جائے گا، میں نے کہا، انسان کی شکل میں؟ کہنے لگا، جی، میں نے کہا، مولوی جی، کسی نئے انسان کی شکل میں یا پرانے؟ قیامت والے دن کسی پرانے انسان کی شکل میں جائے گا، یا پھر کسی نئے انسان کی شکل اللہ دے گا؟ کہنے لگا، نئے کے بارے میں تو کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے، پرانے کی شکل میں جائے گا،

میں نے کہا، مولوی جی، جو پرانے انسان ہوں گے، ان میں سے کسی کی شکل میں؟

کہنے لگا، جی، میں نے کہا، شکل کس سے ملتی ہو گی؟ کہنے لگا، یہ تو میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا، میں نے کہا، میں نے تو پڑھا ہے؟ کہتا کس سے ملتی ہو گی؟ میں نے کہا، میں نے تو جو پڑھا ہے، وہ تو ہو بہو آپ سے ملتی ہے، پہلی بار بھی آپ سے ملتی تھی، بالکل ایسے ہی تھی، جیسے آپ ہو، کہتا، یہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا، جہاں تیرے کہنے کے مطابق جنت میں جانا لکھا ہے، اسی کتاب کے اسی صفحہ پہ لکھا ہے،

کہتا، وہ تو کتاب ہی نہیں ہے، میں نے کہا، تو پھر یہ بھی نہیں ہے، یا تم غلطی مانو اور

جھوٹ بولتے ہو،

اگر پیار کرنے پہ آئے، تو ان سے پیار کرتے ہو، اگر پیار کرنے پہ آؤ، تو کہتے ہو، ہم مدینہ پاک کے کتوں سے پیار کرتے ہیں، اگر نفرت کرنے پہ آؤ، تو مدینہ پاک کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہو، دیکھو، بدقسمت، اگر پیار کرنے پہ آؤ، تو ان سے پیار کرتے ہو،

دیکھ لو، بھیڑیا کیا کہتا ہے؟

کاش! تم مدینہ پاک جاؤ، وہاں ایک نبی ہیں، جناب محمد ﷺ، وہ عجیب وحی کی باتیں فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مانتے جا رہے ہیں۔

تم نہیں جانتے:

لوگو! بھیڑیا بھی جانتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، لوگو، پہچانو!

رسول اللہ ﷺ کو نہیں جانتے ہو، دنیا والے کیا جانیں کہ مصطفیٰ ﷺ کیا ہیں، اپنے سامنے جھکانے والے کیا جانیں کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، اپنے سامنے سجدہ کروانے والے کیا جانیں کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، اپنے ہاتھ پہ بیعت لینے والے کیا جانیں کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، اپنے آستانہ عالیہ کو چمکانے والے کیا جانیں کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں،

مصطفیٰ ﷺ کا مقام پوچھنا ہے تو اہل حدیثوں سے پوچھو، محمد مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ کوئی رہبر شریعت نہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ کوئی قائد اعظم نہیں، جن کا محمد مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ کوئی امام اعظم نہیں،

یہ سارے اعزازات شان و مقام کس کو حاصل ہیں،

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(النساء:٦٥)

اہل حدیث کا مدینہ:

غور کرنا، جب بکریوں کا چرواہا، جنگل سے بکریاں لے کر مدینہ پاک کی طرف چل پڑا،

اللہ ہم سب کو بھی مدینہ پاک لے جائے، آمین، مدینہ پاک پہنچا ہے، مدینہ پاک میں پہنچا ہے، کون سا مدینہ پاک؟ وہ مدینہ پاک، اہل حدیث کا مدینہ پاک، کون سا مدینہ، اہل حدیث کا مدینہ پاک، کون سا مدینہ، رسول اللہ ﷺ کا مدینہ پاک، کون سا مدینہ، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، وعلی رضی اللہ عنہ کا مدینہ،

کون سا مدینہ، تابعین محدثین کا مدینہ، کون سا مدینہ جو اہل الحدیث کا مدینہ، اہل حدیث کا مدینہ، ہاں ہاں اہل حدیث کا مدینہ، اہل حدیث کا مدینہ نہ ہوتا، جب وہاں شہداء کے عہدے پہ جایا جائے، قبروں کو دیکھا جائے، کچیاں نظر آتی ہیں، لگتا ہے، مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، جب جنت البقیع میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر دیکھی جائے، تو لگتا ہے، یہ مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے،

جب عثمان رضی اللہ عنہ کی کچی قبر دیکھی جائے، نظر آتا ہے کہ مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، جب مسجد نبوی میں اذان ہو، تو پہلے صلوٰۃ نہ ہو تو لگتا ہے، مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، جب ایک تکبیر ہو، لگتا ہے، مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، جب پاؤں سے پاؤں جوڑنے کا امام حکم دے،

((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ))

امام مدینہ بولے، لگتا ہے، امام مدینہ اہل حدیث کا ہے، جب اونچی آواز میں مسجد نبوی میں آمین کی آواز گونجتی ہے، تو لگتا ہے، کہ مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، جب قبر رسول ﷺ کے اوپر سجدہ نہیں ہوتا، محسوس ہوتا ہے، مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے اور قبر رسول ﷺ پہ صرف درودِ ابراہیمی درودِ مسنونہ پڑھا جاتا ہے، سمجھ آتی ہے کہ مدینہ اہل حدیث کا ہے،

جب بکرے اور چھترے آپ ﷺ کی قبر مبارک پہ نہیں چڑھتے، چڑھاوے اور پھولوں کی چادریں نہیں چڑھتیں، عرس اور میلہ نظر نہیں آتا، پھر لگتا ہے، مدینہ اہل حدیث کا مدینہ ہے، پتوکی میں گونج پڑ جائے،

بولو، مدینہ ہمارا، قصور تمہارا، مدینہ ہمارا، علی ہجویری تمہارا، مدینہ ہمارا، اجمیر تمہارا، اجمیر تمہارا، مدینہ ہمارا، بغداد تمہارا، مدینہ ہمارا، کوفہ تمہارا، مدینہ ہمارا، دیوبند تمہارا، مدینہ ہمارا، بریلی تمہارا، مدینہ ہمارا، نقش بندی سب سلسلے تمہارے، مدنی سلسلے سارے ہمارے، ہم مدنی، مدینہ ہمارا، ہم مدینہ والے کہ، مدینہ ہمارا،

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(النساء:٦٥)

مدینہ آج بھی ہمارا ہے، کل بھی؟ پرسوں بھی؟ قیامت تک ہمارا، ہمارا مدینہ قیامت تک، چلو چلیں مدینہ چلیں، بکریوں کا چرواہا، چل پڑا، مدینہ کی طرف آیا، مدینہ پاک میں پہنچا، بکریاں مدینہ پاک سے باہر چھوڑ دیں، شہر مدینہ میں داخل ہو گیا، جب بکریوں کا چرواہا مدینہ پاک شہر میں داخل ہوا، لوگوں سے پوچھتا ہے، او لوگو! یہاں کوئی محمد ﷺ رہتے ہیں؟ جی ہاں، بالکل رہتے ہیں، وہ تو سردار مدینہ ہیں، سرتاج مدینہ ہیں، امام مدینہ ہیں، کائنات کے امام ہیں،

آؤ، تمہیں، ملوائیں، رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، سارا واقعہ بیان کیا، محبوب ﷺ جی، اس اس طرح بھیڑیئے نے راہنمائی کی ہے، اللہ ہدایت دینے پہ آئے، تو بھیڑیئے بھی سمجھا دیتے ہیں، کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام کیا ہے، شان کیا ہے، بھیڑیئے کی زبان سے سنا ہے، مصطفیٰ ﷺ کو پہچان گیا، تم نے تیس پارے مکمل پڑھ کر بھی نہیں جانا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، بخاری پڑھ کر بھی نہیں پہچانا، ظالمو! کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، حدیث پڑھ کر بھی نہیں جانا کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، کلمہ پڑھ کر بھی نہیں پہچانا کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں،

اگر تم جانتے ہوتے تو کسی پیر کے ہاتھ پہ بیعت نہ کرتے، یہ سب ماتحت ہیں، کوئی راہنما نہیں، ساری کائنات کا ایک ہی رہبر و راہنما محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، نبی پاک ﷺ کو حال احوال بیان کیا، کلمہ پڑھا، فرمانبردارِ رسول ﷺ بن گیا، فرمانبردارِ رسول ﷺ بننے کے بعد نبی

پاک ﷺ نے اس بکریوں کے چرواہے سے فرمایا،

جب تک نماز کا وقت نہ ہو، واپس نہیں جانا، اذان کا وقت ہو گیا، میرے بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ پاک میں اذان دی، اذان کے بعد نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی ہے، جماعت کروانے کے بعد سلام پھیرنے کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی اپنی جگہ پہ سب بیٹھے رہیں، یہ بکریوں کا ایک چرواہا آیا ہے، یہ ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے، اس نے کلمہ پڑھا ہے، کیوں آیا ہے، اور کیسے آیا ہے، کس نے بھیجا ہے، اور اس نے کیسے اسلام قبول کیا ہے، یہ اپنا سارا واقعہ سنائے گا،

اور تمہیں بتائے گا، کہ بھیڑیئے بھی جانتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، لوگو! کائنات جان گئی ہے، پہچان گئی ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ کون ہیں، پہچانو، پہچانو، مصطفیٰ ﷺ کو پہچانو، اللہ کا واسطہ ہے، مصطفیٰ ﷺ کو پہچانو، جناب مصطفیٰ ﷺ کی عزت وعظمت کو پہچانو، شان مصطفیٰ ﷺ کو پہچانو۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام آ جائیں تو؟

اگر تم شان مصطفیٰ ﷺ جانتے ہوتے اور ہم سے پوچھو، شان مصطفیٰ ﷺ جاننے والوں سے، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان پہ زندہ ہیں، انہوں نے قرب قیامت زمین پر آنا ہے اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پہ آ جائیں، جب زمین پہ آئیں گے تو تب بھی یہی بات ہو گی، اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام خدمت بھی کریں گے، محبت بھی کریں گے، ادب بھی کریں گے، احترام بھی کریں گے،

اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ روح اللہ بھی ہو کلمۃ اللہ بھی ہو، صاحب شریعت بھی ہو، صاحب انجیل بھی ہو، اللہ کے پیارے بھی ہو، اللہ کے امر سے آپ پیدا ہوئے، پھر آسمان پہ چلے گئے، پھر زمین پہ آئے ہیں، اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، جب تک آپ زمین پہ رہیں گے، محبت بھی کریں گے، آپ کے جوتے مبارک بھی اٹھائیں گے۔

لیکن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ کے حسن و جمال پہ قربان جائیں، آپ کی شان پہ قربان

جائیں، آپ کے مقام پہ قربان جائیں، لیکن اُسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ کے نام پہ مذہب چلائیں گے، مذہب محمد ﷺ کے نام پہ چلے گا، نسبت رسول اللہ ﷺ کے نام پہ، لیکن خدمت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں۔

بعض عیسائی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نام پہ مسلک چلانے کے لیے تیار ہیں، کہاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، کہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، کہاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، کہاں امام احمد رضا، کہاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، کہاں علمائے کرام، کہاں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام،

یہی کہیں گے، اے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خدمت بھی ہوگی، عزت بھی ہوگی، ادب بھی ہو گا، رحمہ اللہ بھی ہوگا، اللہ کے پیارے بھی ہو، محبوب بھی ہو، اللہ پاک آپ سے محبت کرے، رحمت کرے، آپ کی غلطیاں معاف کرے، آپ کے جنت میں درجات بلند کرے، لیکن ہماری محبت بھی ہوگی، ادب بھی ہوگا، اے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، اگر آپ دنیا میں تشریف لے آئے، خدمت بھی کریں گے، ادب بھی کریں گے۔

اگر ہمیں موقع ملے، اے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ لیکن مسلک آپ کے نام سے نہیں چلائیں گے، مسلک محمد ﷺ کے نام پہ، جماعت رسول اللہ ﷺ کے نام پہ، اہل حدیث ہی کہلوائیں گے، کیوں؟ حدیث والے حدیث والے رسول اللہ ﷺ والے، حدیث والے، سنت والے، رسول اللہ ﷺ کی بات ماننے والے، نسبت رسول ﷺ اللہ کی طرف رہے گی، احترام سب کا رہے گا، کیوں؟

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(النساء:٦٥)

سنیے! مقام مصطفیٰ ﷺ، شان مصطفیٰ ﷺ، عزت مصطفیٰ ﷺ، فطرت مصطفیٰ ﷺ، حرمت مصطفیٰ ﷺ، مقام مصطفیٰ ﷺ، اہل حدیث کا منہج، جو سچ کہے، نہیں مانتے، نہیں مانتے، جو کل سے کہے، نبی پاک ﷺ کی نہیں مانتے، اسے دیکھ کر کیا کہنا ہے، سبحان اللہ، جو صبح کو

کہے، اہل حدیث نبی پاک ﷺ کو نہیں مانتے، کیا کہنا ہے، سبحان اللہ، تم بھول گئے ہو، تمہیں غلطی ہوگئی ہے، سبحان اللہ، تم اپنی اصلاح کرلو، تمہیں غلطی ہوگئی ہے، اگر سبحان اللہ نہ آئے تو پڑھنا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾

یہ تو آتا ہوگا، اگر سبحان اللہ نہ پڑھ سکو، تو

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾

غلطی ہوگئی ہے، گمراہ ہوگئے ہو، تم نے نہیں جانا، مصطفیٰ ﷺ کو، تم کو نہیں پتہ، ماننا کس کو کہا جاتا ہے، اگر ماننے کا نام اس کو کہا جاتا ہے کہ جلدی سے ہلچل مچاؤ، اگر ماننے کا نام ہے، کہ اہل حدیثوں کو برا کہو، اگر ماننے کا نام ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہو، اگر ماننے کا نام ہے، کلمہ گووں پہ فتوی لگاؤ، اگر ماننے کا معنی اس کو کہا جاتا ہے، کہ جناب مصنوعی روضے بناؤ،

اگر ماننا اس کا نام ہوتا ہے کہ جعلی داڑھیاں رکھ لو، اگر ماننا اس کا نام ہوتا ہے، کہ جعلی عربی لباس پہن لو، اگر ماننا اس کا نام ہوتا ہے، کہ گلیوں میں ہلچل مچاؤ، تو پھر واقعی ہم نہیں مانتے،

اگر ماننے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ نسبت مصطفیٰ ﷺ سے کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا، نماز پڑھو، اگر ماننے کا معنی ہے، روزہ رکھو، اگر ماننے کا معنی ہے، درود وسلام پڑھو، اگر ماننے کا معنی ہے، شان مصطفیٰ ﷺ بیان کرو، اگر ماننے کا معنی ہے، حسن مصطفیٰ ﷺ بیان کرو، اگر ماننے کا معنی ہے، جمال مصطفیٰ ﷺ بیان کرو، اگر ماننے کا معنی ہے، کمال مصطفیٰ ﷺ بیان کرو، اگر ماننے کا معنی ہے، پیغمبر ﷺ کی اتباع کرو،

اگر ماننے کا معنی ہے، ایسے اٹھو جیسے مصطفیٰ ﷺ اٹھے، ایسے کھاؤ، جیسے مصطفیٰ ﷺ نے کھایا، ایسے نماز پڑھو، جیسے مصطفیٰ ﷺ نے پڑھی، تم کیا جانو۔

استقامت اہل حدیث:

مجھ سے پوچھو، میری جماعت کے تابعین سے پوچھو، یہ دیکھو، کابل کے ہیں، سیدنا عبد

اللہ غزنوی رحمہ اللہ، کابل کے شہر کے باہر کھڑا ہے، وقت کا حکمران ہے، کابل کا حکمران ہے، کیا کہتا ہے، عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جی بتاؤ، کیا چاہتے ہو؟ وقت کا حکمران کیا کہتا ہے، رفع الیدین چھوڑ دو، یا ملک چھوڑ دو، رفع الیدین چھوڑ دو یا ملک چھوڑ دو،

واہ عبد اللہ! تیری عظمت پہ قربان، آپ کی قبر پہ اللہ کروڑوں رحمتیں فرمائے، فرماتے ہیں،

اے کابل کے حکمران! سن لو! رفع الیدین نہیں چھوڑا جا سکتا، ملک چھوڑا جا سکتا ہے،

اہل حدیث محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو جانتا ہے، ہمیں رفع الیدین کی وجہ سے گالیاں دی گئی ہیں، اگر مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو نہ جانتے ہوتے، گالیوں کے ڈر سے چھوڑ دیتے، تمہاری اکثریت دیکھ کر چھوڑ دیتے، کیوں، نہیں، چھوڑا، سنت مصطفیٰ ﷺ کو، دھکے کھائے، ماریں کھائیں، الگ مسجدیں بنائیں، مصطفیٰ ﷺ کی ایک سنت بھی نہیں چھوڑی،

کیوں چھوڑیں؟ سنت مصطفیٰ ﷺ کا نشہ ہی ایسا ہے، سنت مصطفیٰ ﷺ کی لذت ہی ایسی ہے، سنت مصطفیٰ ﷺ میں حلاوت ہی ایسی ہے، جس کے منہ کو یہ سنت کی حلاوت لگ جائے، وہ جان نچھاور کر دیتا ہے، سنت مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا، طریقہ مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا، ادائے مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا، عادت مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا، طریقۂ مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا،

جس کو مصطفیٰ ﷺ کی سنت کی لذت مل جائے، عمل کرنے کی،

اگر ایسے سمجھ نہیں آئی، تو ایسے غور کرو، میں کہا کرتا ہوں۔

سوچ اپنی اپنی:

مولویو! قل شریف کیوں پڑھتے ہو؟ کہنے لگے، کھانا پینا ملتا ہے، میں نے کہا، ساتواں کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا، کھانا پینا ملتا ہے، میں نے کہا، تم چہلم اور گیارہویں کرتے ہو؟ کہنے لگے، کھانے پینے ملتے ہیں، او اہل حدیثو! تم اپنے آپ سے دشمنی کیوں کرتے ہو؟ یہ سب کام تم کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا، تم بھی لالچ میں ہو، ہم بھی لالچ میں ہیں، لالچ تم نے بھی کیا ہے، لالچ ہم نے بھی کیا ہے، لیکن تمہارا لالچ دنیا میں ختم ہو گیا ہے، یہاں لالچ

جاری ہے،

تم قل ساتواں چہلم، اہل حدیثو! کیوں نہیں کھاتے، اللہ کی قسم ہے، ہمیں ایک لالچ ہے، اگر وہ لالچ نہ ہوتا، ہم بھی تمہارے ساتھ بک گئے ہوتے، ہم بھی قل پہ نیچے منہ کر کے بیٹھ گئے ہوتے، چالیسواں پہ آگے ہوتے، ساتویں پہ آگے ہوتے، گیارہویں کی کھیروں میں آگے ہوتے، کیوں نہیں آئے،

لالچ کیا ہے، لالچ کی وجہ سے قل نہیں پڑھنا، ساتواں نہیں پڑھنا، چالیسواں نہیں پڑھنا؟

کہنے لگا، اہل حدیثو کو کیا لالچ ہے، میں نے کہا،

﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر: ۱)

محبت ہو تو ایسی؟

حوض کوثر کے لالچ میں چھوڑا ہے، بدعات و رسومات، ہمیں بھی نظر آتا ہے، دنیا میں، لیکن ہم میں اور تم میں فرق ہے، مولوی جی قل کھانے کے چھے گھنٹے بعد کچھ کھائے تو ہضم ہو جائے گا، دعا کرنی پڑے گی، اللہ جی اور کو مار، چھے گھنٹے بعد قل کا کھایا ہوا ہضم ہو جائے گا، پھر دعا کرنی پڑے گی، یا اللہ کوئی اچھا مقتدی کھاتا پیتا، اس کو اٹھا لو، جس کے گھر سے چالیس دن کھانا آتا رہے، چھے گھنٹے بعد ختم ہو جائے گا، تب کھانا ہضم ہو جائے گا

پھر جس لالچ میں ہم پڑ گئے ہیں، وہ پچاس ہزار سال پیاس نہیں لگنی، دوبارہ سنیے:

﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (الکوثر: ۱-۳)

محبوب ﷺ نے اللہ کے فضل و کرم سے حوض کوثر کا جام پلانا ہے، جام کوثر نبی پاک ﷺ نے پلانا ہے، اور شہد سے بھی میٹھا ہونا ہے، شہد سے میٹھی کوئی چیز نہیں ہوسکتی، حوض کوثر شہد سے میٹھا ہونا ہے، دودھ سے زیادہ سفید ہونا ہے، اور برف سے زیادہ ٹھنڈا؟ یہ ساری لذتیں، میں کہا کرتا ہوں،

سنئیے ! ساری لذتیں اپنی جگہ پر ہیں، لیکن سنو، اہل حدیث کی عقیدت، محبت، مجھے حوض کوثر سے پیار کیوں ہے؟ جام کوثر سے پیار کیوں ہے؟ اس وجہ سے نہیں کہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، سنو، قصور کے رہنے والو، پتوکی کے رہنے والو، میرا پیغام سنو، میری عقیدت سنو، مجھے حوض کوثر سے پیار کیوں ہے؟

وہ بہت بڑا لمبا حوض ہے، اس وجہ سے نہیں، بہت چوڑا حوض ہے، اس وجہ سے نہیں، جناب سونے اور چاندی کے پیالے ہیں، اس وجہ سے نہیں، جناب اس کا پانی بہت میٹھا ہے، اس وجہ سے بھی نہیں، اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے، اس وجہ سے بھی نہیں، مجھے حوض کوثر کے جام سے پیار کیوں ہے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس وجہ سے؟

اللہ کی قسم! اس وجہ سے بھی نہیں!

سنو! پچاس ہزار سال پیاس نہیں لگنی، جو پی لے گا، اس وجہ سے بھی پیار نہیں، حوض کوثر سے پیار کیوں ہے، وجہ کیا ہے؟ پلانے والے ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے ہونے ہیں، ہاتھ مبارک مصطفیٰ ﷺ کے ہونے ہیں، پینے والے گناہ گار ہوں گے، پلانے والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے، تو پھر ساری ماریں بھول جانی ہیں، سفر کی تھکاوٹیں دور ہو جانی ہیں، ماریں بھول جانی ہیں، تکلیفیں فی سبیل اللہ بھول جانی ہیں،

کبھی فون پہ دھمکیاں ملتی ہیں، کبھی جناب ماریں پڑتی ہیں، کبھی پرچے ہوتے ہیں، کبھی ہتھکڑیاں ڈلتی ہیں، کبھی جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑتا ہے، یہ ساری مصیبتیں پریشانیاں، کبھی جناب بچے کہتے ہیں، آج نہ جاؤ، اس جگہ پہ، میسج غلط آ رہے ہیں، ہوسکتا ہے کوئی واردات نہ ہو جائے، یہ بھی ہم اپنی اولاد کو کہہ کر آتے ہیں، ہوسکتا ہے، واپسی نہ ہو، اپنی اولاد سے کہا جاتا ہے، اپنے آپ کو یتیم سمجھنا، ہم بھی آج گئے یا کل گئے، اپنے مسلک اہل حدیث کی عزت و وقار کے لیے اپنی جان کو نچھاور کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے، جان جاتی ہے جائے، اور میں کہا کرتا ہوں، کبھی کبھی خیال کرتا ہوں، کتنے خوش نصیب ہم یزدانی جیسے کہاں، ہماری قسمت ہو علامہ شہید جیسی کہ

کافر تو کرتا ہے شمشیر پہ بھروسہ

قرآن پڑھتے ہوں، تو موت آ جائے، قرآن بیان کرتے ہوں، تو موت آ جائے، یہ خوش نصیبوں کے حصہ میں آتی ہے، ہمارے جیسے بدنصیب اس مقام پر کیسے پہنچ سکتے ہیں، لیکن میری بات سن لو، یہ ساری چیزیں جب اہل حدیث پڑھ لے، ساری تھکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں، حدیث پڑھتے ہیں، اولاد کی محبت مغلوب ہو جاتی ہے، بچیوں کی محبت مغلوب ہو جاتی ہے، والدین کی محبت مغلوب ہو جاتی ہے، دنیا کی، مال کی، دولت کی، سفر کی، حضر کی، ساری تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں،

ایک حدیث نے غنی کر دیا ہے، ایک حدیث پہ ہم قربان ہو جائیں، اس حدیث مصطفیٰ ﷺ پہ کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، میں حوض کوثر پہ بیٹھا ہوں گا۔

عزت کس میں؟

سنو، اہل حدیثو، اہل حدیثو، مبلغ بن جاؤ، اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل کروا دو، اہل حدیثو! مبلغ اسلام بن جاؤ، اہل حدیثو، دَاعِیْ اِلَی اللّٰهِ بن جاؤ۔

اسلام کے داعی بن جاؤ، چوری میں کوئی عزت نہیں ہے کہ میں کوئی عزت نہیں ہے، زنا میں کوئی عزت نہیں ہے، بدکاری میں کوئی عزت نہیں ہے، گانوں میں کوئی عزت نہیں ہے، فحاشی میں کوئی عزت نہیں ہے، گناہوں میں کوئی عزت نہیں ہے، تاش کھیلنے میں کوئی عزت نہیں ہے، مرغ بٹیر لڑانے میں کوئی عزت نہیں ہے، داڑھی منڈوانے میں کوئی عزت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے میں کوئی عزت نہیں ہے، عزت محمد ﷺ کی سنت میں ہے،

دیکھو، مقام کیسے ملتا ہے، سنو! نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اس حدیث پہ قربان ہو جائیں، اس حدیث کے لیے، اگر ماریں پڑتی ہیں، تو ماریں کھانے کے لیے تیار ہیں، حدیث سنیں، نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا، آپ ﷺ فرماتے ہی، میں حوض کوثر پہ بیٹھا ہوں گا۔

ساقی ہو تو ایسا؟

میں حوض کوثر پہ بیٹھا ہوں گا، اور جب میری امت کے علماء آئیں گے، جنہوں نے

میرے دین کے لیے ماریں کھائی ہوں گی، میرے دین کے لیے تکلیفیں برداشت کی ہوں گی، جب وہ آئیں گے، تو میں کہوں گا، فرشتو! دیکھو، میری امت کے علمائے حق آ رہے ہیں، جی یا رسول اللہ ﷺ! آ رہے ہیں، سونے چاندی کے سارے پیالے رکھ دو، پیالے رکھو، یا رسول اللہ ﷺ! اس گروہ کو پانی نہیں پلانا، فرمایا، پلانا ہے،

فرمایا، سونے چاندی کے پیالے کیوں رکھیں، یہ حوض کوثر کے پیارے پیالے یہ کیوں رکھ دیں، فرشتے عرض کریں گے، یا رسول اللہ ﷺ! پیالے کیوں رکھ دیں، نبی پاک ﷺ فرمائیں گے، یہ میری امت کے وہ علماء آئے ہیں، جن کو میں سونے چاندی کے پیالوں، کہاں سونے چاندی کے پیالے، کہاں حدیث کا منظر، کہاں سونے چاندی کے برتن، کہاں ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے نبی پاک ﷺ فرمائیں گے، فرشتو، ان کو پیالوں میں پانی نہیں پلانا، یا رسول اللہ ﷺ! کیسے پلانا چاہتے ہو، فرمایا، حوض سے اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گا، ہاتھوں سے پلاؤں گا، جام کوثر ہو، ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے ہوں، جام کوثر ہو، ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے ہوں، اوپر ہونٹ لگے ہوں، علامہ احسان رحمہ اللہ کے ہونٹ لگے ہوں، یزدانی شہید رحمہ اللہ کے ہونٹ لگے ہوں، شیخ القرآن کے، ہونٹ لگے ہوں، شاہ عبدالغنی کے ہونٹ لگے ہوں،

نقوی خاندان کے علماء کے، روپڑی خاندان کے علماء کے، غزنوی خاندان کے علماء امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، امام بخاری، مسلم، داود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، علمائے امت پانی پی رہے ہوں، مصطفیٰ ﷺ پلا رہے ہو، کیسا نقشہ ہوگا،

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر:۱)

بدعت کا نقصان:

سارے لڈو مخانے کیوں چھوڑے، یہ رسومات بدعات کیوں چھوڑیں کہ آواز آئے گی،

﴿إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ﴾

جاگ جاؤ، ڈٹ جاؤ، اہل حدیث کے جوانو! اپنے مسلک کی غیرت پر ڈٹ جاؤ، ڈٹ جاؤ، اپنے مسلک کی غیرت اہمیت پر ڈٹ جایئے، قرآن وحدیث پہ ڈٹ جایئے، پیغمبر ﷺ

کی سنت مبارکہ پر کھل کر رفع الیدین کیجیے، اونچے ہاتھ اٹھائیے، دو کندھوں کے درمیان اٹھائیے، مت چھپیئے، کھل کر رفع الیدین کیجیے، فاتحہ کے آخر میں آمین پڑھیے۔

جنازہ پڑھیے، سنت کے مطابق پڑھیئے، پاؤں سے پاؤں ملائیے، ساتویں چالیسویں کا انکار کیجیے، بائیکاٹ کیجیے، سنت پہ ڈٹ جائیے، ڈٹ جائیے، اگر اہل بدعت شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں، آج وقت ہے، اگر نہیں ڈٹو گئے، مر جاؤ گے، ختم ہو جاؤ گے، اہل شرک بیدار ہو چکے ہیں، وہ تمہارے علماء، تمہارے مسلک کے خلاف پروپیگنڈا پورے عروج پر ہے، اب وقت ہے، تمہارے اٹھنے کا، وقت ہے، تمہارے غیرت میں آنے کا، وقت ہے، تمہارے جوش میں آنے کا۔

اور علامہ شہید فرمایا کرتے تھے، تم سارے پلٹ جاؤ، میں اکیلا لڑوں گا، اور اس وقت تک لڑتے رہیں گے، جب تک اس ملک کی فضاؤں میں قرآن وسنت کا پرچم نہیں لہرا جاتا، اگر مسلک اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلائے تو آپ آنے کے لیے تیار ہو، پانچ بندوں نے ہاتھ کھڑا کیا، مجھے لگتا ہے، نہیں ہو، جو حوض کوثر کا جام پینے کے لیے تیار ہو اہل شرک، اہل بدعت کی رسومات کا بائیکاٹ ہوگا، قرآن وسنت پر عمل ہوگا، اللہ سے دعا ہے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے،

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



درود و سلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

کام کی باتیں:

ذی وقار علمائے کرام، بزرگو اور دوستو!

توجہ میری طرف رہے!

مجھے حکم ہوا ہے، کہ میٹھی میٹھی گفتگو کرنی ہے، ان شاء اللہ! میٹھی رہے گی، دس منٹ بعد مجھے کچھ ہو جاتا ہے، اگر وہ نہ ہوا تو ان شاء اللہ، میٹھی رہے گی، ان شاء اللہ، سارا قرآن پاک میٹھا ہے، پیغمبر ﷺ کی ہر حدیث میٹھی ہے،

اور اصل میں بندہ بیمار ہوتا ہے، بیمار بندے کو جب دوائی دیں، تو اسے پانی بھی کڑوا محسوس ہوتا ہے، پانی میٹھا ہوتا ہے، لیکن ذائقہ خراب لگتا ہے، قرآن پاک میٹھا ہے، حدیث میٹھی ہے، اگر کسی کے منہ کا ذائقہ خراب ہو، وہ بیمار ہو تو میں پیشگی معذرت چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفاء دے، (آمین) وہ اپنی بیماری کا علاج کروائے، میرے ساتھ کیوں پریشان ہوتا ہے،

جو بیمار ہے، اسے چاہیے کہ اپنی بیماری کا علاج کروائے، اور بعض دفعہ بیماری کے علاج کے لیے آپریشن بھی کرنا پڑتا ہے، اور پھر ٹانکے وغیرہ بھی لگانے پڑتے ہیں، پھر بیمار بندہ پریشان بھی ہوتا ہے، چیختا چلاتا ہے، کہیں بھی شفاء مل جائے تو پھر اس ڈاکٹر کا پتہ دوسرے لوگوں کو بھی بتاتا ہے، کہ فلاں کے پاس جانا، اس کے پاس بڑی شفاء ہے،

اس لیے جو کوئی بیمار احباب ہیں، وہ پریشان تو ہوں گے، لیکن میں ان کی شفاء کی دوا کروں گا، ان شاء اللہ، اگر دوا کے نسخے پہ عمل کرو گے، تو ساتھ پرہیز بھی کرنا پڑے گا، تو ان شاء اللہ شفاء ضرور ملے گی، کیونکہ قرآن پاک بھی شفاء ہے اور پیغمبر پاک ﷺ کی حدیث بھی شفاء ہے، ان دونوں کے علاوہ ان شاء اللہ میں کوئی اور چیز دوں گا ہی نہیں،

اس لیے غور فرمائیں!

کوئی ابہام اشکال پیدا ہونے سے پہلے ہی اسٹیج کی طرف سے اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ آدمی اپنا سوال تحریری لکھ دے، میں اپنی علمی حیثیت کے مطابق جواب عرض کروں گا، اور جو مسئلہ نہیں آتا ہوگا، وہ بتا دوں گا، کہ یہ مسئلہ مجھے نہیں آتا، اگلی بار پڑھ کر کسی سے پوچھ کر مطالعہ کر کے بتا دوں گا، یہ نہیں کہوں گا، کہ آتا تو نہیں، چلو بتلاتا ہوں، جب آتا ہی نہیں ہوگا، پھر بتلائے گا کیا؟ وہی بتلائے گا، پھر خود بھی گمراہ ہوگا، اور ساتھ میں دوسرے کو بھی کرے گا،

یہ بھی بہت بڑا علم ہے کہ کہہ دینا کہ یہ مسئلہ میرے علم میں نہیں، بذات خود ایک علم ہے، اگر یہ کہہ دے کہ علم میں تو نہیں ہے، چلو، بتلاتا ہوں، یہ جہالت ہے، اس چیز کا نام علم ہے کہ جس کا علم ہے، وہ بتلا دو، جس کا علم نہیں، اس کا کہہ دو کہ میرے علم میں نہیں،

امام شافعی رحمہ اللہ کا واقعہ:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس ایک سائل آیا، بڑی دور سے سوال کرنے جب آیا، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس آ کر مسئلہ پوچھا، فرمایا، آپ رحمہ اللہ امام ہیں؟ فرمایا، جی، کیا مسئلہ پوچھنا ہے؟ فرمایا، پوچھو، اس نے مسئلہ پوچھا، فرمایا، میرے علم میں نہیں، اس نے کہا، میں نے اتنا سفر کیا ہے کہ آپ بہت بڑے امام ہیں،

فرمایا، میرے علم میں نہیں، اس نے کہا، چلو اب آیا تو ہوں، وہ نہیں، جو پوچھنا تھا، کوئی اور ہی پوچھ لیتا ہوں، دوسرا مسئلہ پوچھا، فرمایا، یہ بھی میرے علم میں نہیں، اس نے تیسرا مسئلہ پوچھا، فرمایا، لَا اَدْرِیْ، میں نہیں جانتا، اس نے چوتھا مسئلہ پوچھا، فرمایا، لا ادری، میں

نہیں جانتا، بہت پریشان ہوا، کہنے لگا، آپ لا ادری ، کے امام ہیں؟
جو بھی پوچھو، وہ ہی آپ کے علم میں نہیں، آپ رحمۃ اللہ نے فرمایا، دنیا میں لا ادری ، کہنا آسان ہے، قیامت والے دن حساب دینا مشکل ہے، دنیا میں یہ کہہ دینا کہ یہ مسئلہ میرے علم میں نہیں، آسان ہے، اور جھوٹ بول کر قیامت والے دن اللہ تعالیٰ سے جان چھڑانا بہت مشکل ہے،

اس لیے پورے گاؤں میں جس مقام تک آواز جارہی ہے، اور جو احباب تشریف فرما ہیں، جتنا وقت آپ لوگوں نے مجھے دیا ہے، وہ میرے پاس تمہاری امانت ہے، میں کوشش کروں گا، کہ اس وقت کو ضائع نہ کروں، قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک پیغام دوں، اور یہ بات بھی میرے علم میں ہے، کہ قیامت والے دن اس وقت کے بارے میں مجھ سے سوال ہونا ہے،

اس لیے کسی شخص کو، کسی گروہ کو خوش کرنے کے لیے، میں جھوٹ بولنے پر بھی تیار نہیں، مذہبی تعصب میں آکر میں کوئی غلط بات کہنے کو بھی تیار نہیں، بات وہی ہوگی، جو قرآن پاک میں ہے، اور پیغمبر ﷺ کی زبان اور حدیث میں ہے، کیونکہ ایک ایک لفظ کے بارے میں قیامت والے دن حساب وکتاب ہونا ہے،

میں کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنی آخرت خراب نہیں کروں گا، بندہ رات دن کا سفر بھی کرے، والدین اور اولاد کو چھوڑ کر آئے اور پھر آکر جھوٹ بولے، اگر جھوٹ بولنا ہے، تو بندہ وکیل بن کر عدالت میں بیٹھ جائے، کوئی ضروری ہے کہ مسجد میں آکر جھوٹ بولنا ہے، اگر کوئی وکیل بیٹھا ہے تو ناراض نہ ہونا، اگر جھوٹ بولنا ہو تو اور راستے موجود ہیں، ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پہ جھوٹ نہیں۔

چھوٹا شخص بڑا مجرم:

سب سے زیادہ مجرم وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولے، اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولے، یہ بھی ممکن ہے جس طرح حدیث پاک ہے، صحیح

البخاری میں سیدنا امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ وقت کے خلیفہ تھے، آپ کو کوئی کام پڑھ گیا، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، آپ نے انہیں بلا بھیجا، وہ تشریف لے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آ کر دروازہ کھٹکھٹایا، آپ رضی اللہ عنہ کسی کام میں مصروف تھے، نہ آواز دے سکے، نہ دروازہ کھول سکے،

دوسری مرتبہ پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام پیش کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے نہ دروازہ کھولا، اور نہ ہی آگے سے جواب دیا، سلام کا جواب نہیں دیا، تیسری بار دروازہ کھٹکھٹایا، جب تین بار دروازہ کھٹکھٹایا، جواب نہ آیا، تو واپس چلے گے، حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ تشریف لائے، دروازہ کھولا، دیکھا، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واپس جا رہے ہیں، آواز دی، فرمایا، ابو موسیٰ بلایا تھا، آئے ہو، پھر واپس کیوں جا رہے ہو؟

فرمایا، اے امیر المؤمنین تین بار سلام پیش کیا ہے، دروازے پر دستک دی ہے، جواب نہیں ملا، فرمایا، امیر المؤمنین نے، میں نے آپ کو بلایا تھا، چاہے، جواب نہیں ملا تھا، آپ کو کھڑے رہنا چاہیے تھا، دروازہ کھٹکھٹاتے رہنا چاہیے تھا، فرمایا، اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ، نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے، کسی دروازہ پر جاؤ، تو تین بار دستک دو، اگر جواب مل جائے، تو ٹھیک ورنہ، واپس چلے جاؤ، آپ رضی اللہ عنہ کی شان اپنی جگہ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اپنی جگہ، میں حدیث کی مخالفت کس طرح کر سکتا تھا، لہٰذا میں اس لیے واپس جا رہا تھا،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حیران و پریشان ہو گئے، فرمایا، یہ حدیث میں نے نہیں سنی، یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نہیں سنی، یہ حدیث میرے علم میں نہیں،

یاد رکھیے!

حدیث بالکل معروف ہے، عام حدیث تقریباً دین سمجھنے والے انسان سے سنی ہو گی کہ تین بار دروازہ کھٹکھٹاؤ، جواب آئے تو ٹھیک ورنہ واپس آ جاؤ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں اس وقت یہ حدیث نہیں تھی، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں، کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں نہ ہو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی کمی نہیں، اور اگر کوئی مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم میں نہ ہو،

تو کیوں لڑ پڑتے ہو؟

اگر کوئی مسئلہ امام شافعی رحمہ اللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے علم میں نہ ہو، تو ہم کہتے ہیں، کہ یہ مسئلہ ہو سکتا ہے، امام صاحب کے علم میں نہ ہو، پھر لڑائی کس بات کی؟ جھگڑا کس بات کا؟ بڑی سے بڑی ہستی کے علم میں بعض دفعہ مسئلہ نہیں ہوتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ مسئلہ میرے علم میں نہیں، یہ حدیث میں نے نہیں سنی، فرمایا، اے ابوموسیٰ، آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟

فرمایا، ہاں ہاں، سنی ہے، فرمایا، جاؤ، کوئی گواہ لے کر آؤ، اگر آپ گواہ لے کر نہ آئے تو اس کا مطلب ہے، کہ آپ نے اپنے پاس سے حدیث بنائی ہے، اور میں آپ کو کوڑے ماروں گا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے، اس کا مطلب تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں، کہ جو حدیث پاس سے بنائے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے، اسے کوڑے مارے جائیں،

یا اللہ! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیج دے، دیکھتے ہیں، کوڑے کس کس کو لگتے ہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جاؤ، اس کا کوئی گواہ لے کر آؤ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے، اگر حدیث کا کوئی گواہ نہ ملا، تو کوڑے لگ جائیں گے، گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہیں، جا کر اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بول اٹھے، ابوموسیٰ! پریشان نہ ہوں، یہ حدیث تو مدینہ پاک کے بچوں کو بھی یاد ہے،

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ساتھ چلے، جا کر گواہی دی، حضرت امیر المؤمنین سے کہا، یہ حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واقع ہی بیان فرمائی ہے، فرمایا، الحمد للہ، حدیث سنی اور خاموش ہو گئے۔

عظمت اہل حدیث:

تو آیئے! جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں، مسائل پوچھئے، سوال کیجیے، یہ اہل حدیث کا حق بنتا ہے، کہ اہل حدیث اس وقت کائنات میں ایک فرقہ، ایک گروہ، کا خطیب اور امام نہیں ہوتا، یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کا امام ہوتا ہے، ہر مکتبہ ہائے فکر کے لوگ اس کے اپنے مکتبہ ہائے فکر کے لوگ نماز پڑھتے ہیں، اہل حدیث بیک وقت ساری امت کا امام ہوتا ہے،

اگر اس مسجد میں نظر نہ آئے تو جایئے، مکہ پاک میں، مدینہ پاک میں، ہر مکتبہ ہائے فکر کے لوگ پیچھے ہوتے ہیں، مصلے پہ اہل حدیث کا امام ہوتا ہے، مسجد نبوی ﷺ کا امام اہل الحدیث ہے، مسجد الحرام کا امام اہل الحدیث ہے، امام حج میدان عرفات کا امام، اہل الحدیث ہوتا ہے، یہ عظمت اللہ تعالیٰ اہل حدیث کو عطا کرتا ہے، کہ سارے فرقے پیچھے ہوتے ہیں، اہل حدیث مصلیٰ امامت پہ ہوتا ہے، اس سے بڑے اور اعزاز کی بات کیا ہو گی؟

آیئے آگے بڑھیے!

سوال کرنا آپ کا حق ہے، جواب دینا ہمارا فریضہ ہے، لیکن یاد رکھیے!

جس مسئلے کے بارے میں ہمارے پاس دلیل نہیں ہو گی، اگر وہ مسئلہ قرآن و حدیث میں نہیں ہو گا، اسی وقت چھوڑنے کا اعلان کر دیں گے، لیکن قرآن و سنت کی روشنی میں ایک پیغام دینا چاہتے ہیں، ہمارے جلسے کا مقصد انتشار و اختلاف نہیں ہے، محبت کی فضا بنانا ہے، ہمیں عذاب الٰہی سے بچانا مقصود ہے، تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچو، بدعت سے شرک سے بچو،

توحید و سنت کا ایک پیغام دینا مقصود ہے، ہمارا مقصد اصلاح ہے، اور فساد کا مقصد نہیں ہے، اصلاح کا مقصد ہے کہ آیئے اصلاح کیجیے، اپنے عقائد کی اصلاح کیجیے، اپنے اعمال کی اصلاح کیجیے، میں ایک پیغام اس آیت کی روشنی میں دینا چاہتا ہوں کہ خطبہ مسنونہ اندر میں پڑھ چکا ہوں، کہ سرور کائنات محمد الرسول اللہ ﷺ کے حوالے سے اہل حدیث کے بارے میں مغالطہ تو سنا ہو گا، کہ اہل حدیث پیغمبر ﷺ پہ درود نہیں پڑھتے، آپ ﷺ پر سلام نہیں پڑھتے، اگر زندہ ہو، تو درود و سلام نہیں پڑھتے، اگر مر جائے، اہل حدیث تو

مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود

مرنے کے بعد فاتحہ درود نہیں، یعنی درود اہل حدیث نہیں پڑھتے،

لازم ہے تم پر تحقیق کرنا:

میں عرض کرنا چاہتا ہوں، بہت بڑا مغالطہ ہے، اور کسی پہ الزام نہیں لگایا جاتا،

یاد رکھیے!

الزام سے پہلے تحقیق ہوتی ہے، اگر کوئی شخص آپ کو کہے کہ جناب اہل حدیث درود نہیں پڑھتے، اس سے ایک سوال تو کیجیے، اس سے تحقیق کیجیے، سوال کیجئے، اہل حدیث کا نقطۂ نظر سنیئے، جو درود کا انکاری ہے، وہ مسلمان نہیں، جو نام مصطفیٰ ﷺ سن کر درود نہیں پڑھتا، وہ بندہ بخیل و لعنتی ہے، وہ رب کی لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے، جو مصطفیٰ ﷺ کا نام سن کر درود نہ پڑھے اور پھر جو الزام لگائے، اس کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے،

یہ میرا عقیدہ ہے، اس عقیدہ کی روشنی میں بات کو میں آگے بڑھاتا ہوں!

صحابی رضی اللہ عنہ کون؟

سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصطفیٰ ﷺ کے چہرے کا دیدار کیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آج تک کوئی نبی پاک ﷺ کے چہرے کا دیدار حالت بیداری میں کر سکا؟ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرف لے گئے، نبی پاک ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا ہے، اس دن سے لے کر وفات تک جس جس نے مصطفیٰ ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھا ہے، وہ کون ہے؟

جس دن آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا ہے، اس دن سے لے کر جس جس شخص نے بحالت ایمان نبی پاک ﷺ سے ملاقات کی ہے، وہ کون ہیں؟ جب حضور ﷺ دنیا سے چلے گئے، اس دن کے بعد کوئی صحابی بنا؟ کوئی بن سکتا ہے؟ کیوں نہیں بن سکتا؟ یہ مولویوں سے پوچھا ہے؟ توجہ ہے؟

بات سمجھ میں آئے گی، میں اصل میں ایک گھنٹہ ٹائم رکھ چکا ہوں، اور میں جس جگہ پہ پہلی بار آؤں، وہاں عوام مجھے ڈیڑھ گھنٹے بعد سمجھتی ہے کہ ہمیں بتانا کیا چاہتا ہے، اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اگلا ڈیڑھ گھنٹا میں مسئلہ سمجھاتا ہوں، اور آپ لوگوں کو آدھا گھنٹہ میں، میں نے بتانا ہے کہ میں آپ لوگوں کو سمجھانا کیا چاہتا ہوں، آپ سمجھنا کیا چاہتے ہو، آدھا گھنٹہ میں پھر مسئلہ سمجھانا ہے،

توجہ ہے؟ ماشاء اللہ! غور فرمایئے۔

نبی رحمت ﷺ کی وفات پاک کے بعد، اس دن سے لے کر آج تک کوئی صحابی بنا؟ اور آج سے قیامت تک کوئی صحابی بنے گا؟ کیوں نہیں بنے گا یہ مسئلہ میں نے حل نہیں کرنا، اپنے اپنے علماء سے پوچھنا، کہ جب نبی پاک ﷺ دنیا میں تھے، لوگ دیکھ دیکھ کر صحابی بنتے تھے، پھر جب نبی پاک ﷺ دنیا سے چلے گئے، پھر کوئی صحابی کیوں نہ بنا؟

یہ سوال کیجیے اور پوچھیئے، اگر مجھ سے پوچھو گے تو دس منٹ بعد بات کڑوی ہو جائے گی، اس لیے میں تو اس طرف جانا نہیں چاہتا، آیئے، پیار و محبت سے ایک پیغام سنیئے!

آقا علیہ السلام رحلت فرما گئے:

آج نبی رحمت ﷺ اس کائنات میں موجود نہیں، کہ آپ ﷺ کی زیارت کی جا سکے، آپ ﷺ اس کائنات میں موجود نہیں، کہ جناب آپ ﷺ کی خدمت کی جا سکے، اگر آج پیغمبر ﷺ موجود ہوتے، آپ ﷺ کو مسواک پیش کرتے، پیغمبر ﷺ موجود ہوتے، آپ ﷺ کے جوتے اٹھاتے، اللہ کی قسم ہے، دنیا کے تاج میں وہ لذت نہیں، دنیا کا تاج پہننے سے وہ سکون نہیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جوتے اٹھانے میں لذت رکھی ہے، جو رحمت اور سکون اس میں ہے،

اگر آج نبی پاک ﷺ موجود ہوتے، ہم آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھاتے، اگر آپ ﷺ کائنات میں موجود ہوتے، آپ ﷺ کو دودھ پیش کرتے، اگر آپ ﷺ کائنات میں موجود ہوتے، آپ ﷺ کو گوشت پیش کرتے، آپ ﷺ کو کھانا پیش کرتے، آپ ﷺ کے در اقدس پہ حاضری دیتے، کبھی کبھی حاضری دے کر عرض کرتے، محبوب ﷺ جی، کبھی ہمارے گھر میں تشریف لے آئیں،

سنا ہے آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
ہمارے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

حضور ﷺ کائنات میں موجود ہوتے، آپ ﷺ سے عرض کرتے، یا رسول اللہ ﷺ!

ہمارے گھر میں بھی تشریف لائیے، اس اعزاز کو جناب دنیا میں کوئی حاصل کرسکتا ہے؟ نہیں کر سکتا، کہ مصطفیٰ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لے آئیں، ہم آپ ﷺ کے در اقدس پہ حاضری دیں، نہیں، آپ ﷺ اس کائنات میں موجود نہیں، آپ ﷺ کی بات موجود ہے، آپ ﷺ کی شریعت موجود ہے، آپ ﷺ کا قرآن پاک موجود ہے، آپ ﷺ کی حدیث موجود ہے، بلکہ میرا دعویٰ ہے، زبان مصطفیٰ ﷺ سے جو جملہ نکلا ہے، ایک ایک جملہ آج بھی محفوظ ہے، اور قیامت تک محفوظ رہے گا، پیغمبر ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہو، ایک ایک لفظ جملہ محفوظ ہے، اور محفوظ رہے گا،

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے:

سنیئے! اور میرا پیغام سنیئے اور نوٹ کیجیے، ایک ایک بات پہ غور کیجیے، ایک ایک بات کو دل میں جگہ دیجیے، نوٹ کیجیے، اور لکھیئے، اور پھر اپنے عقائد کی روشنی میں اس کو جانچیئے، قرآن و سنت کی پڑتال تحقیق کیجیے، قرآن پاک کھولیے، حدیث مبارکہ کھولئے، ان شاء اللہ بات قرآن وحدیث سے ملے گی،

لیکن شرط یہ ہے کہ تعصب سے خالی ہو کر ذہن دماغ صاف کر کے جو مسلک پہلے آپ کے دماغ میں بھرا ہے، اس کو ذرا نکال کر تعصب سے ہٹ کر، اہل حدیث بریلوی دیوبندی کی تقسیم سے ہٹ کر قرآن پاک پہ غور کیجیے، حدیث مبارکہ پہ غور کیجیے، پڑھیئے اور مطالعہ کیجیے،

میں اس لیے نہیں آیا کہ تم اہل حدیث بنو، میں اس لیے نہیں آیا، کہ تم بریلوی دیوبندی تقسیم میں رہو، میں اس لیے آیا ہوں، نہ بنو اہل حدیث، قرآن تو پڑھو، نا، قرآن پاک تو سانجھا ہے، جو قرآن پاک بنائے، وہ بن جاؤ، جو حدیث بنائے، وہ بن جاؤ، جو قرآن پاک میں ہے، وہ عقیدہ بناؤ، جو حدیث مبارکہ میں ہے، وہ عقیدہ اپناؤ،

قرآن پاک کیا کہہ رہا ہے، حدیث مبارکہ کیا پیغام دے رہی ہے، آیئے سنیئے، غور کیجیے، اور لکھیئے، میری بات، توجہ فرمایئے!

جو پیغام میں دینا چاہتا ہوں، آج اس وقت پیغمبر ﷺ کائنات میں موجود نہیں کہ

آپ ﷺ کی خدمت کی جا سکے، اگر آپ ﷺ دنیا میں موجود ہوتے، تو اللہ کی قسم، ساری دنیا کو چھوڑ کر مصطفیٰ ﷺ کے در پہ حاضری دیتے، آپ ﷺ کی خدمت کرتے، آپ ﷺ کا مصلیٰ اٹھاتے، آپ ﷺ کا پانی کا لوٹا اٹھاتے، آپ ﷺ کے لیے پانی پیش کرتے، آپ ﷺ کی خدمت کرتے، آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھاتے، آپ ﷺ کو تحفے پیش کرتے۔ اگر آج کائنات میں صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، وعلی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھنے والے موجود ہوتے، ان کی خدمت کرتے، اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ موجود ہوتے، ان کی خدمت کرتے،

محبت اہلحدیث:

اگر اماں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا موجود ہوتیں، رب اکبر کی قسم ہے، میں ساری دنیا کو چھوڑ کر اماں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دروازے کی چاکری کرتا، آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرتا، آپ رضی اللہ عنہا کی نوکری کرتا، آپ رضی اللہ عنہا کے دربار پہ حاضری دیتا، آپ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حاضری دیتا، اماں جی سے عرض کرتا ہے، اماں جی کوئی چیز چاہیے، خدمت کے لیے ہم پیش کر دیں، اگر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا موجود ہوتیں، ان کے دروازے پہ چاکری کرتے، ساری زندگی بسر کر دیتے،

رب اکبر کی قسم ہے، وہ لذت پاکستان کی وزارت عظمیٰ میں نہیں ہے جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پہ چاکری کرنے پہ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے، ذرا قریب آ کر بیٹھیے تو سہی، اہل حدیث کے پاس آیئے، تو سہی، ہماری بات سنیئے تو سہی، ہمارا پیغام سنیئے تو سہی،

ہمیں طعنہ دینے والو کہ اہل حدیث پیغمبر ﷺ کا ادب واحترام نہیں کرتے،

سنیئے! ہمارے پاس دنیا میں اور ہے ہی کیا، ہماری تو روح پیغمبر ﷺ ہیں، ہمارا تو ایمان پیغمبر ﷺ ہیں، ہماری کل کائنات پیغمبر ﷺ ہیں، پیغمبر ﷺ کے علاوہ ہمارا کون ہے، بلکہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے، رب اکبر کی قسم ہے، ہمیں جس سے بھی پیار ہے، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے ہے، بلکہ میں کھل کر کہہ دوں، صدیق رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں، ڈائریکٹ میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں، میں صدیق رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں، اس لیے کہ پیغمبر ﷺ کے غلام ہیں،

پیغمبر ﷺ کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے سیدنا مولانا علی رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہے، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے حسنین رضی اللہ عنہما سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے شہدائے کربلا سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، اماں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پیار کرتا ہوں،

پیغمبر ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے اہل بیت سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے بلکہ آگے بڑھیئے، میں مکہ پاک سے بھی پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے مدینہ پاک سے پیار کرتا ہوں، پیغمبر ﷺ کی وجہ سے بلکہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے، اس مٹی کا احترام کرو، جس مٹی پہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے قدم رکھا ہے، تم نے نہیں سوچا کہ اہل حدیث نے آج تک اپنے نام کے ساتھ لفظ اہل حدیث کیوں جوڑا ہے کہ حدیث کا تعلق حضور ﷺ کے وجود اطہر سے، آپ ﷺ کے قول و فعل تقریر سے ہے، ہم نے اسی لیے اگر پیغمبر ﷺ کی حیثیت کو پہچانا نہ ہوتا تو آج تقسیم ہو گئے ہوتے، حنفیت کی تقسیم میں شافعی و مالکی و حنبلی کی تقسیم،

یہ سارے امام برحق، یہ سارے امام اعلیٰ، یہ سارے امام افضل، یہ سارے امام پیارے یہ سارے امام محبوب ہیں، سب اماموں سے محبت ہے، لیکن ہم اس تقسیم میں تقسیم کیوں نہیں ہوئے، اس وجہ سے کہ اپنے مصطفیٰ ﷺ کو پہچانتے ہیں، ہمارے مطابق، ہماری کل کائنات پیغمبر ﷺ ہمارے مرشد پیغمبر ﷺ ہم ماتحت پیغمبر ﷺ ہیں، پیغمبر ﷺ کے ماتحت، پیغمبر مقتداء پیغمبر ﷺ امام، پیغمبر ﷺ راہنما، پیغمبر ﷺ رہبر، پیغمبر ﷺ ہماری کل کائنات، پیغمبر ﷺ ہیں،

باقی جس سے بھی پیار ہے، اس وجہ سے ہے کہ اس کا تعلق میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے، جس کا تعلق مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ نہیں، ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

چیلنج:

آیئے، سنیئے، ہمارا پیغام سنیئے، خبردار! آج کے بعد اگر کوئی یہ بات کہے کہ اہل حدیث پیغمبر ﷺ کو نہیں مانتے، لایئے، قرآن پاک کھولیئے، ایک آیت پیش کیجیے، یہ تیس پارے میرے ہاتھ میں ہیں، ایک آیت پیش کیجیے، جس آیت میں شان مصطفیٰ ﷺ ہو، اہل حدیث نہ مانتا ہو، ایک صفت مصطفیٰ ﷺ لایئے، جو قرآن پاک میں موجود ہو، اہل حدیث تسلیم نہ کرتا ہو، قرآن پاک کو پڑھیے، ہر وہ آیت مبارکہ جس میں شان مصطفیٰ ﷺ ہے،

آیئے! ایک ایک آیت پڑھ کر سنایئے، رب اکبر کی قسم ہے، ایک آیت پیش کیجیے، جس پہ اہل حدیث کا ایمان نہ ہو، حدیث مصطفیٰ ﷺ لایئے، جس پہ اہل حدیث کا ایمان نہ ہو، ایک معجزہ پیغمبر ﷺ پیش کیجیے، جو حدیث صحیح سے ثابت ہو، جس پہ اہل حدیث کا ایمان نہ ہو، نہیں نہیں، پیغمبر ﷺ کی ہر صفت کے قائل، اہل حدیث ہیں، پیغمبر ﷺ کی ہر حدیث کو ماننے والے اہل حدیث ہیں، جو پیغمبر ﷺ کے در سے پیار نہیں کرتا، جو پیغمبر ﷺ کی ذات سے پیار نہیں کرتا، جو پیغمبر ﷺ کی بات حدیث شریعت، ذات، نام مصطفیٰ ﷺ سے پیار نہیں کرتا، وہ کائنات کا غلیظ ترین انسان تو ہوسکتا ہے، لیکن مسلمان نہیں ہوسکتا، مسلمان وہ ہوتا ہے، جو محبوب ﷺ کے جوتے سے بھی محبت اور پیار کرتا ہے، لیکن آج؟ سنیے اور پیغام سنیے، آج پیغمبر ﷺ کو دودھ میں تحفہ پیش کیا جا سکتا ہے؟ مسواک کی صورت میں نہیں، دودھ کی صورت میں نہیں، کھانے کی صورت میں نہیں، پانی کی صورت میں نہیں، مشروب کی صورت میں نہیں، کسی اور صورت میں نہیں، ایک تحفہ ہے جو پیغمبر ﷺ کو پیش کیا جا سکتا ہے، یہ سارے انعام صحابہ رضی اللہ عنہم لے گئے، کوئی صحابی رضی اللہ عنہ دودھ لے کر در مصطفیٰ ﷺ پر کھڑا کوئی گوشت لے کر دروازہ مصطفیٰ ﷺ پہ کھڑا، کوئی جناب مسواک لے کر کھڑا، کوئی کمبلی لے کر کھڑا، کوئی چادر لے کر کھڑا، کوئی جبہ لے کر کھڑا، کوئی دستار لے کر کھڑا،

پیغمبر ﷺ کی خدمت کے لیے کوئی پانی اٹھا کر کھڑا، محبوب ﷺ کب باہر آئیں، آپ ﷺ کی خدمت کے لیے پانی پیش کیا جائے، آپ ﷺ کے نعلین پاک لے کر کھڑا

ہے، یہ ساری محبت صحابہ رضی اللہ عنہم لے گئے، آج اس کائنات میں ایک صورت رہ گئی ہیں،

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ دیں:

تحفہ اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا چاہتے ہو، آیئے، پیش کیجیے، وہ کون سا تحفہ ہے، فرمایا،

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ.....﴾

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

جو رفتار میں نے رکھی ہے، یہ تین گھنٹوں والی ہے، یہ تو ایک گھنٹہ والی رکھی ہے، کسی نے پوچھا تھا، خطیب سے مقرر سے کہ آپ نے دس منٹ تقریر کرنی ہو تو کتنی دیر تیاری کرتے ہو، اس نے فرمایا، میں تو ایک مہینہ تیاری کرتا ہوں، دس منٹ تقریر کرنی ہو، تو ایک مہینہ تیار کرتا ہوں، اس نے کہا، اگر بیس منٹ تقریر کرنی ہو، تو پندرہ دن تیاری کرتا ہوں، اس نے کہا، اگر بیس منٹ تقریر کرنے کا ٹائم رکھا جائے تو تیاری کتنی کرتے ہو، اس نے کہا، پندرہ دن،

اس نے کہا، اگر آدھا گھنٹہ تقریر کرنی ہو، تو پھر کتنے دن تیاری کرتے ہو؟ اس نے کہا، پھر ہفتہ، اس نے کہا، اگر گھنٹہ تقریر کرنی ہو، پھر کتنی تیاری کرتے ہو، اس نے کہا، ایک دن، اس نے کہا، اگر دو تین گھنٹے کرنی ہو، تو پھر؟ اس نے کہا، میں ابھی تیار ہوں، تین گھنٹہ جو تقریر کرنی ہے، پھر جو مرضی کہے جائے، اس لیے توجہ، غور کیجیے،

میں تقریر ان شاء اللہ ایک گھنٹہ کی ہی کروں گا،

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

سنو! ربیع الاول آخری مرحلات میں ہے، اہل حدیث کا پیغام سنو، تم نے بھی ربیع الاول میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی اور سنی، ہر مکتبہ ہائے فکر نے اپنے اپنے رنگ، انداز میں،

تیری محبت کے انداز کچھ اور ہیں؟

آج اہل حدیث سے بھی سنو، میں نے کہا، تم نے ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

بیان کی ہے؟ کہتے جی کی ہے، میں نے کہا، کیا کیا ہے؟

کہتے دیکھ لو، ہمارا حضور پاک ﷺ سے پیار محبت، ہم نے ربیع الاول میں حضور ﷺ کی ولادت کا دن منایا، ولادت پاک کا جشن منایا، میں نے کہا، پھر کیا کیا ہے؟ کہتے، روضہ رسول ﷺ ہر گلی میں بنایا، ہر چوک میں بنائے، مکانوں پہ جھنڈیاں لگائیں، جھنڈیوں کے اوپر روضہ رسول ﷺ بنایا، بینرز پہ روضہ رسول ﷺ بنایا، اپنے سینے پہ روضہ رسول ﷺ کا بیج لگایا، میں نے کہا، محبت میں کیا ہے؟ کہتے، جی جی، محبت میں کیا ہے، میں نے کہا، حضور ﷺ کا کیا سنا رہے ہو؟ کہتے حضور ﷺ کی ولادت، میلاد پاک، میں نے کہا، میلاد کا معنی کیا ہوتا ہے؟ کہتے پیدائش، ہم نے حضور ﷺ کی پیدائش منائی ہے،

سرکار کی آمد مرحبا
منٹھار کی آمد مرحبا

ہم سرکار کی آمد پر مرحبا کہتے ہیں، ہم میلاد پاک منانے کی خوشی میں، ہم نے حضور ﷺ کا روضہ مبارک بنایا، ہر چوک و چوراہے میں، ہر گلی میں اور اپنے سینے پہ چھوٹا سا بیج روضہ رسول لگایا ہے، میں نے کہا، روضہ پاک لگایا ہے؟ کہتے جی، میں نے کہا، کیا منا رہے ہو؟ کہنے لگے، ولادت پاک، میں نے کہا، ولادت کا معنی کیا ہوتا ہے؟ کہتے پیدائش،

میں نے کہا، سینے پہ کیا لگایا ہے؟ روضہ، میں نے کہا، روضہ ولادت کی علامت ہے؟ روضہ ولادت کی علامت ہے؟ کہتے نہیں، یہ تو وفات کی علامت ہے، میں نے کہا، یہ کیا بنایا ہے؟ کہتے، روضہ، مناتے کیا ہو؟ کہتے ولادت،

میں نے کہا، روضہ، ولادت کی علامت ہے، یا موت پاک کی؟ یا تو مانو،

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر:۳۰)

دوسرا مقام:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ

اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

کہیں ایسا تو نہیں ہوگا، کہ خرچہ تمہارا، جھنڈا تمہارا، جھنڈی تمہاری، بینر تمہارا سینہ تمہارا بیج تمہارا خرچہ تمہارا پیسہ تمہارا اور گلہ ہمارا، یہ سینے کے ساتھ لگائے پھرتے ہیں، کیا لگایا ہے؟ جی حضور ﷺ کا روضہ ہے، ولادت کی علامت روضہ نہیں، یہ تو وفات پاک کی علامت ہے، روضہ ولادت والے دن نہیں، وہ کب بنتا ہے؟ وفات کے بعد یا ولادت کے بعد؟

کیا کیا ہے، اچھا مجھے تو اب سمجھ آئی ہے، ہمارے مولوی نے تو کام الٹا کروایا ہے، میں نے کہا، جو الٹا کرواتے ہیں، ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے آجاؤ، ذرا سیدھا کروالو،

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

کہنے لگے، اہل حدیثو! تمہیں نبی پاک ﷺ سے پیار نہیں، میں نے کہا، پیار تو ہے، کہتے پھر آپ نے روضہ کیوں نہیں بنایا، حضور ﷺ کی یاد میں، میں نے کہا، ہم بنانا چاہتے ہیں، کہتے، آپ حضور ﷺ کا روضہ بنانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا، جی بنانا چاہتے ہی۔ کہتے بناؤ، میں نے کہا، کہاں؟ کہتے گلی میں، میں نے کہا، گلی ناپاک ہے، گلی ناپاک ہے، حضور ﷺ کا روضہ پاک ہے، کہاں، بناؤں؟ کہتے دھولو،

میں نے کہا، دھو بھی لیں، پھر بھی پاک نہیں، مجھے پاکستان میں کوئی جگہ بتلاؤ، جو روضہ رسول ﷺ بنانے کے لائق ہو، اتنی پاکیزہ ہو، تم نہیں سمجھے ہو، کہ روضہ رسول ﷺ کہاں بنتا ہے،

روزہ کہاں بنتا ہے؟

صحیح البخاری کھولیئے،

((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ الرِّیَاضِ الْجَنَّةِ))

جہاں روضہ رسول ﷺ بنتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ اس جگہ کو پہلے جنت بنا دیتا ہے، جنت دکھائی جاؤ، میں روضہ بنائے جاتا ہوں، کوئی جنت کا ٹکڑا دکھاؤ؟ تم گلی گلی چوک میں روضہ رسول ﷺ بنا کر میرے نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی تحقیر کرتے ہو، میں نہیں بناتا، تم

جنت دکھاتے جاؤ، میں ان شاء اللہ وہاں روضۂ رسول ﷺ بنائے جاتا ہوں،

تمہیں پاکستان میں جنت ملنی ہی نہیں، جہاں زرداری ہو، وہاں جنت ملنی ہے، جنت چلو، مدینہ پاک میں، کہاں ملنی ہے،

((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ))

میں نے کہا، تم نے روضۂ پاک ﷺ کا ماڈل بنایا ہے؟ کہتے جی ماڈل بنایا ہے، اصل روضہ کہاں ہے؟ جی مدینہ پاک میں، تمہارے پاس اس کی تصویر ہے؟ کہنے لگے جی، میں نے کہا، تم نے تصویر کیوں بنائی ہے، کہتا جی میں رسول اللہ ﷺ کا عاشق جو ہوا، میں نے کہا، تمہارے پاس روضۂ رسول ﷺ کی تصویر ہے؟ کہنے لگے، جی، تم عاشق ہو؟ کہنے لگے، جی، اور جن کے پاس اصلی روضہ ہے، مدینہ پاک میں، وہ گستاخ ہیں؟

جس کے پاس روضۂ رسول ﷺ کا ماڈل ہو، وہ عاشق، اور جن کے پاس روضۂ رسول ﷺ ہو، جس میں نبی پاک ﷺ آرام فرما رہے ہیں، وہ آج بھی اہل حدیث کے پاس ہے، کل بھی اہل حدیث کے پاس رہے گا، قیامت تک روضۂ رسول ﷺ اہل حدیث کے پاس ہے، ان شاء اللہ

اللہ کی قسم! ساری کائنات کی عزت شرف میں قربان کر دوں، اس قاری اس شخص پہ جس کے پاس روضۂ رسول ﷺ کی چابی ہے، روضۂ رسول ﷺ جا کر دیکھئے، حجرہ شریف کی دوہری چابی، جس کے پاس روضۂ رسول ﷺ کی چابی ہو، اگر پیار کرنے پہ آؤ، تو مدینہ پاک کے کبوتروں کو چوگ ڈالتے ہیں، وہاں جاتے ہیں، نام، مدینہ پاک میں اللہ تعالیٰ سب کو لے جائے، (آمین)

تو کبوتروں کو چوگ ڈالتے ہیں، میں نے کہا، کبوتروں کو چوگ کیوں ڈالتے ہو؟

کہتا، مدینہ پاک کے جو ہوئے، اگر چوگ ڈالنے پہ آؤ، تو مدینہ پاک کے کبوتروں کو ڈالتے ہو، اگر گالی دینے پہ آؤ، تو امام مدینہ کو گالی دیتے ہو؟ اس مصلیٰ کے وارث کو برا کہتے ہو، جس مصلیٰ پر نبی پاک ﷺ نے خود نماز پڑھائی ہے، اس مصلیٰ پہ آج بھی اہل حدیث کھڑا

ہے، اوران شاء اللہ قیامت تک یہ شرف آل الحدیث کا ہے، کہ روضۂ رسول ﷺ کے ساتھ جو مصلیٰ ہے، محراب مصطفیٰ ﷺ ، روضۂ رسول ﷺ کے ساتھ محراب مصطفیٰ ﷺ مصلیٰ مصطفیٰ ﷺ پر آج بھی اہل حدیث موجود ہیں اور قیامت تک اہل حدیث موجود رہیں گے،

جاؤ، مدینہ پاک میں جا کر دیکھو، آمین کی آوازیں گونجیں گی، رفع الیدین بھی جناب تمہیں دنیا کرتی نظر آئے گی، امام کرتا نظر آئے گا،

جیسے اہل حدیث کا عقیدہ ہے، ویسا عقیدہ تمہیں نظر آئے گا، تو پھر میں کیوں نہ کہوں،

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

الٹی گنگا:

تم نے عقیدت ومحبت میں روضہ بنایا ہے؟ جی میں نے روضہ بنایا ہے، میں نے کہا: کب بنایا ہے؟ کہتے گیارہ ربیع الاول کو، میں نے روضہ بنایا ہے، بارہ کو زیارت کی ہے، ساری دنیا نے زیارت کی ہے، روضۂ رسول ﷺ بنا ہے، حضور ﷺ کے روضۂ مبارک کا ماڈل بنا ہے، دیکھا، چوما، پیار کیا، محبت کی، زیارت کی، ٹھیک ہے کرو، بہر حال ہو گیا؟

کہنے لگے، جی، تیرہ کو، میں اسی گلی و چوک میں سے گزرا ہوں، مجھے روضۂ مبارک نظر نہیں آ رہا، کدھر گیا روضۂ پاک؟ کہنے لگے، توڑ دیا ہے، میں نے کہا، کس نے توڑا ہے؟ کہنے لگے ہم نے خود توڑا ہے؟ میں نے کہا، کس نے بنایا تھا؟ میں نے کہا، پھر توڑا کس نے؟ کہتے ہم نے توڑا ہے، میں نے کہا، گستاخ کون ہیں؟ کہتے، آپ، بنایا، تم نے توڑا تم نے اور گستاخ ہم؟ سنو، اہل حدیث کہتا ہے، ہر گلی میں روضۂ رسول ﷺ نہیں بناتے، اگر بن جائے، پھر اپنے ہاتھوں سے توڑا جا سکتا، جب توڑا تو کیا خیال آتا ہے کہ کل میں نے اس کو دیکھا ہے، کل اس کو چوما ہے اور آج میں توڑنے کے لیے آیا ہوں، جب ٹوٹا ہوگا، روضۂ رسول ﷺ ٹوٹ کر گرا ہوگا، کسی گلی میں، لوگوں کے پاؤں کے نیچے آیا ہوگا،

بتاؤ، نبی پاک ﷺ کی تحقیر کون کر رہا ہے؟ روضۂ رسول ﷺ کو جناب پہلے بنایا گیا،

پھر توڑا گیا، سنو، میری جماعت کا عقیدہ، ہر گلی میں روضۂ رسول ﷺ بنتا نہیں، اگر بن جائے، پھر اپنے ہاتھوں سے نہیں روڑتا، مر جائے، پھر بھی روضۂ رسول ﷺ کو نہ توڑے، سنبھال سنبھال کر رکھے، اللہ کے بندو، تم نے تو توڑ چھوڑا ہے۔

محبت ہو تو ایسی؟

صحیح البخاری میں حدیث ہے، میرے تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ کے صحابی سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ، اہل حدیثو! مانتے ہو، نا، مولا علی، سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھ رہے ہیں، معاہدہ میں الفاظ آتے ہیں، یہ معاہدہ قریش مکہ کے درمیان اور محمد ﷺ کے درمیان ہے، جب یہ الفاظ لکھے گئے تو قریش مکہ بول اٹھے، ہم رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے، محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھو،

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ کوئی بات نہیں، میں محمد ﷺ بن عبد اللہ بھی ہوں، اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہوں، محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھ دو، میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی! کیسے لکھوں؟ کہاں لکھوں، محمد رسول اللہ ﷺ لکھا جا چکا ہے، فرمایا، کوئی بات نہیں، اے علی رضی اللہ عنہ کاٹ دو، رسول اللہ ﷺ کاٹ کر محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھ دو،

جب میرے، محبوب ﷺ نے فرمایا، میرے علی رضی اللہ عنہ! محبوب ﷺ کی طرف دیکھے جا رہے ہیں، فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ کا لفظ کاٹ دو، محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھ دو، میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، محبوب ﷺ جی، آپ ﷺ کے نام پہ سیاہی کیسے پھیروں؟

نام مصطفیٰ ﷺ کو میرے علی رضی اللہ عنہ نے نہیں کاٹا، فرمایا، محبوب ﷺ، جی مجھ سے نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف نظر اٹھائی، سارے صحابی رضی اللہ عنہم کہتے، محبوب ﷺ جی، نہیں ہو سکے گا، میرا نام کہاں لکھا ہے، محبوب ﷺ جی! یہ لکھا ہے، مجھے قلم پکڑاؤ، محبوب ﷺ نے خود قلم پکڑی ہے، رسول اللہ ﷺ کے نام پر نبی پاک ﷺ نے خود قلم چلائی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں چلائی، کیوں؟

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الفتح:۸، ۹)

سنو! طعنہ دینے والو!

کہ اہل حدیث آپ ﷺ کی ذات کو نہیں مانتے، آپ ﷺ کی شان مقام نہیں مانتے،

چیلنج:

سنو! میں تو کہا کرتا ہوں، ایک جلسہ رکھو، چاہے یہاں رکھو، چاہے کسی چوک میں رکھو، بھائی پھیرو کے چوک میں رکھو، شان مصطفیٰ ﷺ کے نام پہ جلسہ رکھو، ہر مکتبہ ہائے فکر کے عالم کو بلاؤ، بریلوی عالم بھی تشریف لائیں، ایک دیوبندی عالم بھی تشریف لائیں، اگر اہل حدیث کی طرف سے کہو، تو میں حاضر ہوتا ہوں، شان مصطفیٰ ﷺ کے نام پہ جلسہ رکھ کر دیکھو، منصف بنو، منصف تم بن جاؤ، جج، قاضی، تم بن جاؤ،

پھر فیصلہ کرو، تینوں علماء کی تقریر سن کر فیصلہ تم کرو، کہ قرآن وحدیث کے مطابق نبی پاک ﷺ کی شان کون بیان کرتا ہے، ذرا آیئے تو سہی قریب آ کر دیکھئے تو سہی،

اللہ کی قسم! ہم تو کھیر سے بھی میٹھے ہیں، وہ کھیر، وہ کھیر جانتے ہو؟ اس کھیر سے بھی میٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میٹھا ہے، پیغمبر ﷺ کی حدیث میٹھی ہے،

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ﴾

کیا معنی ہے،

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے، نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، سب سے پیارا تحفہ نبی پاک ﷺ کے لیے یہ ہے، اللہ تعالیٰ بھی درود بھیجتا ہے پیغمبر پہ، یہ تو سمجھ آئی کہ ہم ہی بھیجتے ہیں، قرآن پاک کہتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ بھی درود بھیجتا ہے، پیغمبر ﷺ پر،

یا اللہ! آپ کس طرح بھیجتے ہیں؟

صحیح البخاری کھولیے، کتاب التفسیر کھولیے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کی وضاحت فرمائی ہے، اللہ کا درود بھیجنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کے درجات بلند کرتا ہے،

نبی پاک ﷺ کی ثناء خوانی کرتا ہے، نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرتا ہے، ایسے سمجھو، آسان الفاظ میں، قرآن پاک میں جہاں جہاں، اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کی شان بیان کی ہے، حقیقت میں اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ پر درود بھیج رہا ہے،

اللہ پاک درود کیسے بھیجتے ہیں، قرآن پاک میں،

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر: ۱)

اللہ تعالیٰ کا درود کیا ہے؟

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر: ۱)

اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ﷺ پر درود کیا ہے؟

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح: ۱۔۴)

سنیئے! غور سے، توجہ سے، میرا پیغام سنیئے! اہل حدیث کا پیغام سنیئے!

شان مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے!، عظمت مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے! مقام مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے،

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح: ۱۔۴)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پہ کیسے درود بھیجتے ہیں؟

﴿وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ○ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (الضحیٰ: ۱۔۵)

اللہ پاک نبی پاک ﷺ پر کیسے درود بھیجتے ہیں،

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ۱۔۴)

سنیئے ! غور سے، توجہ سے، میرا پیغام سنیئے !

اہل حدیث کا پیغام سنیئے ! شان مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے، عظمت مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے، مقام مصطفیٰ ﷺ کا پیغام سنیئے،

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح:۱-۴)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پہ کیسے درود بھیجتے ہیں،

﴿وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى﴾

عقل بڑی کہ بھینس؟

کہاں یاد آئے، مناظر اسلام حافظ عبد اللہ شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے، (آمین) فرمایا کرتے تھے، کہتے میں ایک گاؤں میں گیا، قرآن پاک پڑھا، حضور ﷺ کی شان بیان کی، حضور پاک ﷺ کی شان میں ساری رات قرآن پاک پڑھتے رہے، صبح ہوئی تو ایک مولوی صاحب نے درس دیا،

اس نے کہا، رات کو حافظ عبد اللہ اہل حدیثوں کا مولوی آیا، نبی پاک ﷺ کی شان میں قرآن پڑھتا رہا، اتنا تو قرآن بھی نہیں ہے، جتنا وہ پڑھتا ہے، اتنا تو قرآن بھی نہیں، جتنا وہ پڑھ گیا ہے، میں نے کہا، تم کبھی قرآن پاک کے قریب آئے ہو، تو تمہیں پتہ ہو کہ سارا قرآن پاک ہی حضور پاک ﷺ کی شان ہے، سارا قرآن ہی مصطفیٰ ﷺ کی شان ہے،

قرآن پاک کیا کہتا ہے، نبی پاک ﷺ کی شان میں، سنو، اللہ تعالیٰ درود بھیجتے ہیں، پیغمبر ﷺ پر، کیا معنی ہے، اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کی ثناء خوانی کرتے ہیں، پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، کیا معنی ہے، اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کی شان کیسے بیان کرتے ہیں،

﴿وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ○ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾

(الضحیٰ:۱-۵)

اللہ پاک نبی پاک ﷺ پر کیسے درود بھیجتے ہیں،

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ.....﴾

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم:١-٤)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پر، کیسے درود بھیجتے ہیں؟

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

(الاسراء:١)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پر درود کیسے بھیجتے ہیں،

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:١٠٧)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پہ کیسے درود بھیجتے ہیں،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:١٢٨)

اللہ پاک نبی پاک ﷺ پر درود کیسے بھیجتے ہیں،

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب:٤٥، ٤٦)

اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ پر کیسے درود بھیجتے ہیں،

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٤٠)

اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ پر کیسے درود بھیجتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہیں، شان بیان کرتے ہیں،

﴿وَمَلٰٓئِكَتَهٗ﴾

سارے فرشتے، بھی نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، کیسے؟

فرشتے کی خواہش:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ایک فرشتہ آسمان پر کہنے لگا، اے اللہ جی! میں زمین پر جانا چاہتا ہوں؟ جانتے ہو، ترمذی کی حدیث، اے اللہ، میں زمین پر جانا چاہتا ہوں، فرمایا، میرے فرشتے کیوں دل کیا ہے، زمین پر جانے کو، فرمایا، اللہ جی، آج تک میں گیا ہی نہیں، پہلی بار جانے کو دل کیا ہے، فرمایا، کیوں جانا چاہتے ہو؟

یا اللہ! دل کرتا ہے، مدینہ پاک جاؤں، نبی پاک ﷺ کو سلام کروں، حالانکہ جب نبی پاک ﷺ معراج کی رات گئے ہیں، دیکھا بھی ہوگا، سلام بھی کیا ہوگا، لیکن لگتا ہے، مدینہ پاک میں سلام کرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے، فرشتہ عرض کرتا ہے، اللہ جی، میں زمین پر جا کر مدینہ پاک میں نبی پاک ﷺ کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں،

فرشتے پیغمبر ﷺ کو سلام بھیجتے ہیں، کیا معنی ہے، فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں، نبی پاک ﷺ کے لیے دعا کر رہے ہیں، ایک اور حدیث سنیئے! صحیح البخاری میں،

فرشتوں کا سلام:

میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ نے فرمایا، کہ جو ایک فرشتہ ہے، صحیح البخاری کی حدیث ہے، قیامت کا دن ہوگا، جب نبی پاک ﷺ جنت کے دروازے پہ ہوں گے، دروازہ کھٹکھٹائیں گے، اندر سے آواز آئے گی، کون؟ میں محمد ﷺ، آپ ﷺ کے ساتھ کون آیا ہے؟ فرمائیں گے، میرے ساتھ، میری امت ہے، دربان فرشتہ، دروازہ کھول کر، سلام علیکم، نبی پاک ﷺ کو سلام پیش کر کے کہے گا،

محبوب ﷺ جی، جب سے جنت بنائی گئی ہے، تب سے کھڑا ہوں، جنت کب سے بنائی گئی ہے، تب تو انسان بھی پیدا نہیں ہوا تھا، جب سے جنت بنائی گئی ہے، تب سے کھڑا تھا، ایک ہی ڈیوٹی لگائی گئی تھی، اے فرشتے، دروازے پہ کھڑا ہو جا، یا اللہ کب تک؟ فرمایا، جب تک میرا آخری نبی ﷺ نہ آئے، دروازے پہ کھڑے رہو، بس مصطفیٰ ﷺ کو سلام کرنا

ہے، ایک سلام کے لیے ایک زیارت کے لیے، ایک دیدار کے لیے دروازے پہ کھڑا ہے،
قیامت والے دن مصطفیٰ ﷺ نے جانا ہے، تو دروازہ کھلنا ہے، اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں، معنی کیا ہے، رحمت کی دعا کرتے ہیں، آگے مجھے اور تمہیں کیا حکم ہے،

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

ایمان والو! تم بھی میرے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ پر درود بھیجو، تم بھی درود و سلام بھیجو، اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام بھیجو۔

فضیلت صحیح بخاری:

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، بخاری کھولیئے، میرا دعویٰ ہے، جہاں سے قرآن سمجھ میں نہ آئے، وہاں بخاری کھولیئے، بخاری سمجھائے گی، کہ قرآن پاک کا معنی کیا ہے، قرآن پاک کا کیا مفہوم ہے، بخاری کھولیئے، اور میرا یہ بھی دعویٰ ہے، دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں، جو صحیح البخاری سے بغض نہ رکھے، اور دنیا میں کوئی مومن ایسا نہیں، جو بخاری سے پیار نہ کرے،

پوری دنیا چھان لو، کوئی مومن ایسا نہیں، جو بخاری سے پیار نہ کرے، پوری دنیا چھان لو، کوئی مومن ایسا نہیں، جو صحیح البخاری سے پیار نہ کرے، کیوں؟ مومنوں کا عقیدہ بخاری میں موجود ہے، اہل بدعت کا چونکہ بخاری میں رد ہے، اس لیے وہ پریشان ہوتے ہیں، صحیح البخاری سے، لیکن صحیح البخاری ان شاء اللہ چمک رہی ہے، اور دمک رہی ہے، ان شاء اللہ، اس کی عظمت میں کوئی شک نہیں ہوسکتا،

اگر کوئی آسمان کی طرف منہ کر کے تھوکنا چاہے تو اس کا اپنا منہ گندہ ہوگا، صحیح البخاری کی عظمت میں کوئی شک نہیں ہوسکتا، البخاری کی نورانیت پوری امت میں جاری و ساری ہے، سنیئے، کہنے لگے، اہل حدیث اور حضور ﷺ کی شان؟ میں نے کہا، ہاں ہاں، کہنے لگے، اہل حدیث حضور ﷺ کی شان بیان کرنے لگے، اس نے کہا، تم تو حضور ﷺ کو بہتر مانتے ہو؟ میں نے کہا، تم کیا مانتے ہو؟ کہتے ہم تو حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں، اچھا، تو میں نے کہا اور

بشر؟ کہتے بشر بھی ہے، میں نے کہا، کیا بیان کیا ہے؟ حضور ﷺ کی ولادت؟ کہتے جی، میں نے کہا، تو ولادت کس کی ہے؟

کہتے بشر کی ہے، حضور ﷺ کی کملی، یہ تو بشریت ہے، حضور ﷺ کے دستار، یہ تو بشریت ہے، حضور ﷺ کی نعلین یہ تو بشریت ہے، حضور ﷺ کے دستار یہ تو بشریت ہے، حضور ﷺ کی زلفیں یہ تو بشریت ہے، حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک یہ تو بشریت ہے، دل پاک بشریت ہے، سینہ پاک بشریت ہے، جناب والدین کا تذکرہ بشریت ہے، دادا کا تذکرہ بشریت ہے، سلسلہ نسب کا تذکرہ بشریت ہے،

اولاد کا تذکرہ بشریت ہے، آل الرسول ﷺ کا تذکرہ بشریت ہے، سادات کا تذکرہ بشریت ہے، اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ بشریت ہے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان بشریت ہے، یہ تو ساری بشریت ہے، جو کچھ تم نے بیان کیا ہے، وہ تو بشریت ہے،

نورانیت کیا ہے؟

نماز میں رفع الیدین کرنا نورانیت ہے، سنت نور ہے، آپ ﷺ کی ذات بشر ہے، نبی پاک ﷺ کی نبوت پاک بھی نور ہے، نور ہے، آپ ﷺ کی نبوت امت کے لیے روشنی ہے، آپ ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کی ہر سنت امت کے لیے نور ہے، آپ ﷺ کی سنت نور ہے، آپ ﷺ کی شریعت نور ہے، قرآن آپ ﷺ کا نور ہے، آپ ﷺ کی حدیث نور ہے، آپ ﷺ کی سنت نور ہے،

رفع الیدین امت کے لیے نور ہے، اذان امت کے لیے نور ہے، نماز امت کے لیے نور ہے، قیام امت کے لیے نور ہے، رکوع امت کے لیے نور ہے، پیغمبر ﷺ کا سجدہ امت کے لیے نور ہے، پیغمبر ﷺ کا جہاد امت کے لیے نور ہے، روزے کے مسائل امت کے لیے نور ہیں، نکاح کے مسائل امت کے لیے نور ہیں،

طلاق و خلاء کے مسائل امت کے لیے نور ہیں، زکوۃ کے مسائل امت کے لیے نور ہیں، یتیموں کی پرورش امت کے لیے نور ہے، بیواؤں سے محبت امت کے لیے نور ہے،

آپ ﷺ کی ساری سیرت امت کے لیے نور ہے، صورت بشریت ہے، سیرت نورانیت ہے، اہل حدیث بشریت بھی بیان کرتا ہے، نورانیت بھی بیان کرتا ہے، یہ نہ سمجھو، تم نے بشریت سے آگے نہیں پڑھنا، میں نورانیت سے پیچھے ہٹتا نہیں،

آپ ﷺ کی ذات بشر ہے، آپ ﷺ کا مقام نورانیت ہے، میرے محمد ﷺ جیسا بشر تو پوری کائنات میں نہیں ہے، جب نورانیت کی باری آئے، جو سب سے اونچا نوری ہے، وہ جبرائیل علیہ السلام ہے، جو سب سے اونچا نوری ہے، وہ میرے مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہے، تم کہتے ہو،

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس پہ ہوتی ہے محنت زیادہ

تم نہیں سمجھے کہ انسان کا مقام کیا ہے، اگر انسان اعلیٰ نہ ہوتا، تو اللہ کی قسم ہے، نورانیت کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتے، پیدا ہی اس لیے کیا ہے، کہ انسان کی عظمت کو واضح کرنے کے لیے، سنیئے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کے دروازے پہ آئے، محبوب ﷺ جی، یہ جو آیت آئی ہے،

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

کہ نبی پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجو،

((كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ))

صحیح البخاری کھولیئے، محبوب ﷺ جی، آپ پر درود کیسے پڑھنا ہے؟

سلام کا ہمیں پتہ ہے، ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، سلام کہتے ہیں، نماز میں سلام پڑھتے ہیں،

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ))

محبوب ﷺ جی! آپ پر درود کیسے پڑھنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پتہ کیا فرمانا چاہیے تھا؟ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم خود ہی بنا لو، تم نہیں بنا سکتے، تمہیں عربی نہیں

آتی، خود بنالو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کیوں آئے، آیت کے بعد خود درود کیوں نہیں بنایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عقیدہ سمجھانا چاہتے ہیں،

کہ درود پاس سے نہیں بنایا جا سکتا، درود وہی پڑھا جاتا ہے، جو میرے پیارے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ خود پڑھائیں، خود سکھائیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا سوال:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی!

((كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ))

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جی! درود کیسے پڑھنا ہے،؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

((قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ))

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک درود سکھایا ہے، کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ درود پڑھنا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے درود سکھلایا ہے، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود درود سکھلایا ہے، اہل حدیث درود پڑھتا ہے، جاؤ، اہل حدیث کے کسی خطیب کی کوئی تقریر لاؤ، اور پھر کاپی اور بلیک پنسل لے کر بیٹھ جاؤ، اور گنو، کہ اہل حدیث کے خطیب نے کتنی بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا ہے، کتنی بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا ہے،

فیصلہ تو کرو، یا اہل حدیث کے مدرسہ میں چلے جاؤ، قاری صاحب آپ کے مدرسہ کا نام کیا ہے، مرکز اسلام امام بخاری اللہ تعالیٰ امام بخاری پر لاکھ رحمتیں نازل فرمائے، (آمین)

مرکز امام بخاری جناب حضرت عبدالحکیم سیف رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جاؤ، چوتھی سکول کی کلاس میں بیٹھ جاؤ، صبح سے لے کر جب تک جناب کلام ختم نہ ہو، ظہر تک یا ظہر کے بعد تک بیٹھیے اور کاپی پنسل لے کر بیٹھ جایئے، لکھیے کہ کتنی مرتبہ اہل حدیث کے مدرسہ میں ایک کلاس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا ہے، کتنی مرتبہ درود پاک پڑھا گیا ہے،

پھر غیر اہل حدیث مدرسہ میں چلے جایئے، وہاں بھی چوتھی کلاس میں جا کر بیٹھ جاؤ، گنو، کتنی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا ہے، کتنی بار درود پڑھا گیا ہے، نہ حدیث کا نام آئے اور نہ ہی

نام مصطفیٰ ﷺ پڑھا جائے، اہل حدیث مدرسہ میں جا کر دیکھو، اللہ کی قسم، صبح سے لے کر شام تک،

((قَالَ، قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ))

یہی الفاظ

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،))

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کے دروازے پر نبی ﷺ جی کیسے درود پڑھنا ہے، نبی پاک ﷺ نے خود الفاظ سکھلائے ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

یہ درود نہ پڑھنے کی وجہ:

ہمیں یہ کہنے والو، کہ اہل حدیث

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَلِّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

یہ الفاظ بطور درود اہل حدیث کیوں نہیں پڑھتا؟ رب اکبر کی قسم ہے، قرآن پاک میرے سامنے ہے، علماء کی موجودگی میں عرض کرتا ہوں، ان لفظوں پر کوئی اختلاف نہیں، ان لفظوں پر کوئی جھگڑا نہیں، یہ الفاظ عربی کے ہیں، الفاظ بڑے حسین ہیں، الفاظ بڑے جمیل ہیں، الفاظ بڑے پیارے ہیں، پھر سنو، اہل حدیث کا عقیدہ سنو،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَلِّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

الفاظ بڑے پیارے ہیں، الفاظ بڑے عمدہ ہیں، الفاظ بڑے بجچے تلے ہیں، الفاظ عربی کے ہیں، اور اس کے معنی بڑا حسین و جمیل ہے، لیکن اتنے حسین و جمیل عربی کے الفاظ اتنے پیارے الفاظ اتنے عمدہ الفاظ اتنے بجچے تلے الفاظ ہونے کے باوجود اہل حدیث یہ درود کیوں نہیں پڑھتا، یہ الفاظ کیوں نہیں پڑھتا؟

اس لیے نا کہ یہ الفاظ عربی کے ضرور ہیں، لیکن رب اکبر کی قسم ہے، قرآن پاک میرے ہاتھ میں ہے، یہ باب الصلوٰۃ تمہارے سامنے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ درود پاک نہیں پڑھا، یہ الفاظ عربی کے ضرور ہیں، پیارے ضرور ہیں، اچھے ضرور

ہیں، لیکن یہ الفاظ میرے مصطفیٰ ﷺ کی زبان سے نہیں نکلے،

یہ الفاظ میرے صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ میرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ میرے عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ میرے علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے نہیں نکلے،

پھر سنو! یہ الفاظ امی عائشہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ میرے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی زبان پاک سے نہیں نکلے، یہ الفاظ شہدائے کربلا کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ امام شافعی رحمۃ اللہ مالک، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کی زبان پاک سے نہیں نکلے، یہ الفاظ امام بخاری کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ امام مسلم، داود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، کی زبان سے نہیں نکلے، یہ الفاظ پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کی زبان سے نہیں نکلے،

میں پوچھنا چاہتا ہوں، جو الفاظ پیر صاحب کی زبان سے نہ نکلیں، جو الفاظ ائمہ کی زبان سے نہ نکلیں، جو الفاظ تابعین کی زبان سے نہ نکلیں، جو الفاظ جناب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے نہ نکلیں، جو الفاظ اہل بیت کی زبان سے نہ نکلیں، جو الفاظ میرے مصطفیٰ ﷺ کی زبان پاک سے نہ نکلیں، جو الفاظ آسمان سے نہ آئیں، جو الفاظ جبرائیل علیہ السلام لے کر نہ آئے، وہ تم مجھے بطور درود کہو، تو میں کس لیے پڑھوں؟

یہ عربی کے الفاظ پاکستان میں بنائے گئے ہیں، الفاظ عربی کے ہیں، لیکن علماء نے بنائے ہیں، اہل حدیث کہتا ہے، اپنے پاس سے بنائے گئے، الفاظ سے وہ الفاظ لاکھ گنا بہتر ہیں، جو الفاظ مصطفیٰ ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہیں، جو پیغمبر ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہیں، میرا تمہارا فرق ہے، تم ان الفاظ کا درود پیش کرتے ہو، جو تم نے خود عربی کے الفاظ بنائے ہیں، اور میں ان الفاظ سے درود پیش کرتا ہوں، جو آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے مصطفیٰ ﷺ کے سینۂ اطہر پہ لے کر آئے،

اب آسمان سے آئے ہوئے الفاظ پیارے ہیں، یا پاکستان میں بنائے ہوئے؟ آسمان

سے آئے ہوئے، تو کون سے ہیں؟

افضل اور صحیح درود:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

کیسے پیارے الفاظ ہیں،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

یہ الفاظ آسمان سے آئے، اور میرے مصطفیٰ ﷺ، صحیح البخاری میں حدیث ہے، صحیح نسخہ میں حدیث پاک موجود ہے، میرے محبوب ﷺ عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر کا تذکرہ کر رہے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کا نام میرے پیغمبر ﷺ کی زبان پہ آیا، تو آپ ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ﷺ کے الفاظ ارشاد فرمائے،

لہٰذا نبی ﷺ کا نام سن کر ﷺ کہنا بھی میرے نبی ﷺ کی سنت ہے، جب نبی ﷺ کا نام آئے، تو یہ درود پڑھو، ﷺ، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے نکلنے والے الفاظ نبی پاک ﷺ کی اپنی زبان سے نکلنے والے الفاظ، ﷺ، آسمان سے آئے ہوئے، الفاظ، ﷺ،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

فضائل درود:

سنو، اہل حدیث کا عقیدہ، جس نماز میں درود نہیں، وہ نماز قبول نہیں، عشاء میں درود نہ پڑھو، وہ نماز قبول نہیں، ظہر میں درود نہ پڑھو، نماز قبول نہیں، فرض میں درود نہ پڑھو، فرض قبول نہیں، سنت میں درود نہ پڑھو، سنت قبول نہیں، نفل میں درود نہ پڑھو، نفل قبول نہیں، وتروں میں درود نہ پڑھو، وتر قبول نہیں، جنازہ میں درود نہ پڑھو، جنازہ قبول نہیں، جناب جنازہ میں درود نہ پڑھو، جنازہ قبول نہیں،

نماز کسوف میں درود نہ پڑھو، نماز قبول نہیں، تراویح میں نہ پڑھو، تراویح قبول نہیں، عید میں نہ پڑھو، تو وہ نماز قبول نہیں، جمعہ میں نہ پڑھو، نماز قبول نہیں، سنو، میرا اور میری جماعت کا عقیدہ جو درود نہیں پڑھتا، رب اکبر کی قسم ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نہ کوئی دعا قبول کرتا

ہے، نہ نماز قبول کرتا ہے،

ہر نماز میں فرض ہے، رکن ہے، درود پاک پڑھا جائے، اور اللہ آپ کی رحمت پر قربان جائیں، جب نماز کی باری آئی ہے، جب قیام کی باری آئی ہے، فرمایا، کھڑے ہو جاؤ، نا، جی اللہ جی،

فرمایا، کھڑے کھڑے ہو کر میری تسبیح بیان کرو، میری حمد بیان کرو، رکوع کی باری آئی، فرمایا، جھک جاؤ، اور میری حمد بیان کرو، میری تسبیح بیان کرو، جھک جاؤ، زمین پر سجدہ میں اور جناب میری تسبیح بیان کرو، اللہ جی! نبی پاک ﷺ پر درود کیسے پڑھنا ہے، فرمایا، رکوع سجدہ قیام میں میرا ذکر کرنا ہے اور جب نبی پاک ﷺ کے درود کی باری آئے، دو زانوں ہو کر ادب سے بیٹھ جانا ہے، اور کہنا ہے،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

انداز سے قربان جاؤں، ہر نماز میں، سوائے جنازہ کے، وہ تو شارٹ ہے، سجدہ تو ہے نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کھڑے کھڑے درود رکھا ہے، باقی ہر نماز میں دو زانوں ہو کر بیٹھ جاؤ، تشہد کی حالت میں بیٹھ جاؤ، اور پڑھو،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

لوگو! سنو! اہل حدیث کا پیغام!

اہل حدیث تو کہتا ہے، کہ نبی پاک ﷺ کا جب نام لو، تو درود پڑھو، جب نام سنو، تو درود پڑھو۔

ایک وضاحت:

جب نام لکھو؟ درود لکھو، اور لوگ تو ''ص'' ڈال دیتے ہیں، اور نبی پاک ﷺ کے نام کے ساتھ، نام جوڑنے والو، تمہارے نام کے ساتھ محمد لگتا ہے، نا؟ اکثر کے ساتھ لگتا ہو گا، تو جس کے ساتھ محمد لگے، اس لیے اس کو چاہیے کہ نام لکھتے وقت محمد نام پورا لکھے،

ایم لکھتے ہو؟ M، میں نے کہا، پورا کیوں نہیں لکھتے، M کافی ہے، اپنا نام پورا لکھتے ہو،

نبی ﷺ کا ایم کافی ہے، اور انگریز و انگریز مینو، جب نام لکھو، محمد ﷺ ، M نہ لکھو، میں کہتا ہوں، اللہ کی قسم! یہ بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کے نام کے احترام کے خلاف ہے، نام لکھو، تو پورا؟ کیا لکھنا ہے، محمد ﷺ ،

اوپر "ؐ" نہیں ڈالنا، جب بھی کتاب میں، کاپی میں، کاغذ پہ، کہیں بھی محمد ﷺ کا نام لکھو، یہ نہیں ڈالنا، کیا لکھنا ہے، ﷺ ، "ؐ" سے کام نہیں چلانا، پورا نام لکھنا ہے، ﷺ ، کہنے لگے، جی اب ہر وقت لکھا جا سکتا ہے؟ میں نے کہا، تمہارے ہاتھ تھکتے ہیں، ایک کاپی میں کروڑ بار نام آئے، کتاب میں کروڑ بار آئے، کروڑ بار لکھو؟ کیا لکھنا ہے، ﷺ ، درود کی جگہ پر "ؐ" ڈالتے ہو۔

عجیب بدعات:

اور بسم اللہ کی جگہ پر 786، میں نے کہا یہ 786 کیا لکھا ہے؟ کئی لوگوں کے فون کا نمبر 786، گاڑیوں کا نمبر 786، گاڑی کا نمبر 786، آگے پیچھے پرانی جوتی باندھی ہے، میں نے کہا، کیا ہوا ہے، جوتی کیوں باندھی ہے اور بسم اللہ، 786، اور نیچے جوتی باندھی ہے، کہتا، مولوی جی، نظر نہیں لگتی،

جوتی باندھنے سے گاڑی کو نظر نہیں لگتی؟ کہتا، جی، میں نے کہا، تو بندے کو نہیں لگتی؟ کہتا نہیں، جی، لگ جاتی ہے، میں نے کہا، جوتی نہیں پہنی ہوئی؟ پاگل جب تمہاری کالی جوتی ہی مشکل کشا ہے، پھر تمہیں مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ تم تو جوتوں کے پجاری ہو، پرانے جوتے باندھتے ہیں، گاڑیوں کے ساتھ؟ پرانی ہنڈیا کوٹھی کے اوپر رکھتے ہو، کہ نظر نہیں لگتی،

اگر پرانی ہنڈیا تمہیں نظر سے بچائے، بتاؤ، تمہارے مسلمان ہونے کا فائدہ؟ مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھنے کا فائدہ؟ ہنڈیا نہیں بچاتی، جوتے کالے نظر سے نہیں بچاتے، لیریں نہیں بچاتی نظر سے، نظر سے بچانے والا کون ہے، اللہ، اللہ، اللہ، کے علاوہ بچانے والا کوئی نہیں،

آیئے سنیئے، جو میں پیغام دینا چاہتا ہوں!

کہتے جی، 786، سے مراد بھی بسم اللہ ہے، میں نے کہا، نہیں، کہنے لگے، پتہ نہیں، خط کس کے پاس جانا ہے، اس لیے 786، لکھا ہے کہ بے ادبی نہ ہو، میں نے کہا، بسم اللہ ہے تو پھر اس کی بھی بے ادبی ہونی چاہیے، بے ادبی اس کی بھی ہونی چاہیے، 786، جو بسم اللہ ہے، میں نے کہا، قرآن کہتا ہے، سلیمان علیہ السلام نے خط ملکہ بلقیس کو لکھا جو کافرہ تھی، جب خط گیا، تب مسلمان نہیں تھی، بعد میں ہوئی ہے، تو خط میں کیا لکھا ہے؟

﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ (النمل:۳۰)

فضائل بسم اللہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس طرح پوری بسم اللہ لکھی ہے، 786، نہیں،

کہاں قرآن پاک اور کہاں یہ انگریزوں کی گنتی، او ظالمو! یہ کیا کیا ہے، کہتے، یہ قرآن ہے، میں نے کہا، یہ قرآن ہے؟ 786، بسم اللہ ہے؟ کہنے لگا، جی، میں نے کہا، روٹی کھاتے وقت بھلا پڑھو پھر؟ 786، روٹی شروع، ہو سکتا ہے؟ 786، وضو شروع، یا نماز میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، 786، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، ہوسکتا ہے؟

اگر نہیں ہو سکتا، اگر نماز میں نہیں، وضو میں نہیں، روٹی میں نہیں، تو خط میں بھی نہیں، پوری بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یہی تو اہل حدیث کا پیغام دینا ہے کہ حدیث کا ادب کرو، بسم اللہ کا ادب کرو، مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرو، پیغمبر ﷺ کا ادب کرو، درود پیغمبر ﷺ کا، درود کیسے پڑھنا ہے، پورا لکھنا ہے، ﷺ، سنو، تم میں اور اہل حدیث میں فرق کیا ہے، کہتا، جناب آپ اذان سے پہلے کیوں نہیں درود پڑھتے؟

میں نے کہا، اللہ کی قسم، انکار نہیں، اگر حدیث میں ہو تو میں آج ہی پڑھنے کے لیے تیار ہوں، حدیث تم دکھا دو، کہ میرے بلال رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ پڑھے ہیں، رب اکبر کی قسم! میں فجر کی اذان سے پہلے، درود پڑھنے کے لیے تیار ہوں، کہتا، پھر آپ درود نہیں پڑھتے؟ میں نے

کہا، پڑھتے ہیں، ٹوٹل دو چار پانچ منٹ کا فرق ہے، تم اذان سے پہلے پڑھتے ہو، میں اذان کے بعد پڑھتا ہوں،

درود کا صحیح مقام:

اذان کے بعد تذکرہ صحیح مسلم میں کتاب الاذان میں، میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، جب مؤذن اذان دے، اذان سنو، جو کہتا ہے، کہتے جاؤ، اس کے ساتھ ساتھ جواب دیتے جاؤ، جب اذان مکمل ہو جائے،

ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ۔

پھر مجھ پر درود پڑھو، محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اذان کے بعد پڑھو، تم کہتے ہو، پہلے پڑھو، ضد کیوں کرتے ہو، نبی پاک ﷺ سے، حدیث پاک کے ساتھ ضد کیوں کرتے ہو، کیوں شور جھگڑا کرتے ہو، جب کل کائنات کے پیرو مرشد نے فرما دیا ہے کہ اذان کے بعد، ہم کون ہوتے ہیں، پہلے پڑھنے والے، وہاں پڑھیں گے جہاں مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے، اذان کے بعد درود پڑھنا ہے، لوگو، درود پڑھنے کا کوئی جھگڑا نہیں، غلط کہتے ہیں، لوگ کہ اہل حدیث کہتے ہیں، درود نہیں پڑھنا، لوگو، درود پڑھنے کا کوئی جھگڑا نہیں، جھگڑا پہلے اور بعد کا ہے، ہم کہتے ہیں، بعد میں پڑھنا ہے، دوسرے کہتے ہیں، اذان سے پہلے پڑھنا ہے، لیکن اذان سے پہلے پڑھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، بعد میں پڑھنے کی صحیح مسلم کی حدیث ہے، وہاں پڑھیں، جہاں مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے، ایسے پڑھیں، جیسے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے،

ضد کیوں کرتے ہو، لڑائی کیوں کرتے ہو، حدیث کھول کر دیکھ لو، اور اتفاق کر لو، اذان کے بعد پڑھا کرو،

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ))

تو تم پھر کیا کہتے ہو؟

نبی ہوائے نبی

جے تیرا گزر ہوئے

مدینے نوں نی

تے میرا سلام دینویں

نی حضور ﷺ نوں

کہاں یاد آ گئے، شیر پنجاب مولانا منظور صاحب فرماتے ہیں، ہوا کا کیا پتہ ہے کہ مدینہ پاک جانے کی بجائے کوفہ چلی جائے۔

نی ہوائے نی

ہوا کو کیوں کہتے ہو، درود ہوا کو نہیں دیتے، رب کے حوالے کرتے ہیں،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

ہوا کے حوالے تو تب کرو، جب زمین کے چپے چپے پر فرشتے موجود نہ ہوں، اللہ کی زمین کا کوئی چپہ ایسا نہیں، جہاں پر آسمان سے فرشتے نہ آئے ہوں، کس لیے کہ کوئی درود پڑھے تو لے جائیں، کوئی درود پڑھے، تو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جائیں، پھر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے، تو نبی ﷺ کے پاس کیسے پہنچتا ہے، آپ ﷺ کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرماتے جاتے ہیں، امت درود پڑھتی جاتی ہے، درجات بلند ہوتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کا درجہ بلند کرتے جاتے ہیں،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ))

عقیدت اپنی اپنی:

کہنے لگے، آپ اہل حدیث درود پاک کی تسبیح کیوں نہیں پڑھتے؟

ہم تو ایک تسبیح پڑھتے ہیں، پھر دوسری پڑھتے ہیں، منکے پہ منکا گراتے جاتے ہیں، درود پاک پڑھتے جاتے ہیں، آپ تسبیح نہیں پڑھتے؟

میں نے کہا، ہم درود پاک پڑھتے ہیں، لیکن تسبیح نہیں پڑھتے، کہنے لگے، کیوں؟

میں نے کہا، تسبیح پر گن کر پڑھنا پڑتا ہے؟ کہنے لگے، جی، تو میں نے کہا، وہ ساری

کے لیے،

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ﴾ (المائدہ:۱۱۸)

اللہ جی! اگر عذاب دو، تو آپ کے بندے ہیں، اللہ جی! اگر معاف کر دو، تو آپ کو پوچھنے والا کوئی نہیں، وہ ساری ساری رات امت کے لیے روئیں تو میں گن کر پڑھوں؟ نہیں، میں کہتا ہوں، ان گنا درود پڑھو، نبی پاک ﷺ کے لیے وہ امت کے لیے اٹھ اٹھ کر راتیں گزاریں، امت کے لیے ماریں کھائیں، امت کے لیے اپنی بچیوں کے دکھ برداشت کریں، یہ سارے دکھ، مصائب، نبی پاک ﷺ نے امت کے لیے برداشت کیے ہیں، پھر امت گن گن کر کیوں پڑھے، جب ٹائم ملے، جب وقت ہو، پڑھو،

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ))

ابو داود میں صحیح حدیث پاک ہے، میرے تمہارے محبوب جناب محمد ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ آئے، محبوب ﷺ جی، میرے پاس کچھ ٹائم ہے، میں کچھ دعا اپنے لیے کرلوں، کچھ حصہ آپ ﷺ کے لیے درود پڑھنا چاہتا ہوں، تقسیم کروں؟ فرمایا، بھئی وہ تمہاری مرضی، یا رسول اللہ ﷺ! ایک حصہ درود، تین حصے دعا فرمایا، بھئی، مرضی تمہاری ہے، لیکن درود زیادہ کرلو، تمہارا حق میں بہتر ہوگا، محبوب ﷺ جی، دو حصے درود اور دو حصے دعا؟ فرمایا، درود پاک زیادہ کرو، محبوب ﷺ جی، ایک حصہ دعا، تین حصے درود ایک فرمایا، نہیں، بھئی، درود پاک زیادہ کرو، محبوب ﷺ جی، پھر اپنے لیے کچھ نہ مانگوں؟

جب ٹائم ملے، درود پاک پڑھتا رہوں، فرمایا، ہاں بھئی، اپنے لیے کچھ نہ مانگا کرو، اپنے لیے کچھ نہ مانگا کرو، جب بھی وقت ملے، درود پاک پڑھتے رہو، اللہ تعالیٰ تمہاری ہر ضرورت بھی پوری کر دے گا، ہر دکھ بھی دور کر دے گا، اس لیے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

میرے پاس ایک فرشتہ آیا، کہنے لگا، محبوب ﷺ جی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، راضی ہو جاؤ، جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پڑھے گا، میں دس رحمتیں نازل کروں گا، جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پڑھے گا، اس کے دس گناہ معاف کر دوں گا، جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پاک

پڑھے گا، اس کے دس درجے بلند کر دوں گا، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے شفاعت مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوتی ہے،

درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام نصیب کرتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے نبی پاک ﷺ کی قربت نصیب ہو گی، درود پاک پڑھنے سے جنت ملے گی، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ موت کے وقت آسانی عطا کرتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ چہرے کا نور عطا کرتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے قبر روشن ہو جاتی ہے، درود پاک پڑھنے سے اللہ کی برکت نازل ہوتی ہے،

درود پاک پڑھنے سے کاروبار میں برکت نازل ہوتی ہے، درود پاک پڑھنے سے گھر میں رحمتیں نازل ہوتیں ہیں، درود پاک پڑھنے سے بندے کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے، درود پاک پڑھنے سے عمر میں برکت نازل ہو جاتی ہے، درود پاک پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے درجے بلند ہوتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں،

درود پاک پڑھنے سے بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ شفاء عطا کرتے ہیں، درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ برکت نازل کرتے ہیں، درود پاک پڑھنے والا بندہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام پیئے گا، درود پاک پڑھنے والا بندہ گندی اور بری موت سے بچ جاتا ہے، درود پاک پڑھنے والا بندہ بہت ساری مشکلات سے بچ جاتا ہے، درود پاک پڑھنے والا بندہ بیماریوں سے بچ جاتا ہے، درود پاک پڑھنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ بیماریوں سے شفا عطا کر دیتے ہیں،

اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں، تو درود پاک پڑھا کرو، ابھی تم درود پاک پڑھو، ابھی اوپر پہنچے اور نبی پاک ﷺ کے درجات بلند ہو جائیں، اور نبی پاک ﷺ کے تمہارا درود پاک پہنچ جائے، درجات بلند ہو جائیں، ذرا پیار سے محبت سے، محبت میں ڈوب کر، اس ارادے، نیت سے کہ اے اللہ! ہماری یہ مجلس قیامت کو ہماری حسرت کا سبب نہ بنے، اللہ

تیری رحمت کا سبب بنے، ہماری نجات و ذریعہ کا سبب بنے،

جس مجلس میں درود پاک نہ پڑھا جائے، قیامت والے دن وہ مجلس حسرت کا سبب بن کر افسوس کرے گا، ہائے جب میں بیٹھا تھا، کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ درود پاک پڑھ لیتا۔

اپیل:

دوستو! جوانو، اہل حدیث یوتھ فورس کے جوانو، اور آنے والے دوستو، سنو، میرا پیغام، جب دوستوں کے پاس بیٹھو، جب دوکان پر بیٹھو، جب بیٹھک میں بیٹھو، جب ارادہ میں بیٹھو، جب بیٹھک لگاؤ، سب دوست بیٹھو، درود پاک پڑھے بغیر کبھی نہ اٹھا کرو،

ورنہ قیامت والے دن اس مجلس پہ افسوس کرو گے، ہر مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہر بیٹھک چھوڑنے سے پہلے، ہر مجلس چھوڑنے سے پہلے، ہر محفل چھوڑنے سے پہلے درود پاک کم از کم ایک بار یا جتنی بار اللہ تعالیٰ توفیق دے، ضرور پڑھ لیا کرو، ذرا اس مجلس کی برخاستگی سے پہلے اسے ختم کرنے سے پہلے ذرا پیار محبت میں ڈوب جائیں،

ابھی تمہارے درود پاک کے الفاظ فرشتے رب کے حضور لے کر جائیں، بلند آواز سے پڑھو، پیار ومحبت کے ساتھ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

سات منٹ اوپر ہو گئے ہیں، معذرت!

سوال و جواب:

سوال:...... بلند آمین کہنے میں حکمت کیا ہے؟

جواب:...... جب رسول اللہ ﷺ فرما دیں تو حکمت نہیں پوچھتے، حکمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع ہو گی، اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

جب امام آمین کہے، اونچی آمین کہو، جس کی آمین فرشتے کی آمین سے مل جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیں گے، جنازہ میں جو کلمہ شہادت بار بار بلند آواز میں کہتے ہیں نہ یہ قرآن میں اور نہ یہ حدیث میں ہے،

سوال:...... کچھ لوگ میت کو ثواب پہنچانے کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں، اس کی قرآن خوانی حدیث سے وضاحت کریں؟

جواب:...... حدیث میں نہیں ہے، قرآن پاک میں نہیں ہے، یہ بعد میں پاکستان میں شروع ہوئی ہے، لہٰذا اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے،

سوال:...... تعویذ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...... بالکل نہیں لکھنا چاہیے، جس کو چاہیے، مجھ سے رابطہ کرے، بس دم کرو، جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، تعویذ لازمی لکھنا ہے، درود سے مراد درود ابراہیمی ہے،

سوال:...... السلام سے کیا مراد ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

جواب:...... ہر نمازی ہر اہل حدیث ہر مسلمان جو بھی دنیا میں موجود ہے، وہ پڑھتا ہے، جب نبی پاک ﷺ زندہ موجود ہے، دنیا میں موجود تھے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آتے تھے، تو کیا کہتے تھے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

اور نماز میں پڑھتے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ

آج تک وہی الفاظ موجود ہیں، سلام کیسے بھیج سکتے ہیں؟ سلام، ﷺ، یہ سلام ہے، یہ درود ہے،

تمہارا درود میں خود سنتا ہوں، یہ مشکوٰۃ میں حدیث ہے، اور جھوٹ ہے، من گھڑت ہے، اور موضوع ہے، اس روایت کی کوئی سند ثابت نہیں ہے،

مَنْ صَلّٰی عَلٰی قَبْرِیْ وَسَمِعْتُ۔

یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں،

کچھ لوگ صلوٰۃ کے بارے میں یہ دلائل دیتے ہیں، کہ بلال رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ پر کھڑے ہو کر پڑھی، قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ پڑھی، اور پھر اذان کہی؟

یہ بات نہیں ہے، بھئی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہتے تھے، اور فجر کی اذان سے کچھ دیر پہلے جس اونچی جگہ میں اذان کہنی ہوتی تھی، وہاں چڑھ جاتے تھے، اور بیٹھ جاتے تھے، اس وقت گھڑیاں تو ہوتی نہیں تھیں، صبح صادق کا چھت پر چڑھ کر انتظار کرتے تھے، جب روشنی نظر آئے، یعنی فجر کا ٹائم ہو، تو میں اذان کہوں، وہ پہلے وہاں بیٹھ کر جب بندہ اذان سے پہلے اٹھ جائے، کوئی دعا پڑھے گا، کوئی نماز پڑھے گا، کوئی وظیفہ کرے گا،

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی چھت پر چڑھ جاتے تھے، اور دعا کرتے تھے، یا اللہ! آپ کی رحمت ہے، آپ قریش کو ہدایت دے دیں، ان کو سمجھ دے دیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اس طرح کے کلمات ایک عورت کہتی ہے، میں سنتی تھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ چھت پر یہ الفاظ کہتے تھے، بیٹھے بیٹھے الفاظ کہتے تھے، دعا کرتے تھے، جب اذان کا ٹائم ہو جاتا تھا، تب روشنی دیکھ کر پھر اذان کہتے تھے، اس سے مراد صلوٰۃ نہیں، جو الفاظ کہے جاتے تھے،

آپ ہمیں روکتے ہیں اور خود نماز میں پڑھتے ہیں،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم

روکے تو تب، اگر ہم خود نہ پڑھیں، کون ہے، وہ پورے اجتماع میں ایک بندہ کھڑے ہو کر اہل حدیث ہو، جو نماز میں یہ الفاظ نہیں پڑھتا، پڑھتے ہو؟ تمہیں پھر کس نے روکا ہے؟ پڑھو، اللہ تعالیٰ، تمہیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، وہ پڑھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے،

دوہری اذان یا ایک اذان؟

دونوں اذانیں جائز ہیں،

نماز تراویح آٹھ یا بیس ہیں؟

رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند ہے، بخاری میں آپ ﷺ سے آٹھ ثابت ہیں، بیس والی جتنی بھی روایات ہیں، وہ ضعیف ہیں، حدیث صحیحہ سے آٹھ ہی ثابت ہیں،

تہجد کی اذان کے بارے میں؟

تہجد کی اذان اگر کوئی دینا چاہتا ہے تو وہ دے دے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تہجد کی اذان کہتے تھے، یہ حدیث بخاری سے ثابت ہے،

اللہ کے نبی ﷺ کے آخری حج کے خطبہ میں فرمایا،

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

اس کی وضاحت کریں؟

یہ حدیث صحیح ہے، اور متواتر حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے، مولا کا معنی دوست ہوتا ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے، وہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے، جو مجھ سے پیار کرتا ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی پیار کرے، جو مجھے اپنا دوست رکھتا ہے، وہ علی رضی اللہ عنہ کو بھی رکھے اور کوئی مومن دنیا میں ایسا نہیں ہے، جو رسول اللہ ﷺ سے پیار کرتا ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پیار نہ کرتا ہو۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



قرآن پاک واسلامی کتب کا عظیم مرکز



ڈائریکٹر: میاں حافظ محمد ربانی بن صوفی احمد دین

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا قصور پاکستان
Cell: 0300-6595304